

أَمْرُ الشَّعْرِ حَكِيمَةٌ إِنَّ مِنَ الْبَيِّنَاتِ كِتَابَ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
مَنْ بَدَأَ شَيْئًا مِنْ أَمْرِ دِينٍ فَلْيُفْرِغْ مِنْهُ بِمَنْ يَنْصَحُ  
وَالْبَيْتُ لِلَّهِ وَالْكَعْبَةُ لِلَّهِ  
ISSUE



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
مَنْ بَدَأَ شَيْئًا مِنْ أَمْرِ دِينٍ فَلْيُفْرِغْ مِنْهُ بِمَنْ يَنْصَحُ  
وَالْبَيْتُ لِلَّهِ وَالْكَعْبَةُ لِلَّهِ

مَنْ بَدَأَ شَيْئًا مِنْ أَمْرِ دِينٍ فَلْيُفْرِغْ مِنْهُ بِمَنْ يَنْصَحُ  
وَالْبَيْتُ لِلَّهِ وَالْكَعْبَةُ لِلَّهِ

# فهرست فروع اولیٰ ذکر طوکلیم

صفحه	نام شاعر و مخلص شاعر	صفحه	نام شاعر و مخلص شاعر
	افسوس - میر شیر علی ..... ۱۲	حرف الف	
	افضل - میر افضل علی ....	آتش - خواجه عید علی لکنوی ۴	
	اکبر - اکبر خان دہلوی ....	آزاد - مرزا اعظم شاہ ....	
	امیر - امیر محمد لکنوی ...	آزاد - امیر محمد لکنوی ...	
	انشاء - انشاء اللہ خان مرشد آبادی ۱۶	آشفہ - سرانجام علی اکبر آبادی	
	انور - رشید شجاع الدین دہلوی ۱۷	آشفہ - رشید نور علی دہلوی ..	
	ایجاد - مرزا رحیم الدین ....	آشفہ - کباب سنگ دہلوی ..	
	حرف بای موصوہ	آشوب - میر امداد علی دہلوی ..	
	بکرت - مرزا محمد رضا خان ....	آبی - عبدالرحمن ...	
	بکرت - بکرت علی خان خیر آبادی	الف مقصورہ	
	بسل - عبد الحکیم .....	اثر - سید محمد .....	
	بقا - بقا اللہ اکبر آبادی ...	اثر - عبد الرزاق .....	
	بلند - بلند علی بیگ .....	احسان - حافظ عبد الرحمن دہلوی	
	بلند - بلند علی بیگ .....	حسن - مولوی محمد حسن بلگرامی - ۱۰	
	بلند - بلند علی بیگ .....	فاضل - فاضل محمد صادق خٹک	
	بلند - بلند علی بیگ .....	اسیر - اسیر محمد لکنوی ...	۱۱
	بلند - بلند علی بیگ .....	اشک - اشک محمد لکنوی ...	

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر	صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
	حرف تمار فوقانی	۲۶	جودت - عبدالہادی ساکن قصبہ
۲۰	آبان - میر عبدالحی جهان آبادی	۲۷	نیوتنی ضلع لکھنؤ .....
۲۱	تپش - مرزا جان دہلوی ....	۲۸	بہشتش - شیخ محمد روشن عظیم آبادی
۲۲	تجلی - میر محمد حسن دہلوی ....	۲۹	حرف حائے محملہ
۲۳	تسلیم - یحییٰ نور احمد حسین سسوانی	۳۰	حالی - سلوی اطفان حسین بانی تپ
۲۴	تسلیم - شیخ امیر اللہ فیض آبادی	۳۱	حسرت - مرزا جعفر علی دہلوی ....
۲۵	تسکین - میر حسن دہلوی ....	۳۲	حسن - سید غلام حسن دہلوی -
۲۶	تصویر - بتن دہلوی ....	۳۳	حکیم محمد پناہ خان .....
۲۷	تعشق - سید محمد دہلوی ....	۳۴	حیا - مرزا رحیم الدین دہلوی
۲۸	تنہا - میر غلام محمد مغلٹہ .....	۳۵	عیان - میر حیدر علی .....
۲۹	تنہا - اسحاق خان دہلوی ....	۳۶	حرف خائے مجسمہ
۳۰	تنہا - محمد علی دہلوی .....	۳۷	خضر - مرزا خضر سلطان دہلوی
۳۱	توقیر عبدالقادر پنجابی ....	۳۸	خلیل - میر دوست علی لکھنوی
۳۲	حرف تمار مشلتہ	۳۹	خلیل - محمد ابراہیم خان لکھنوی
۳۳	نائب - نواب شہاب الدین خان دہلوی	۴۰	حرف وال محملہ
۳۴	حرف جیم نازی	۴۱	داع - نواب مرزا خان دہلوی
۳۵	جودت - شیخ قلندر بخش دہلوی ....	۴۲	درد - خواجہ میر دہلوی ....
۳۶	جلال - حکیم سید ضامن علی لکھنوی	۴۳	دیوانہ - راسے سرب سنگہ ....
۳۷	جلیل - سید جلیل احمد سسوانی	۴۴	حرف ذوال مجسمہ
۳۸	جلیل - سید جلیل احمد سسوانی	۴۵	ذوق - شیخ محمد ابراہیم دہلوی

صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر	صفحہ	نام شاعر و تخلص شاعر
	حرف رائے مہملہ	۵۰	سپہر - شتاب خان دہلوی
۴۴	راحت - مرزا محمود بیگ دہلوی	"	سردار - مرزا رجب علی بیگ لکنوی
"	راغب - شیخ غلام علی	۵۱	سردار - اعظم الدولہ نواب میر
"	راغب - احمد حسین	"	محمد خان دہلوی
"	رائی - رائی بندر بن ساکن ہتھرا	"	سکندر - غلیظہ محمد علی پنجابی
۴۵	رحمت - رحمت علی دہلوی	"	سودا - مرزا ارفع
"	رشک - میر علی اوسط لکنوی	۵۲	سوز - محمد میر دہلوی
"	رشک - نواب محمد علی خان دہلوی	"	سوز - مولوی عبدالکریم خلیفہ
"	رفعت - نیرزا ابراہیم دہلوی	"	حضرت صہبائی
۴۶	رمز - نیرزا ابراہیم دہلوی	۵۳	سید - میر غالب علیخان دہلوی
"	ربیع - میر محمد نصیر محمدی دہلوی	"	حرف کشین معجمہ
"	رند - سید محمد خان لکنوی	۵۴	شادان - مرزا حسین علی دہلوی
۴۷	زنگین - سعادت یار خان دہلوی	"	شائق - سید ابو فیض الدین ساکن ڈھاکہ
"	روشن - روشن شاہ بریلوی	"	شرر - مرزا غیاث الدین دہلوی
"	حرف زائے معجمہ	"	شرف - میر امام علی فرخ آبادی
"	زار - حافظ امام بخش تھانیسری	۵۵	ششدر - مرزا روشن الدولہ
۴۸	زکی - شیخ مہدی علی مراد آبادی	"	شعلہ - علی رضا خان حیدر آبادی
"	حرف سین مہملہ	۵۶	شکلیا - غلام حسین دہلوی
"	سالک - مرزا قربان علی بیگ حیدر آبادی	۵۷	شمس - میر آقا علی لکنوی
"		"	شمیم - میر قدرت علی سہسوانی



صفحه	نام شاعر و تخصص شاعر	صفحه	نام شاعر و تخصص شاعر
۵۸	مشوریش - غلام احمد دهلوی .....	۷۸	ضیا - میرضیا، الدین دهلوی .....
۵۹	شهرت - سمر حاجی بیر شاه عالم بادشاه	حرف طار و ممله	
۵۹	شیددی - منشی کریمت علیخان لکنوی	طالب - مرزا سعید الدین خان دهلوی	
۵۹	شیدد - حافظ خان محمد خان امپوری	طرب - مولوی رحیم بخش تہانہ سری	
۶۰	شیدرا - میر حبیب جان دهلوی .....	طرز - احمد حسین دهلوی .....	
۶۰	شیفتہ - نواب مصطفیٰ خان بہادر دہلوی	حرف ضا و معجمہ	
۶۲	صابر - سمرزاد بخش شہزادہ دہلی ..	ظفر - ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ	
۶۳	صادق - میر جعفر علیخان دهلوی ..	ظہیر - سید ظہیر الدین حسین دہلوی	
۶۳	صبا - میر وزیر علی لکنوی .....	حرف عین و مملہ	
۶۴	صبا - منو اللال لکنوی .....	عارف - میر عارف علی ساکن امر و بہرہ	
۶۵	صبا - منشی محمد صابر حسین بہسوانی	عارف - نواب زین العابدین خان	
۶۵	صفا - مرزا سعید الدین .....	عرشی - سید احمد حسین بہادر کلان میر الملک	
۶۶	صفا - پیرن شاہ دہلوی .....	والاجاہ نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر	
۶۶	صفا - سمرزا صفا ربیک کرناٹی ..	عرشی - منشی عبدالحی کاکوروی .....	
۶۶	صفا - سمرزا صفا ربیک کرناٹی ..	غزیرہ - مولوی عبدالعزیز خٹک مولانا صبیح	
۶۶	صفا - سمرزا صفا ربیک کرناٹی ..	عزیزہ - محمد عبدالعزیز خیر آبادی .....	
۶۶	صفا - سمرزا صفا ربیک کرناٹی ..	عشق - شاہ رکن الدین دہلوی .....	
۶۶	صفا - سمرزا صفا ربیک کرناٹی ..	عشق - حکیم میر عیبت الدفغان .....	
۶۶	صفا - سمرزا صفا ربیک کرناٹی ..	عشق - فتح غلام محی الدین ساکن پٹنہ	
۶۶	صفا - سمرزا صفا ربیک کرناٹی ..	حرف غین و معجمہ	
۶۶	صفا - سمرزا صفا ربیک کرناٹی ..	صاحب - میر غلام حسین دہلوی ..	

صفحه	نام شاعر و تخلص شاعر	صفحه	نام شاعر و تخلص شاعر
۴۲	غالب - مرزا نوشه اسد الله خان المصطفی	۸۰	قدرت - شاه قدرت الله دهلوی
	بینجم الله ولد میر الملک نظام جنگ دهلوی	۸۱	قسمت - نواب شمس الدوله دهلوی
۴۵	غضنفر - غضنفر علی خان لکهنوی		قلق - امجد علی لکهنوی
	تخلین - میر عبداللہ شاہ جہان آبادی		قلندر - شاہ قلندر
	حرف الفار		قمر - قمر الدین نائب خانی الدین چیمہ
۴۶	فاخر - مرزا جینگا دهلوی		باوشاہ لکهنو
	فاخر - منشی محمد خاخر حسین سہسوانی		قمر - قمر الدین خان اکبر آبادی
	فدا - مرزا بلند بخت شہزادہ دہلی		قناعت - مرزا غلام فضل الدین دهلوی
	فدا - فدا حسین خان لکهنوی	۸۲	قیس - مرزا
	فراق - حکیم ثناء اللہ خان		قیصر - مرزا احمد
	فروغ - محمد عمر سلطان دهلوی		حرف کاف تازی
	فصیح - مرزا جعفر علی لکهنوی		کامل - مرزا ناصر الدین دهلوی
	فغان - اشرف بلیخان غلیم آبادی		کرم - شیخ غلام ضامن ساکن کوتاہ
	فیض - میر فیض علی لکهنوی	۸۳	کلیم - میر محمد حسین دهلوی
	فیض - فیض الحسن سہارنپوری		کلیم - سید نور الحسن خان ابن میر الملک الہ آبادی
	حرف القاف		نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر
۴۸	قابل - مرزا علی بخش شاہزادہ دہلی	۸۵	کوثر - مرزا احمدی لکهنوی
	قاسم - سید قاسم علیخان لکهنوی	۸۶	کیف - شیخ فضل احمد لکهنوی
	قاسم - حکیم میر قدرت اللہ خان دهلوی		حرف کاف پارسی
۴۹	قایم - شیخ قیام الدین چاند پور ضلع مراد آباد		گویا - حسام الدولہ نواب فقیر محمد خان لکهنوی

صفحه	نام شاعر و تخلص شاعر	صفحه	نام شاعر و تخلص شاعر
	حرف اللام	۹۲	منظر - مرزا جان جاناں .....
۸۷	لطف - مرزا علی دہلوی .....	۹۳	معروف - نواب الہی بخش خان دہلوی
	حرف المیم	۹۴	سعید - معین الدین دہلوی
۸۸	ماہ - مرزا عنایت علی بیگ لکنوی	۵	منون - میر نظام الدین لقب بہار
۸۹	ماہر - مرزا جمیعت شاہ دہلوی ..	۶	ادستاد اکبر شاہ بادشاہ دہلی ..
۹۰	ماکل - میر محمدی دہلوی .....	۷	سنت - میر قمر الدین خطاب بلکاشا
۹۱	ماکل - میر عالم علی خان ہسوانی		سونی پتی .....
	مادہ و رام ساہوکار فرخ آباد ..		منظر - نور الاسلام لکنوی .....
۹۲	مبین - حافظ غلام دستگیر .....		منشی - میر محمد حسین دہلوی .....
	مخرج - میر محمدی حسین دہلوی ..		نمیر - سیلہ اسمعیل حسین شکوہ آبادی
۹۳	مجتب - نواب مجت خان شہباز جنگ	۹۴	مونس - حکیم مونس خان دہلوی ..
	رئیس کثیر .....	۱۰۱	مونس - سید اعظم حسین .....
	حافظ محمود علیخان .....		مہجور - نقشب خان خلیف نواب مصطفیٰ خان
۹۴	میرزا احمد دہلوی .....	۱۰۲	میر - مرزا حاتم علی لکنوی .....
۹۵	میرزا حسن .....		میر - میر تقی اکبر آبادی .....
۹۶	میر جون - مرزا سلی وینار ملہ سی		میرزا احمد دہلوی ..
۹۷	سرور - نواب غلام حسین خان بہار دہلی		من
۹۸	مشتاق - لالہ بہاری لال دہلوی ..	۱۰۸	ناسخ حوت - مہش لکنوی .....
۹۹	مشیر - حافظ قطب الدین دہلوی	۱۰۹	ناظم - نواب یوسف علیخان بہار
	مصطفی - غلام بہانی ساکن امر وہ		والی رامپور .....

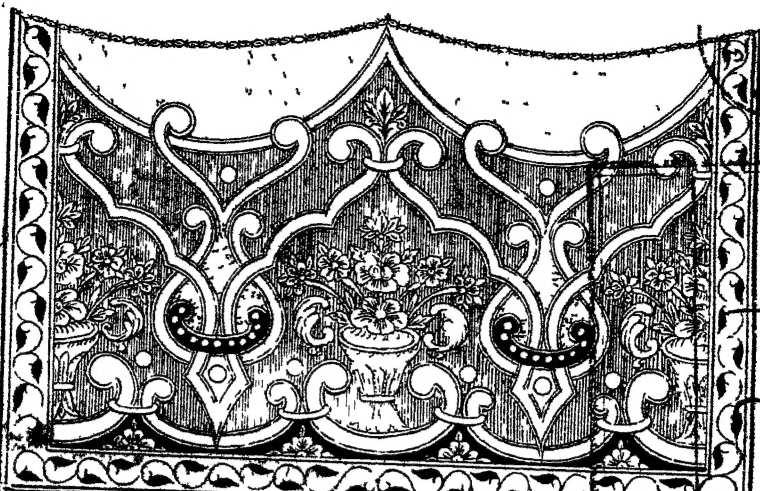
صفحه	نام شاعر و تخلص شاعر	صفحه	نام شاعر و تخلص شاعر
۱۱۵	نثار - محمد امان دهلوی .....	۱۲۶	وحشت - مولوی حافظ رشید البنی
۱۱۶	نساخ - ابو محمد عبدالغفور .....	۱۲۷	وزیر - خواجہ محمد وزیر لکهنوی
۱۱۷	نسیم - اصغر علیخان دهلوی .....	۱۲۸	وقار - راسکشن کمار تعلقہ دار
۱۱۸	نصیر - شاہ نصیر الدین دهلوی	۱۲۹	مراد آباد .....
۱۱۹	نطق - مقصود احمد کاکوروی ..	۱۳۰	حرف الہام ہوسر
۱۲۰	نظام - نظام شاہ رامپوری ..	۱۳۱	ہدایت - ہدایت اللہ خان دهلوی
۱۲۱	نواب امیر الملک والا جاہ نواب سید	۱۳۲	ہوس - مرزا محمد تقی خان فیض آبادی
۱۲۲	محمد صدیق حسن خان بہادر .....	۱۳۳	حرف الیاس
۱۲۳	نواب کلب علیخان بہادر والی الہ آباد	۱۳۴	یاس - حافظ حفیظ الدین دهلوی
۱۲۴	حرف الواو	۱۳۵	یاس - خیر الدین دهلوی .....
۱۲۵	وحشت - میر غلام علیخان مراد آبادی	۱۳۶	یقین - انعام اللہ خان دهلوی
فہرست فرغ و موزون تذکرہ طور کلیم			
۱	شیخ شاہ محمد بن شیخ معروف قلی	۱۳۷	ایضاً از منشی اخلاص علی ہسوانی ..
۹	سید نظام الدین تخلص مدد نایک	۱۳۸	ایضاً از منشی شا کر حسین شا کر
۱۳	دیوان سید رحمت اللہ .....	۱۳۹	ایضاً از ابوالفضل علیہ - خان تخلص سلیم
۲۵	میر عبد الجلیل بگلرانی .....	۱۴۰	ایضاً از منشی صاحب حسین صاحب صبا
۸۷	سید غلام نبی .....	۱۴۱	ایضاً از منشی سید جمیل احمد ہسوانی
۱۲۰	سید برکت اللہ تخلص بی بی .....	۱۴۲	ایضاً از مولوی عبدالباقی ہسوانی
۱۲۱	خاتمہ الطبع از مختار الشعرانی محمد خان	۱۴۳	ایضاً از منشی قد علی تخلص بہ فارغ
۱۲۲	قطعات از نواب مرزا خان داغ	۱۴۴	ایضاً از محمد ابراہیم تخلص بہ غلیل
۱۲۳	ایضاً از سید جمیل احمد ہسوانی ..	۱۴۵	مشائخ بطرز نظم از احمد خان صوفی
۱۲۴	ایضاً از سید قدرت علی ہسوانی	۱۴۶	مہتمم مطبع مفید عام اگرہ .....

بعد مدت مدید خانبابا جهانگیر علی رضا و والدین را به قول نعمه نور بخش قلب سلیم می برد.



بہتمام و صحیح تمام امیدوار مسٹر نذیر خان علی شاہی صاحب سند التعلیم صوفی سلسلہ اہل السنان

در مطبع مقامی که جلوه می نماید



بسم الله الرحمن الرحيم

اینکه این آریان نغمه گفتار کلیم پیچیده ز شایسته آن دید که آغاز این نامه را  
بسیار پیش از این جمیل خداوند آسمان و زمین صورت بخش منی آفرین دانش سپهر  
بینش انوار اید و بسط کمالش گوییم خوشتر از این چشمتور بر زمین پدید  
پسین نور اولین جادو دانی سعادت گرد آرد و صلی الله علیه و آله و وصحب و سلم  
و امن زیر سنگ رانه پایاب آن داده اند و نه نیر و این بخشیده جایگاه خطاب  
پر بریزد از نشانه لاغری چه خیزد سخن مختصر کنیم و عثمان بسوس دیگر بر تلخیص  
که دل هوس بیا آرزو میکرد و ناپارده از اندیشه های آسمان پیوسته عالمیه سخنان رنجیده  
آرزو بشماره جمعیت در کشد و خوشترین سرایه و دوق فراهم آرزو و ناپارده و زری  
بخت و تنومندی بهمت آن آرزو و دیرینه بال کشایش کفادن گرفت دیوانها  
بخود کشیدم تنه که با هم رساندم خامه و در دست گرفت و روش انتخاب گزیدم و نه  
این نقش چنانکه شاید بگریزید نشسته بود که تحریک احباب و تقاضای صاحب بلغم  
آورد که پایان این تذکره که مسما به طور کلیم است بر افکار نغمه سرایان بنده

زبان کرده آید که هر بیت را گنجینه معانی توان گفت و خزینه مضامین توان سنجید  
 بهمانا برو و فروغ آرزو بشکل کردیم نخستین فروغ نظر افزون نظر گیان است بنظر  
 فریبهاے اشعار ریخته آریان فروغ دوم نظاره سوزن نظران ست بدکشها  
 افکار نغمه سرایان هندی زبان ۵

## نخستین فروغ

مخفی مباد که موجد زبان ریخته ولی را گفته اند که ولی الله نام داشت و بعضی  
 ولی محمد گفته اند در زمان بادشاه عالمگیر از اولادشاه وحیده الدین گجراتی رح بود  
 تقی آنست که قبل و سه نیز از شعر ابوداد اند در و کن اما تا زمان و سه دیگر  
 شمر سیده و موجد گفتش را علت همین باشد از زبانیکه او دارد و از زبانیکه  
 ن زمان راجع است خیل تفاوت است اما بهر حال حق او ستادش بر جمیع  
 سخنان ثابت است و عدول بعید از عدل اما کتب که نواب محمد مصطفی خان  
 الدهلوی المخلص شیفته آوراد یوانیست قطع نظر از محاورات مضمون منها  
 فاسع و کن بن الشاکرین ۵

آنے نے خبردار کیا کلرو کو	نشد ہوش ہے اس بادہ حیرانی میں
قی ہوا اس قدر زمین کو محیط	کہ پار سا کو ہوئی موج بوریاز بخیر

بانش رواجی پذیرفت و بنجار روے پیدا ئی گرفت سخن سخنان تعلیم و  
 یار قندچو میر معر موسوی خان فطرت و میرزا عبد القادر میدل و میرزا عبد الغنی  
 قبول بہر کیف اوائل عہد محمد شاہ بادشاہ و سنہ سی و سہ و یازدہ صد بود  
 دیوان ولی از دکن در شاہجہان آباد رسید و غارہ اشتہار بر روکشید و بعد



پیوندان بہت برگاشتند و روش ولی را تازگی با دادند از شاہیر آن عہد بہرست  
 و سجاد و سپاہ و ناجی و زکی و حاتم  
 ابرو و نامش نجم الدین ست المعرف بہ شاہ مبارک دہلوی از اولاد محمد غوث  
 گویا یاری رح بود و با خان آرزو نسبت تلمذ و رابطہ قرابت داشت بہ صنعت ایہام  
 مائل بود در عہد محمد شاہ وفات یافت اوراست ۷

سرسے لگا کے پاؤں تکلن لہ ہوا ہونین	یاں تک توفیق عشق میں کامل ہوا ہونین
گون چاہے گا گہر بسی نہس کو	مجھ سے خانہ خراب کی سی طرح

سجاد و میر سجاد اکبر آبادی خلیف میر محمد اعظم از تلامذہ آبروست ہنگام ورود  
 دہلی بزم مشاعرہ می آراست از دست ۷

رات اور زلف کا یہ افسانہ	قصہ کو تہ بڑی کہانی ہے
--------------------------	------------------------

پیام شرف الدین علی خان اکبر آبادی از شاہیر شعرافاسی ہو  
 دلی کے کچ اکلاہ لو کون نے  
 ایک عاشق نظر نہیں آتا  
 کام عشاق کا تمام کہ  
 ٹوپی والوں نے قتل عام  
 ناجی محمد شاہ دہلوی درویش از جہان رفت و دیوانے یادگار گدا  
 باصنعت ایہام غبتی داشت ۷

تری نگاہ کی حسرت سے ای کمان ابرو	ہمارے سینہ میں تو دہ ہوا ہوتی
----------------------------------	-------------------------------

زکی جعفر علیخان دہلوی از امرائے شاہ عالم بادشاہ ۷

سکے احوال مرا نا صبح مشفق نے زکی	ہاتھ سے ہاتھ سے جیت سی سید
----------------------------------	----------------------------

حاتم شاہ حاتم نامش شیخ ظہور الدین مرد سپاہی پیشہ نیک اندیشہ بود  
 رفیع سوگدا از شاگردان اوست در آغاز حال بروش وکی حرف میزد و پس  
 پسینان گرفت زاید بر صد سال زندگانی کرد ۷

بجز کر زندگی سے موت بسلی تم تو بیٹھے ہوئے یہ آفت ہو	کہ جسے سب کہیں وصال ہوا اوٹھ کرے ہو تو کیا قیامت ہو
بیخود اس دور میں ہیں سب حاتم	اندون کیا شایب سستی ہے

مصحفی سادورین گروہ حاتم کلامی فصیح تر و دارا کسے ازینا محاورات قدیمہ را  
ترک گفت پس مرزا منظر و میر درد و میر تقی میر و میرزا اسودا و صفر علی حسرت و  
قلندرخش جرات و مصحفی و انشا و میر حسن و شاہ نصیر زمانا بعد زبان زبان رنجیت  
راصفائی دادند کہ از کلام حق افکار شانی دیگر یافت آخر اللہ عز و جل و یونان موسیٰ بن خا  
و شیخ ابراہیم ذوق و میرزا غالب و از ارباب لکنئو شیخ امام بخش ناسخ و خواجہ  
حیدر علی آتش زمین شعر را با آسمان بردند و تفر فہائے شایستہ بجا آوردند و کلام  
الین استادان در ضمن تذکرہ رقم خواہد پذیرفت اینجا کشف حقیقت کارستظہر  
بود پس پوشیدہ ماند کہ آئین انتخاب ما آنست کہ ہر شعر کہ از دیدہ بلی غرض  
چون در کمون در سلک میان کشیم و این فرومیدہ متاع از ہر کجا کہ بیچنگ در آید  
بسر تمام برگیریم عام از آنکہ از دکان گرانایگان باشد یا از کالاسے بے بضاعت  
چند ما از نیکوئی متاع ست نہ نظر بپایہ خداوندش آما جائے چند بینی کہ آئین نگاہ  
نزدہ شتیم قطع نظر از رطب و یابس کردیم آنرا سببے بودہ باشد شکار اشعار سببے نگاہ  
اتخلص بہ دیوانہ در غور انتخاب بود غرض آن نیست کہ اورا کلام دلچسپ نبودہ باشد بلکہ  
انچہ ما یافتیم مطبوع یافتادہ لیکن از انجا کہ استاد جرات و از مشابیر شعر ابو ذناچار  
از غث و سمین در گزشتیم و انچہ ہم رسید بزرگداشتیم و علی بذل القیاس ہر جا کہ از مذاق  
افتادہ شعری بینی و بچے داشتہ باشد گرد آوردن جمیع وجوہ طولے داشت  
بر قصور فہم منتخب حل یافتہ معہذا

ہر پیر میگرد گفت کہ چیت تہ نجات	بخواست جام نی و گفت عیب پوشیدن
---------------------------------	--------------------------------

# الف محدودہ

**آتش** خواجہ حیدر علی از گرامی قافیہ سنجان لکھنؤست و مصحفی استاد اور نیکو  
زیست و آزادانہ بسر برد ۱۲۶۳ ہجری از کشاکش آتش جان و ارست و دود لیوان  
دارد شعر سے چند از تذکرہ مابرہ داشتہ آمد خیلے خوش گفتہ است ۵

آتش ہی لوگ بیٹھے ہی اوٹھ ہی کڑی ہوئے چو ٹڑیا میرے گریبا نکونہیں دست جھون چال ہے مجھ ناتواں کی ہر غم کی ٹپ کوچہ یازمین سایہ کی طرح رہتا ہوں اسے جان کی بلبر مرنے مرنے رہتا ہوں	میں جا ہی ڈھونڈتا میری محفل میں بیگیا کیا یہ اسکو کسی محبوب کا دامن سمجھا ہر قدم پر میری گمان بیان رہ گیا ورن رہ گیا در کے نزدیک کہی ہوں کہی دیوار کے پاس ہماری قبر پر رویا کی گلی آرزو برسوں
---	---

**آزاد** مرزا اعظم شاہ نیرۃ مرزا سلیمان شکوہ دین چند بیت از دست و  
نیکو ست ۵

تمہارا جذبہ الفت جو کجائے تو لیجائے وہ بن سونو کے ترا پٹھنا وہ شرماتا یہ تو کہئے کہ لیگا کجے مرقدین تو چین	وگر نہ کام کیا ہم بخود و نکار و زحمت وہ دیکھ آئینہ کمناکہ دیکھنا مجھ کو یا وہاں ہی ہر کوئی فتنہ اوٹھانا باقی
--	--

**آزاد** وہ حقایق آگاہ معارف دست گاہ جامع معقول و منقول حاوی فرغ  
و اصولی مغر فضا صحت عنصر بلاغت مفتی محمد صدر الدین خان بہادر صدر الصدور  
امام علیہ الرحمۃ از شاہ عبدالعزیز و شاہ رفیع الدین رحمہ دہلوی استفاضہ  
داشت و از مولوی فضل امام پدیر مولوی فضل حق خیر آبادی استفادہ میکرد  
یزدانش بیامرا و از اساتذہ پدیر من بود کسے را از علمائے دانش آگاہ و فضلاء

آگہی پیوند نذیرہ باشی کہ سخن را بدین غولی بر کسی نشانده باشد در ہرزبان  
سادہ پرکار حرف میزند ہم در ریختہ و یارسی سخن دلکش میگزارد و ہم بلہجہ تازی  
نسخہ سامری می طارزد حضرت آزر دہ و میرزا غالب و مومن خان و جناب شیخہ  
بہ صحبت بودہ اند و با یکدیگر پیوند استوار داشتہ ۷

یہ لکے رختہ ڈالے او کی نقاب میں میں اور ذوق بادہ کشی لیکیں مجھے بیرزے پرزے نکر و نامیرا بن دیکھے کاش مقبول ہو دعائے عدو اوسی کی سی کہنے لگے اہل حشر آٹھکون سے دیکھ کر تجھے سب ماننا پڑا ملنا ترایہ غیر ہے ہو بہر مصلحت اے دل تمام نفع ہر سودا عشق میں تحقیق ہو تو جانو کہ میں کیا ہوں قید کیا دل نے ملا دین خاک میں سب ضعیفان باسم طلب تھا یہ پیشترے دور حسن میں کامل اس فرقہ زما دے او تھانہ کوئی	اچھے بُرے کا حال گئے کیا حجاب میں یہ کم نگاہیان تیری بزم شراب میں یہ بھی چھانی سے لپٹا ہے کہ منظور میں کیا کروں وہ بھی مستجاب نہیں کہیں پرش داد خواہان نہیں کہتے تھے جو پیشہ چنیں بے چنان نہیں ہمکو تو سادگی سے تری بیگانہ نہیں اک جان کا زیاں ہو یا زیاں نہیں لکھا ہوا ہوں تو سہی کچھ کتاب میں جون جون رکھے وہ مٹنے سے ہم بیشتر مٹے یہ رسم اوٹھ گئی کہ بشر سے بشر مٹے کچھ ہوئے تو ہی زندان قہر خوار ہوئے
---	--

آشفقتہ مزار ساقی فرزند محمد شفیع اکبر آبادی استفادہ سخن از میر سوزدانت  
و انجن مشاعرہ می آراست طب نیکو میدانت ۷

دم آخر جو چسکی آئی تھی بجائے اشک نکلنے میں بارہ ہاجگر اپنے کپے بوتے بھانگیر کو صدقہ تو نہ کر	وہ فراموش کار تھا دل میں تمہارے جی میں تمہارا مان دیکھتے جاؤ ہم ہی جی کہتے ہیں پیار تر تو قربان گنواؤ
--	---

آشفقتہ سید نور علی پور سید علی نواز رضوی از سادات بارہ دہلوی مولد ست فن  
طب از یز تک والا پایہ غلام حیدر خان دہلوی برگرفت و سخن بر موسن خان  
و حضرت شیفتہ گزرا نید ۵

پیش حال نے پر یاد دلائی اونکی ہم و شیونگا کہ ہے کہ لڑکوں کا کیل ہے عاشق کو لطف سے بے فروں لطف جو مین ہے جلا دی سادگی میں بھی شوخی	گور میں بھی پس ہر دن نکمہ کرام آیا دن میں ہزار بار بنا اور بگڑ گیا یہ غیر کی سزا ہے ہماری سزا نہیں میرے خون کو رنگ جنا جاتا ہے
--	---

آشفقتہ گلاب سنگھ از باشندگان دہلی در عشق زنے گرفتار بود آخر الام  
سیر خود برید و از جہان رفت ۵

اسی غم نے رولایا زندگی بھر ہمے یہ غیر و ننگنا اور کاکڑی کی گریاں	کہ شب کو بولنا بن کر نہ آیا جھکومت چٹو کہیں آشفقتیان آجائیکا
---	---

آشوب میرا مد علی خان فرزند میر روشن علیخان فرغ تلمیذ میر منون ان  
سادات بود و آبا و اجداد و از خطاب خانی سرایہ مباہات در دہلی نشو و نما یافتہ  
رفتار استاد خویش دارد ۵

گند کے بوجہ سے محشر تلک پہنچ نہ سکے پاس آلودگی دامن قاتل نہ گیا	اسی میں پردہ رہا ہم گناہ گار و کا کس قدر ذوق تپید کے پیشمان ہوئیں
--	--

آہی میر عبد الرحمن فرزند میر تسکین نظر کردہ حضرت صہبائی است ۵

ہے غلط دہوم کہ کلاتا وہ گھر سے باہر تمہارے حسن میں گرمی نہیں ہے واعظا غلہ سے لافا نہ مختار میں کہہ	شہر میں چاک کی کا تو گویاں ہوتا اگر ہو وے تو وابستہ قبا ہو قدر دان کی کی جو جس کا کوئی بخوات ہے
--	---

# الف مقصورہ

اثر سید محمد میر کمین برادر خواجہ میر درد علیہما الرحمہ باری آگہی آشنا و از معنوی دانش ناگاہ انکارش خاطر نشان و اشعارش دلنشین دیوانے و مثنوی گرامشت

دوست ہوتا جو وہ تو کیا ہوتا	دشمنی پر تو پیسا ر آتا ہے
آپ ہی زہل بجھے نہ کیا وس دلیں باہ کی	اسپر کمین کے آہ کہہ بنے ہی آہ کی
ہمیں حیرت ہی آپ ہی تھک گیا دیوین جواب کا	کہ تجھ بن اب تلک کس طرح ہننے زندگان کی
مہر و کین کچھ تو پر تحقیق سی کیا کام مجھے	یون تو نواحی نہیں کے شے ہرین شام مجھے

اثر عبد الرزاق پسر عبد الرحمن ثنا از تربیت یافتگان مولوی صہبائی

ترا ہر ایک سے ملنا ملت و فادشمن	کرے گا دیکھئے کس کس سے آشنا ہونگا
ایک دن فاتحہ پڑھتا تھا کسی قبر پر وہ	حیدر اک اور بی بانی ہر سومر دیکھیں گے

احسان حافظ عبد الرحمن خان دہلوی بر عمدہ مختاری سرکار مرزا فرخندہ بخت نامزد و بعض لفظیہ خیلے گزشت داشت و با اینہم سخن سادہ پر کار می زند

حد ۴ ازین خاکدان رخت بر بست

میں تو اوس نو جوان پر غش ہوں	ہاے عالم تری جو
یہ شام چر آئی آفت زدہ کہان سے	ہو رو سیاہ ایسے
کہان وہ کہ یہ وہ فالوہ جان لب پرنا	کسی کام ہمیشہ
ہماری جان پر گرتی ہر برق غم ظالم	تجھے تو سہل
پہرا عدم سے کوئی لب تلک آگتا کر	خدا سی جانہ
کہنے کیا کیوں طفل اشک اپنی گلے کے ہر ہیز	آہ مار کے

تجہ یاد کا سر بہانے بہت بین فسون سیکڑوں بین فسانے بہت بین	بہت دور ہے اپنے نزدیک تو بھی کشش دل کی ہی کام آتی ہے ورنہ
--	--

**احسن** مولوی محمد احسن خلیفہ منشی محمد احمد بلگرامی اصل و صفی پوری موطن  
ولادت ۱۲۳۵ء واقع شدہ و نسبش تا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میرسد  
امروز در بھوپال بسک اعزہ منسلک است و بہ تعلیم کمین برادر مامور در حسن  
تعلیم نا آشنا یان پارسی معروف است از تالیفات اوست از رنگ فرہنگ کا ناز  
فرہنگ آئینہ حسن شجفہ صدیقیہ و صحیفہ شاہجہانی و لغات شاہجہانی و مصطلحات  
شاہجہانی منشآتش در رنگالہ غازیہ شہر بر رو دار و سخن در ریختہ کتر گفتہ است  
و در پارسی بیشتر دیوان پارسی صولت عظیم آبادی کہ از تلامذہ اش بود دیدہ ام  
طبع ہموار داشت

اپنے سر پر نہیں لینے کے ہم احسان اپنا نکلتا ہے میرے سینہ سے تیرا کالکا ہون و کلی وہ حالت کہ سو سو بار او چلا جائے و فائین کر تا ہوں ظالم تری جفا کے لئے خبر ضرور ہے جس طرح مبتدا کے لئے کروں میں حشر میں دعویٰ جو غو نہا کے لئے لگا رکھا ہے کسی تیغ آزمائے کے لئے بدگسانی کا مجھ پر احسان ہے	نکرنے کے سر شوریدہ کی ہم چارہ گری اثر دیکھو شہیدان محبت کی تواضع کا تن کا یہ نقشہ کہ بل سکتا نہیں چون نقش پیا گمان ذوق کرم تو نکر خدا کے لئے ہمارا تذکرہ لازم ہے قیس کے مابعد و مان بھی ناز سے تم پر یہ خون بہا دینا یہ سر کہ بارگراں ہے بدوش جان احسن دیر تک ٹھیرے وہ پس کشتن
---	---

**اختر** مخدومی محمد صادق خان از قاضی زادگان ہوگلی نواح کلکتہ از غازیہ  
حیدر بادشاہ گمنو خطاب ملک الشعرا یافت پس از غدر ہندوستان جامہ گزرا  
از تالیفات اوست صبح صادق و نور الانشا و محمد حیدریہ و نقود الحکم و تذکرہ



## آفتاب عالم تاب و دیوان پارسی و رنجیت ۵

جان نبی یعنی ہونی تب غم چرانے نجات

عقلا اسلئے کچھ چیز لگا رکھتے ہیں

اسیر منشی مظفر علی خان لکھنوی ارشد تلامذہ مصحفی در سایہ عطوفت فرمانروا راسپور

بسر می برد پیشتر در عہد واجد علی شاہ بادشاہ اودہ مورد مکارم خسروانی بود و بہ تدبیر اللہ

مدبر الملک میر مظفر علی خان بہادر بہادر جنگ مخاطب در فارسی نیز دستگاہے دارد و

در رنجیتہ اوراد پوانہاست سخوہ رنجیتہ گوست و این چند بیت از روئے

ثابت اپنا نوا خون کسی پر دم حشر

کو سے قاتل کو جو چلتا ہوں تو سائید کر

ناز نے غمزدہ پیر غمزدہ نے ادا پر رکھا

پوچھتا ہے لئے جاتے ہو کمان تم جھکو

## اشک قطب الدین نام از تلامذہ داغ دیوی است خیلے خوش گفتہ ۵

خون رنجش نہ کچھ اندیشہ پیدا آیا

چرخ کی چال زمانہ کا طبع بیکو

دلین مرے ربا دل دشمن کو چوڑ کر

کہتے ہیں مجھ سے صرف یہ بچو تو مول لین

پیری قسمت میں خوشی کب تھی بجز رنج و الم

خاکساری جو ٹھکانے سے لگا دے جھکو

ادا کتی ہے میں لون ناز کتنا ہر کس لین

ملائی جا بیگی اوس تک یہ صورتور و غلامے

دل اوسی فتنہ گر کا پیر وہے

خبر دار اسکو چین آنے ندینا

بزم دشمن میں جھکو رہنے دو

اوسکی محفل کی دیکھنا تہذیب

لکھیا خط میں اونہیں وقت پہ جو یاد آیا

ہے یہی شرم تو کب مشیوہ پیدا آیا

تیر نگاہ یار ہی ہے آبر و پسند

دل ہے پسند دل کی نہیں آرزو پسند

میں تو کشکا تھا وہ میں اپنا مقدر دیکھ کر

تو رہوں چین سے خاک در جانن ہو کر

ابھی سو دا نہیں دل کا خبر دیا رنگی پاتین ہیں

بڑا موقع تو جو دیکھے وہاں ہم ہی ہو پیر

فتنہ بچتا ہے جسکے دامن سے

قسم لی اوس نے میرے ہفتین سے

چاہئے اک بُرے بھلے کے لئے

بات کا انتظام ہوتا ہے

مسجد میں بلاتا ہے ہمیں زابہہ نامہم  
 ماتہ ڈالائینے داسن پر تو بولے ناز سے  
 دم جو کلام فرقت میں تو ہم یہ سمجھ  
 مرے ہی سامنے داسن اوٹھا کر ناز سے چلنا  
 ہو گا بند جب تک نقد جان باقی ہے غالبین  
 جگر کو دون کہ دکن دون تباہی ناوک قاتل  
 نظر آیا وہ چہرہ ہوتے ہوتے رک گئی حشت  
 خلعت پن کے آئینکی تھی گہرین آرزو  
 پہلو میں میرے دل کو نہادی دروگر تلاش  
 بت بٹکے وقت نزع نہ بالین پیہر بیٹھ  
 اہل محشر یہ ہے احسان کر دیوانے کا  
 بہار آئی ہر اسے دست جنون یا عید کئی ہر  
 چھانی ہی ہمارا چھار کے اوسمین شہاب ناب  
 کسی گنہ پر کوئی قتل ہو میں کتا ہوں  
 شب وصال بہت کم ہی آسمان سے کہو  
 جب کہائیں شب غم کوئی غمخوار نہ تھا  
 قریب یار روز محشر چھپے گا کشتو کا خون  
 وہ مزہ دیا تو بچے کہ یہ آرزو کی بارب  
 جب میں کتا ہوں کہو گے کیا خدا کے سامنے  
 مرے آنسوؤں نے مجھے بخشوایا  
 گل ہوا غنچہ تو آواز یہ اوس آئی

ہو تا کچھ اگر ہوش تو میخانے نجاتے  
 میرا دامن چوڑے اپنا گریبان ہمارے  
 دل جو روٹا تو مڑا نیکی لئے جان گئی  
 مجھی سے پھر گلہ اولٹا مرے چاک گریبان کا  
 سخی کے کہہ کا دروازہ ہی جا کیا پڑ گیا  
 کہ دوپاسونین ہی یہ ایک قطرہ آب پنا کا  
 اوٹھائی اوس نے جلن لگیا پردہ گریبان کا  
 یہ حوصلہ ہی گور و کفن سے نکل گیا  
 مدت ہوئی غریب وطن سے نکل گیا  
 ہوتا ہے آج خاتمہ گفت و شنید کا  
 سر کو ٹکرا کے دریاغ ارم توڑ دیا  
 گریبان سے گلے ملے چلا ہی جاگ دلا نکلا  
 کیا صفت کا رخیہ مرا پیر بن ہوا  
 کہ اس سے مجرم ہوا ہو گا آشنائی کا  
 کہ جوڑ دے کوئی ٹکڑا شب جدائی کا  
 درد نے اوٹھ کے کہا کیا یہ گنہ گار تھا  
 جو چپ ریگی زبان خنجر ہو گیا آستین کا  
 مرے دونوں پھلو کو نین لہر بقرار ہوتا  
 کتے میں ٹکوتا دین روز محشر کا جواب  
 بڑے کام آئے یہ لڑکے مچل کر  
 جمع پیر دل نہیں ہوتا ہی پریشان ہو کر

بولا وہ بت سر ہانے مرے آئے وقت نزع  
 کا تھا ہوا ہوں شوکہ کے لیکن خیال ہوں  
 تو نے تو اسے سیاہی شہلے تار بھر  
 کہتی ہے ہر لپک تری زلف دراز سے  
 اسے برق تو ذرا کبھی تڑپنی ٹھہر گئی  
 ٹھہر کے میرے سر کو وہ کہتے ہیں ناز سے  
 خنجر کو چوس چوس کے کہتے ہیں میرے زخم  
 وہ آؤر وعدہ وصل کا قاصد نہیں ہیں  
 نہان رہتا ہوا آئینہ سے وہ بیگانہ خورشید  
 مزلے لیکے رگڑا ہوا گل شمشیر قاتل سے  
 نکلا اسے یا سچن برباد میرے خانہ دل کو  
 صورت نچنچہ کہان تاب تکم مجھ کو  
 میں تو کیا عکس سے وہ آئینہ روکتا ہے  
 زائد امید رحمت حق اور ہجو سے  
 کھانٹوں سے کہو سنبھال لینا  
 رصال پر ہے جو وصل امتحان کر دیکھو  
 مری طون سے کہے کوئی حضرت غم سر  
 شتاق شہادت کو وہ دو ہاتھ لگا کر  
 دل تلکے وصال کا سودا ٹھہر گیا  
 آرائش اس کی زلف نے کس طرح کی  
 کھن جب آواز سننے میں تری

فریاد کو چلے ہو ہماری خدا کے پاس  
 کھٹکھٹکا اور اپنے عدو کی نگاہ میں  
 دہشتا لگا دیا مرے بخت سیاہ میں  
 یہ جھوٹے سے قد یہ میرے بھانا بلا ہوں  
 یاں حرکت لگی ہے اسی اضطراب میں  
 لو ایسے مفت سجدے مری آتائے میں  
 ظالم مرے ہرے ہوئے تجھیں کہانکے میں  
 سچ سچ بتا یہ لفظا و نہیں کی نہانکے میں  
 حیا دیکھو نہیں آتا ہے اپنے روبرو برسوں  
 بزرگ زخم ہم نہیں منکے روئے میں لہو برسوں  
 اسی گہر میں جلایا ہے چراغ آرزو برسوں  
 منہ کے سو گھرے ہوں آئے جو تبسم مجھ کو  
 پیار کی آنکھ سے دیکھانکو و تم مجھ کو  
 پہلے شراب پیئے گندگار بھی تو ہو  
 آتا ہے غش اک برہ منہ پا کو  
 امیر یون ہی سہی چند روز مر دیکھو  
 بہت رہے مرے دلمیں اب اور گھر دیکھو  
 کہتے ہیں لگاؤ بہت آتی نہیں مجھ کو  
 الفت کی آنکھ بچ میں دلال ہو گئی  
 ہنسلی گلے میں پاؤں میں ظلال ہو گئی  
 آنکھ کہتی ہے کہ دیکھسا چاہئے

کرنا انکار مرے خون سے تیرنگن  
 سب کو پاس اپنا ہوتا یہ ہے عفو کا حکم  
 اللہ سے قدر میر گنا ہونگی روزِ حشر  
 سو جانیں ہوں تو تیغ یہ تیری خدا کروں  
 بجوئے بیٹھ کے مسجد میں نکلے واعظ  
 غیر کے ساتھ وفا کر کے وہ مجھ سے بولے  
 حشر میں عذر گنہ کیا ہی بتا تو رکھو  
 لگی دل کی بھانے کیسی میں کوں الیا کر  
 چوڑے کہیں نہ لگیو پیرم نے اوسے بچ  
 نہ توڑ دامنہ جانے ہی دو کہ ایک ہی  
 شوخی حسن لاکہ اونکو کیا طاق مگر  
 یقین ہو اچھو گردانت کوئی پیری میز  
 ہاتھ تک مفتی وقاضی کو لگانے ندیا  
 منہ پانا آرسی میں دیکھو  
 ایک قطرہ ہی نہ پینا مگر اسے جا بھلا  
 کھالے جاتے ہیں ہر روز اس کے پاں خاطر سے  
 جفا دیکھو جنازہ پیرم آئے تو فرمایا  
 شہید و صلت قریب آنے نیا کے کوئی غلوں  
 آنکھ کستی ہے بہ دل سے کہ کر گئی برباد  
 کہتا ہے وہ صنم کہ رہیں ہم تمہارے گھر

دیکھ کچھ کہتی ہے سُرخ تیرے سو فارونگی  
 بیگنا ہونے صفا گئے ہو گنہگاروں کی  
 تعظیم کو کھڑی ہوئی میزانِ حساب کی  
 کیا جلد کٹنگی ہے گھر دی اضطراب کی  
 ایسی شے ہے کہ قیامت یہ اودھار کی ہے  
 یہ وہی بات ہے جو تم نے بتا رکھی ہے  
 کہ مبادا تمہیں بھولے تو مجھے یاد ہے  
 مگر اک گریہ حسرت کہ بیتا بانہ آتا ہے  
 کچھ رہ گئی تو میرے مقدر میں رگیں  
 تمہارے دیکھنے والوں میں یارِ بانی ہے  
 پھر لو کہیں ہے ابھی آنکھ جھپک جاتی ہے  
 کہ آج کھل گئی کھڑکی قضا کے آنے کی  
 دخترِ رز تو بڑی صاحبِ عصمت نکلی  
 سنبھلی کی نہ چوٹ روبرو کی  
 اوسے انداز سے کہ لے کہ نہیں تو ایسی  
 ترے عاشق نہ ٹھیرے ہم عدو کا مدد ٹھیرے  
 کہو تم بیوفا ٹھیرے کہ اب ہم بیوفا ٹھیرے  
 ادب ہم سے جدا ٹھیرے حیا سے جدا ٹھیرے  
 خواہش وصل تجھے حسرت دیدار تجھے  
 لیکن یہ شرط ہے کہ خدا درمیان ہے

انشا انشا اللہ خلیفہ انشا اللہ خان مصدر تخلص از مشاہیر قافیہ خجان

ظرافت شعار در مرشد آباد از خلوت کدہ عدم برآمدہ و در پایان روزگار بزم ہفت شینا  
وزیر الممالک نواب سعادت علی خان در آمدہ از بیشتر فنون بہرہ مند و در بزم سنجی  
صاحب دستگاہ بلند پرگو بود اما منتخب گفتارش و بچپ آمد

گلبرگ تر سجدہ کے لگا بیٹھی ایک چو بیچ نہ چھیرے نگہ باد بہاری راہ لگا بی چھیرے کا تو مزہ جب ہے کہ لوہو سنو گالی سہی ہوا سہی چین چین سہی چند مدت کو فراق صنم و دیر تو ہے گرنار زمین کے کہنے سے مانا برا ہو کچھ گالیان سیکڑوں دین پاؤں جو بڑا ہو دو دو سو نہیں رہتی ہوا میں تو وہ بولا	بلبل ہمارے زخم جگر کے گھسٹ نہ پر تجھے اٹکھیلیاں سوچی میں ہم بڑا پیسہ بات میں تم تو خفا ہو گئے لو اور سنو یہ شب جہی پر ایک نہیں کی نہیں سہی چلو پھر کعبہ ہی ہو آئین بھلا سیر تو ہے سیری طرں کو دیکھئے میں ناز میں سہی محنتیں خوب سی کیں خوب سے انعام لئے تیری تو کسی طرح سے میت نہیں بھرتی
--	--

انور سید شجاع الدین نام عرف امر و مرزا دہلوی خلف سید جلال الدین خوشنویس  
اوستاد بہادر شاہ از نگاہ ذوق است گویند امر و مرزا در چہوہ پاسے افشردہ  
وین مایہ از گفتارش بہت آمد بس نیکو میسر آید

وہ آنکھیں نہیں ماسے کیا ہو گیا نہیں سمجھا نہ آپ آیتے کہیں سے	وہ کانسر تو اب کچھ نہیا ہو گیا پسینا پونچھے اپنی جب میں سے
---	---

امیجا و مرزا رحیم الدین پسر مرزا حسین بخش از شاگردان مولوی صاحب  
است

لگے ہم سے نظر اپنی چورانی	وہ مجھے جس گھڑی لطف نظر کو
---------------------------	----------------------------

ہمایہ الموحدہ

مصطفیٰ انتظام یافت بہ کمال شہرت سخن او نواب محمد سعید خان سروری آراے  
ریاست را سپور بواسطہ حکیم سعادت علی خان بہادر جنرل فوج طلب داشتند  
یا صار رئیس محترم الیہ شاگردی آنہون زادہ احمد خان غفلت تخلص ہامپوری  
اختیار نمود صاحب زبان مغزدار است و استاد قیامت کار چندین دیوان  
غزلیات و قصاید فراہم آورد و پریشان ساخت

کون پرسان ہے حال بسمل کا سناسنس آہستہ لیجیو بیمار ہر روز وہ پہر جاتے ہیں در تک سے اگر بیمار کو غفلت ہے بہت خیر نہیں آج کیا سقم کا ارادہ جو بزم جانان سے نہ ہٹے دیگی وحشت بتکدہ میں	خلق منہم دیکھتے ہی متاقل کا ٹوٹ جائے نہ آبلہ دل کا کچھ جذب محبت کو لگی ہے نظریسی ہر چند کہ تہی حالت غش کل ہی پلہی کوئی گلے نہ ملا موت کے سوا جہد نہی او ٹھوہی سار جو مرضی خدا کی
---	---

## تا فوقانی

تائبان میر عبدالحی جان آبادی نژاد از دودہ حضرت علی موسیٰ رضا  
رضی اللہ عنہ بدیع الجمال لطیف الاعتدال بود در عنفوان شباب در گشت

تو دیکھ مجھ کو نزع میں مت کر وہ کہیر بعد میں کس طرح کی لہین گزرتی ہیں حسین کس سے فریاد کریں کہ وہ ہر جا کی بھر	مجھ سے بہت ہیں ایک نہوگا تو کیا ہو ہے وصل سے زیادہ مزا انتظار کا آہ اس بات میں میری ہی تو رسوائی
--	--

پیش مرزا جان نامش اسمعیل دہلوی مولد فرزند مرزا یوسف بیگ از اولاد  
سید جلال بخاری رحمۃ اللہ علیہ در لکھنؤ بر فاق مرزا جاندار شاہ بسر بردہ پسر





## گذرانید در ۱۲۴۱ وفات یافت ۵

چپ لگی بمکو تو چر چاہی پھر وہاں ہوگا ہر صبح وہ ڈھونڈے ہو کوئی تازہ خریدے مکو ہی تو خریدے وہ اخلاص نہیں ہے نحو بصورت نہ کوئی تو نہ بدنامی کستے ہیں بخش ظاہر میں مزہ آتا ہے تمہیں بھی کہو لہنی زلفین پڑیگی یہ تو سچ ہے کہ جو تم چاہو گے کہ گزرو گے دہم آتا ہی مٹا کر خط پیشانی ہاتے اب یہ حالت ہے کہ اونا سبیدر	راز اپنا نہ غموشی سے ہی پناہ ہوگا صورت مری پر روز بدل جائے تو اچھا جو ربط کہ اس دست و گریبان میں دیکھا سچ تو یہ ہے کہ بڑا ہوتا ہی اچھا ہونا یون ہی تم مجھ سے خفا ہو کے ذرا لپٹا دل گم گشتہ گرا پسنا نہ پایا پر یہ ممکن نہیں سمجھ کہی بیدا و نہو اسمین لکھا نہوا دس در کج چہیں سا کی میرے بچنے کی دعا مانگے ہے
---	---

تصویر بٹن نام دہلوی سواد روشن نکرہ بود آما طبع خوشی داشت نجیب  
زادہ بود اما از آشوب زمانہ پیشہ نیچہ بندان گرفتہ ۵

کچھ نہ بن آیا تو شکو آپ کھکر اپنے ظلم رہا ہونے پہی ہم تو ہر نفس ہی کے گرد کچھ نہ آشور تبسم نے تمہارے سے دیا یہ بھی کوئی ہنسی ہے کہ نصرت کا لیکے نام آج کی شب نہ خفا ہو ترے قربان سے	بیمزہ رکھنے کو میرے وہ پیشان ہی رہا کہاں وہ جا میں کہ جو بال و پر نہیں کہتے یون تو زخمی نہ بہت ہم نے مکدان لڑے سو بار بیٹھ بیٹھ جھے تم رولا چکے کل تو یوں ہی لگی بدلا شب بھراں سے
---	---

عشق سید محمد دہلوی از تلامذہ میر عرت اللہ عشق یا میر قدرت اللہ خان  
تھاسم پدر میر عرت اللہ عشق و اللہ اعلم و نیز دے قربتے با ایشان داشت تعلیم  
دانش جو بیان مدرسہ اگر نری شاہجہان نامزد بود ۵

بارے کہتا تو ہو خوش دل محروں تیرا	سانے دیکھو آگے عشق وہ کون
-----------------------------------	---------------------------

و مدہ شام تو کیا ہے ولے | کچھ وہ آنکھ نہ بین آتا

تمنا کیے از اقامت پذیرندگان کلکتہ

جو اسٹن سے گذر ہوا ہے تو قبر عاشق ہی آکے دیکھو

نگاہ حسرت سے گرد دیکھو بلا سے تیوری چڑھاکے دیکھو

گیلے ہیں سب زخم خون چکدہ بزرگ گھمے نور سیدہ

تمام اعضا ہیں گو بریدہ مگر نہ عادت گئی ہنسی کی بہ

تمنا اسحاق خان دہلوی خیلے عاشق مزاج بود اوقات خود وقف صحبت

نازنینان داشت یکے طبعش از اعتدال برگردی طیبیان معش از وقایع کردند

در آن حال شعرے گفت و ہو ہذا

اپنی تو یہ صورت ہے کہ جون بلب تصور | پرواز کی طاقت نہیں پور پاسن چین ہے

تنہا محمد علی از دہلی ست از مصطفیٰ تمذیب گفتار پرداخت

مین جور و ثبات و منا کر مجھے وہ یون | کہنے کیا کرتے جو مگو نہ منا تا کوئی

توقیر عبدالقادر پنجابی در دہلی اقامت گزیدہ بود

زخمی تری نگاہ کے آخر کو مگئے | کہہ کہہ کے ہائے ہائے جگر ہائے ہائے دل

ہم تو خاطر سے تری غم کو جو ہی تعلیم دین | رشک پر کہتا ہے بیٹھو اپنی یہ عادت نہیں

بتو کلو چاہتا ہے حضرت توقیر یہ ہو | بظاہر تو نظر آتے ہو تم مرد مسلمان سے

شام و شمش

شاقب نواب شہاب الدین خان خلف الرشید نواب ضیاء الدین خلیفہ کاسہ لیس

مرد آقا بیدست ہنگام شورش جہد عالمہ گزاشت خیلے نغمہ گفتار بود

بچپن کا ہے یہ نام مرے دیدہ تر کا  
 جسکو گھر سمجھے ہوئے تھے وہ بیابان نکلا  
 افسوس وہ دلربا دایین  
 وہ اب غیر کی شمع محفل ہوئے ہیں  
 کہ ہم خود بد آموز قاتل ہوچین  
 گفتگو رہتی ہے بائیں کو خریدار کے ساتھ  
 کھیلنا جانتے ہیں مرے گناہ کے ساتھ  
 کافر ہو گئے تھے ہیں عشاق پیار سے  
 بے پردگی میں پردہ ہو پردہ اٹھائیے

اوس عصر میں کہتے تھے آپیار سے طوفان  
 گریبا یان میں بنایا نہیں مہنے لیکن  
 جو کام میں غیر کے ہوئیں صرف  
 تمنا نہیں سیکو بے وانگی کی  
 نہ لپٹیں نہ ہوں قتل انصاف یہ ہے  
 دل کا سودا ہے خفا ہو نیکی کچھ بائیں  
 دلفی پانی کی خبر لینے کی توفیق نہیں  
 رنجش سے گر کہا ہو تو ایمان نہ نصیب  
 رکھتے ہیں لوگ خلوت دشمن کا اتمام

## جستہ نازی

**جرات** شیخ قلندر بخش خلیفہ حافظ امان دہلوی سخن از جعفر علی حسرت انصاف  
 امان از و برات در گزشت و با و ستادی نام برآورد در ستار نوازی مہارت  
 شایستہ و در دستارہ شناسی دستگاہ بابۃ داشت جرات و انشا و مصحفی  
 در یک زمانہ بود و جانہ و پاکیزہ مگر مطارہ کردند در عمر نوزدہ سالگی البصارت شش سال  
 گرفتہ در ششہ قالب تہی کرد و بخار ش عاشقانہ است باز جملہ معاصرین در شیوہ  
 خویش ممتاز

اونین کا کاشکے جرات ہی نام ہے پوتا  
 رو دیا کن حسرتوں سے آسمان کو دیکھ کر  
 جو مجھ دیکھے ہی سو دیکھنے جاتا ہوا ہے

جنہو کا نامہ پہنچتا ہے اوس سنگ تگ  
 دور سے کل مینے اپنے آستان کو دیکھ کر  
 غم سے گشتا یہ مر اسب میں بڑا تباہی او

وہ دوائے تو یہ ہو جائے غلط قاتل نہ مجھ سے موٹو منہ تو قاتل تو یہ تو کیونکر بین کہوں کچھ نہیں ہانا مجھ کو سنیو شوخی کہ یہ کہتا ہی وہ قاصد مرے حیران ہو نہیں وہ کوں جو عین وصل ہیں میری بیٹائی سے محفلین یہ ہڑکا ہی اور بزرگ مہر ہی گردش ہو چکو سارے دن کچھ لگاؤ کا سبب اور نہیں پر جرات روداد اوس سے کہیئے تو منہ پھیر سکا	کہ بن آئی نسین مرنا کوئی ۛ ملک شرم کچھو مرے گردن جھکائے کی کچھ تو بہایا ہے کہ جو کچھ نہیں ہانا ہی مجھ نامہ لے پر ابھی وہاں جانیں تاخیر لگا کہتے ہو تم کہ چل بے اوسیکو تو پیار کر اوٹھ کے مرنے نہ لگے یہ مکر تر بان کہیں جو تم پھر آؤ پیارے پھرین ہمارے دن یہ وہ چاہے ہے کہ اسکو بھی لگائے کہے کیا چکے سے کہے ہے وہ شامت نصیب کی
---	---

دم آخر نہ پوچھو وضع اوس بظن کے آنے کی

اگر اگر نقش پر کہنے لگا غوبی ہسانے کی

یاد اوس بدے ہم نے بہت کئی بوسے

ہمارے ہی تو کیا ہمارے دیار نکالی

حکیم سید ضامن علی فرزند حکیم صفیر علی لکھنوی ارشد تلامذہ -

فتح الدولہ برقی قصیدہ در مدح پدیر عالی گرم فرستادہ بنظر نائمہ گردآور ہم سید

خیلے خوش گفتہ است ۵

آج کچھ لپٹے ہی جاتے ہیں وہ آئینہ سے

آج تو وہ ہی نہایت مجھ کو مضطرب دیکھ کر

فریب جھکا تا شا نگاہ یار کو دے

غم نصیبو نہیں محبت کی خوشی کا کیا کام

حشر میں چھپ نہ سکا حسرت دیدار کارا

دعا میں تمہیں دیتے سب اہل حشر پھرے

نشہ بیخود کئے دیتا ہے خود آرائی کا

کچھ پکارے جانب چرخ شکر و یکمل

وہ داغ ڈھونڈتے ہیں جسم داغدار میں

کہیں پہننے تو نہ آیا ہو تبسم مجھ کو

آئینہ کی بخت سے پہچان گئے تم مجھ کو

تمام ایک ہی جگہ سے میں روز محشر تھا

ہماری جان بخش ہو شوخ و ناز و اوس کی و کیا یا اوس نے جلوہ اور منج کچہ نہیں بکھا و نہ توڑ دیتے ہیں اوس کو کہیں کی شیخ غم نہیں ترک جو کی دل نے رفاقت میری روئے تقدیر کار و نا کوئی کسے آگے	کہ جسے پیار آجاتا ہے تسے خوب صورت کہ گو اہی اسکی دینی ہوگی چکر میری شکر کو تم خدا ترس تھے اک کام ہمارا کرتے میرے روٹھے کو منالائیگی حسرت میری وہ تو ہنستی بھی نہیں شکے مصیبت میری
---	---

**جمیل** سید جمیل احمد ابن مولوی سید اولاد احمد ابن سید آل احمد شاہ ابن  
سید نظر محمد شاہ المودودی الفتوی السہوانی کان اللہ لم سال ولادتش  
۱۳۰۲ ہجری از متوسلان ریاست بہوپال است اور است ۵

جس کا کشتہ ہی جہان وہ ستم ایجاد آیا تھا وعدہ وصال جو شکو تو شام سے	کیا بڑا ہولے تھے کیا خوب عین یاد آیا پیغام مرگ آ کے اجل نے سنا دیا
---	---

**جمیل** سید جمیل احمد ابن منشی سید امتیاز علی ابن مولوی سید مراد علی سہوانی  
سال ولادتش ۱۳۰۲ ہجری زانوی تلمذ پیش مولوی سید سبط احمد کہ از بزرگان  
اوست تہ نمودہ اصلاح سخن پارسی از منشی انوار حسین تسلیم و در ریختہ از منشی  
صابر حسین صبا سیکرہ و حالا متوسل ریاست بہوپال است از دست ۵

بار عصیان نہ گنہگار او ٹہا کریم جانین کچھ بلبلو نکو یاد ہیں کچھ قمر نو نکو حفظ بہت اوس گل کے بلبل ہیں اویں تہ کیونہیں	ایں خدا راہ میں لٹ جائے یہ سامان کا عالم میں مگرے مگرے مری داتا گنہگار مجھی پر خار کھائے ٹھیکے میں کانٹا بیابانکے
---	---

**چودت** عبدالہادی فرزند مولوی عبداللہ از اہل نیوتنی کہ قصبہ ایست متصل  
لکھنؤ سلسلہ نسبش تا اولین خلیفہ رسول اللہ صلعم میرسد کتب درسیہ در رامپور  
خواندہ و اکتساب پارسی از آبا و اجداد خویش نمودہ و فن طب از مرزا مظفر خلف  
سیح الدولہ آموخت و مشق نستعلیق از میر عرض علی تلمیذ حافظ ابراہیم بہم رساند

الحال بذریعہ قصیدہ در سرکار بہوپالی توسل یافتہ در بر دوزبان پارس و رنجینہ نظر میکنند  
 رنجینہ آرائی از منشی امیر احمد امیر بدست آوردہ ۷

ہمارے دلیں ہی آیا تو منہ چہ پائے ہوئے دل اوس نے جھک کو جو پہلے تو نازنے یہ کہا ہزار فسق کرے شیخ پر گمان نہیں سگ جانان ہماری ہڈیاں کہا کیا آئنا کر	اس آئینہ میں ہی وہ شوخ بیجاں تھا کہ ایک یہ بھی ہے انداز دلربائی کا عجب جگہ ہے نہا خانہ پارسائی کا اوج تاعہ اک ذرا ہٹ کر بٹا بھیے
--	---

چوشش شیخ محمد روشن عظیم آبادی از خوش گویاست جادو عرض نیک  
 پیودہ ۷

قیس پھر تاجور بادشتین دیوانہ تھا بیکی سے ہی گلہ ہے مجھے تواناں تو کریشی جدا آغوش سے جھکو	اوس کو لیلی ہی کے دروازہ پر مہر جانا تھا تہام لیتی ہے ہاتھ قاتل کا کرامت و بچہ واسے ناتوانی و دشمن جھکو
--	---

## حاجہ محکمہ

حالی مولوی الطاف حسین خلیف خواجہ ایزد بخش پانی پتی امروڑ در دہلی  
 است در صحبت حضرت شیفہ خدیجہ سر بردہ مرزا غالب رافر و ہیدہ یادگار است  
 و در نغمہ سرائی نادرہ کار نختہ از گفتارش دیدہ ام و بے شنیدہ ام اعلازہ دان  
 لفظ و رتبہ شناس معنی است ۷

روز و دایہ ہی شب بھجران سے کم تھا نہیں بھولتا اوسکی رخصت کا وقت ملتے ہی اونکے بول گئے کلف تین نام	کچھ صبح ہی سے شام الم کا طور تھا وہ رورو کے ملتا بلا ہو گیا گویا ہمارے سر پر کبھی آسمان تھا
---	---

کل ظرافت دیکھنا ہے ترے رازدار کا  
 پھر روکنا بڑا دل اسیدوار کا  
 کسکو دعویٰ ہے شکیبائی کا  
 کچھ دل سے بین ڈرے ہوئے کچھ کسانسے ہم  
 اے عشق بہاگتے ہیں اسی امتحان سے ہم  
 اب ٹھہرتی ہے دیکھئے جا کر نظر کہاں  
 عالم میں تم سے لاکھ سہی تم مگر کہاں  
 اب وہ اگلی سی درازی شب بھر انہیں  
 وہ اشارے کہ تری جنبش مژگانیں نہیں  
 بہت کیوں آج مجھ پر مہربان ہو  
 ہم بھی آخر کو جی چرانے لگے  
 اب لیا چشمہ بقا تو نے

آج امتحان ہے نالہ بے اختیار کا  
 او بچے ہیں طعن وصل عدو پر دم وصل  
 تم نے کیوں وصل میں پہلو بدلا  
 اب بہاگتے ہیں سایہ زلف بتانے ہم  
 رخصت ملی ہے وصل میں تحریک شو قلو  
 ہے جستجو کہ خوب سے ہی نو تر کہاں  
 ہم جیسے مر رہے ہیں وہ برباد ہی کچھ اور  
 بیقراری تھی سیل اسید ملاقات کے ساتھ  
 خلوت خاص میں رہ رہ کے عدو سے لگے  
 مجھے ڈالا ہے سو وہ ہم و گمان میں  
 سخت مشکل ہے شیوہ تسلیم  
 رہبر و تشنہ لب نہ گھبرا نا

**حسرت** مرزا جعفر علی خلیفہ ابو اخیر عطار دہلوی در لکھنؤ جا داشت شاگرد  
 سرپسنگ دیوانہ بود یک چند بسر کار مرزا جہاندار شاہ بسر برد آخر از جہان جہانیا  
 برید در زندان از جہان رفت

کون دیکھے گا بھلا اس میں ہے رونمائی  
 خواب میں آنیکی بھی تم نے قسم کھائی کیا

این شعر در دیوان حسرت بنظر رسید و اہل مذکرہ در دیوان جرأت آورده اند  
 و اسدا علم

پانی پانی پانی پکارتے ہیں  
 لودل تمہیں ہم دیتے ہیں کیا یاد کرو گے  
 کبھی بند برنٹوں آتی تھی سوا وسیط سے جگا گے

ساتھی سے دے کہ اہل مجلس  
 کس کا ہے جگر چہ یہ بیدا کرو گے  
 یہی اک ستم کر کہ خواب میں مجھ کو شکل کے دکھا گے



حسن سید غلام حسن خلع میر غلام حسین ضاحک تلمیذ ضیاء الدین  
ضیاء ہراتی اصل دہلوی مولد از خوان نوال نواب سردار جنگ برہمی داشت  
شمنوی بدر شیراز دست در لکھ آخشی پیکر بر انداخت خوش گفته

تا اشارہ کو سمجھنے نہ لگے غیر کے وہ پھر چھڑا حسن نے اپنا قصہ ناز سے عشوہ سے غم سے لگا لیتے ہیں جو کوئی آئے باہی بیٹھے ہر ترے تیرے ہنر بولی پکار سے کہیں دی تہ شے مرے دل کو الہی دلیوں ہوں کیسے جو کسی کو سراہ	میں نے اس ڈر سے کہی اوس کا شمار کیا بس آجکی شب بھی سو چکے ہم وہ جسے چاہتے ہیں اپنا بنالیتے ہیں ہم کہا تک ترے پہلو سے سرکتے جائیں جی دھڑک جاتا ہے دل کہ میں تو ہی ہوں او جوڑے یہ گہرا کیا کہ پھر آباد ہوں میں بھی جی رکھتا ہوں جھکوں بھی ہوں
---	---

محمد پناہ خان فرزند سید شریف خان زرخیش تلمیذ خواجہ میر درد  
نثار تخلص میکرو در تاریخ و موسیقی کمالے داشت و در فن طب

دست گاہ ہے

پوچھتے کیا ہو حکیم جگر افکار کا گھر  
ایک کچھ سا ہے اوس شوخی دیوار کے پار

مرزا رحیم الدین دہلوی فرزند مرزا کریم الدین رسا گویند امر و زور  
مہور است شطرنج پس خوب میبازد

یہنے پائے نہ دل بہر قیامت میں آو سنا اکدن جان جاتی آخزنوں ہی تھا یا خاکین اور او سپہ کہتے ہیں کہ مجھے من ہر کہ رحمہ من کا فر کو نہ آئے نسب ہے یا رکشا ہی کیسے کام آؤنگا	روز محشر وصل کی شب کے برابر ہو گیا مر گئے او سپہ تو اسکے دل ہی میں گہر ہو گیا کچھ امتحان محبت کا کر نہیں آتا بہر گھو گیا حال دکھانا نہیں آتا جو یہ سچ ہے تو میں بھی اپنی قسمت آڑاؤں
---	---

دشمن کو دیا میرے لئے وہ ہی نکالنے حق میں حیا کے یار و دعا کیجیو کہ وہ وہ ناتوان ہوں کہ آیا نظر نہ ہو تو کمین ناصر نہ دل سے ترک محبت کا کر کلام	جو کینہ کر مینے دل مضطر سے نکالا مصرف وقت مرگ ہی یاد بتائیں تھا قضا پھری مرے ہستہ کے گرد ساری ایسی سنے تو میں ہی نہ سمجھا لیا کروں
---	---

حیران میر حیدر علی خواجہ تاش جعفر علی حسرت دربار از دست کسے از ہم گذشت  
دو سے نیز قائل خویش را از ہم گذرانید

دیکھ نہ زخمی مجھے اوس کو چھ قاتل دالے	ہنسکے کہتے ہیں کہ آ زخم جگر سلوالے
---------------------------------------	------------------------------------

خاندان مجسمہ

خضر مرزا خضر سلطان فرزند ابو ظفر بہادر شاہ از مرزا نوشہ تربیت

گالی سے کون خوش ہو مگر حسن اتفاق کہتے ہو وہ بھی ہوں پیشہ ہی جیسا تو ہے	جو تیری خوتہی وہ ہی ہر آمد مجھ سے اک چہرہ ہو
---	---

خلیل میر دوست علی خلف سید جمال علی از رفقہ  
در کلمتوی بود با خواجہ آتش نسبت تلذذ داشت دیوانے از دست

میرے دل میں اگر آپ آئیے گا جاستخان عاشقونین نام مجدائی کا نلو	داغ کی طرح سے روجا بکلی موت کا ذکر نہیں کرتے ہیں بیمار و غیر
--	---

خلیل شرف الدولہ محمد ابراہیم خان بہادر وزیر محمد علی شاہ بادشا  
لکھنؤ کشمیری موطن لکھنؤی مسکن بود در ہنگام شورش ہند کشتہ شد اکتساب  
سفن از نواب ماشور علی خان کردہ

روح قالب سے یہ کس کر نکلی	دل کسی اور ہے بسلائیگا
---------------------------	------------------------

# دال مہملہ

دائع نواب مرزا خان خلف نواب شمس الدین خان بہادر برگزیدہ ترین تلامذہ  
خاقانی ہند شیخ ابراہیم ذوق است و از مشیران خاص فرمانروائے راسخ و مہربان  
غائبانہ تخلصی است ہر چند تلافی صوری صورت نسبتہ درین نزدیکی گفتار و لایق  
خویش را فرماہم آوردہ گلزار دائع نام دیوانے ترقیب دادہ است بعد طبع یکے نزد  
نامہ گردآور فرستادہ شوخی کہ در کلام اوست بندہ ندانم کہ امر وز دیگرے را  
دادہ باشند وز بانیکہ اور انجشیدہ اند فی زمانہ ناچ کے راسخ نیست بیشتر ازین  
ستایش گفتار وے چہ تو انگفت خیر الکلام باقل و دل فرہتم نیست ورنہ از ہر  
کلام او انتخاب میزد و بقلم می کشیدم اینکہ می بینی از چند جا برداشتہ ام

چو ز دیتے ہیں یہ منہ چوم کے سونوار کا  
غضب وہ دل پکڑ کر بیٹھ جانا یہ قرار و کا  
پھیلو لے مے سید نہ پہ عالم جہیزار و کا  
پھر دسپہر صبر تانا باسے دل امید وار و کا  
میرے ہی نام سے تو آئیے گا  
حسرت اوس دلیکے جس دلیں بہینا ہو گا  
پہر محبت نہ کرے گا اگر انسان ہو گا  
خون ہو کر آگیا غم بنگیا سہم ہو گیا  
اتنی سی بات کہہ کے گنگار ہو گیا  
جس وقت آکندہ کھل گئی دیدار ہو گیا

چوس لیتے ہیں مے زخم زبان پر کان  
ستم وہ چشم کا فرسے ترے چلنا اشار و کا  
سزا جانے ہوئی بین دفن کیا کیا سترچ و کا  
تراک و وعدہ دیدار اور وہ ہی تیاری پر  
لے ہی تو آئیں گے اوسے ہمدم  
ہو کے ظاہر تو کیا عشق نے اک حشر سپا  
کو ساہونہ نصیب کیا تو کتا ہی وہ شوخ  
عشق کیا شوری وہ یہ شہر کی کہ دلیں شوق وصل  
اک حرف آرزو پہ وہ مجھ سے نفا ہوئے  
جسکی بغلیں شکوہ ہوا و سکو دیکھتے

خدا کریم ہے یوں تو مگر ہے اتنا رشک  
بتائیں لفظ تمنا کے تلمو معنی کیا  
ہماری میت بہ تم جو آنا تو چار آنسو گر کر کجا  
لئے تو چلتے ہیں حضرت دل تمہیں بھی اور انجمن میں لکڑ  
مری تقدیر کی گفتگلی سب میں بُری ٹھہری  
بنا تا ہے وہ ظالم تو وہ تیر ستم ہر عمر  
کیسکی شرم آلودہ نگاہوں میں یہ شوخی ہے  
بہت آنکھیں ہیں فرسناہ چلنا دیکھا ظالم  
گرہ کیسی لگی تھی کھل پڑی کس راہ میں فتنے  
حوران خلد بولتی ہیں بڑے کے بولیاں  
جلی جو یار کی شوخی سے اسکی بے چینی  
ڈوب کر سینہ میں اس رنگ سے پکان نکلا  
نام اسکا تو مرے دل میں نہان تھا مانع  
دل میں لے دے کر ہاتھ ایک قطرہ خون کا  
بوسہ لیکر دن یا ہی اور پہر نالان میں مانع  
کیا تھا دفن کشتہ کو تمہارے قبلہ رو لیکن  
وہ میرے چہرے پر نا آغاز الفت میں شکایت سے  
تمہاری رہگذر میں لوگ دیوانہ بناؤ ہیں  
بزم اغیار کا مذکور ہے میرے آگے  
ترے دستِ خانی میں بھی ہے چور  
وصل میں ہاے وہ اتر کے مرالواں دھنا

کدیرے عشق سے پہلے تجھ جال دیا  
تمہارے کان میں اک حرفِ پھنے ڈال دیا  
ذرارے پاس آبرو بھی کہیں ہماری ہنسی نکلا  
ہمارے پہلو میں بیٹھا کرم میں سی پہلو ہی نکلا  
حسینو کے لئے اک حسن ہر گشتہ شر کا نکلا  
کہان اوڑ جاے لیکر قبر کو مردہ سلام نکلا  
اسے دیکھا اسے دیکھا ادھر تاکا اور جھپٹا  
کف نازک میں کاٹا چپ بجائے کوئی شر کا نکلا  
نظر آتا ہے خالی آج گوشہ تیرے دام کا نکلا  
نیلام ہو رہا ہے شہید کا نکلا  
تسام راز ہے کیا نکلا

دل سے بے ساختہ  
ہائے کجبت ترے منہ سے ہو کیونکر نکلا  
کچھ نیاز غم ہوا کچھ صرف شر کا نکلا  
کوئی جانے مفت میں حضرت کو نکلا  
خدا جانے کہ منہ اسکا فرشتوں کا نکلا  
وہ رکھ کر ہاتھ کا نوینہ تر لکھا نکلا  
کہا مجھ سے ترافل ہو کسی نے کچھ اگا نکلا  
وہ بھی اسطرح کہ افسوس میں مان تو نکلا  
کسی کو ہاتھ کا سچا نسب نکلا  
اے فلک دیکھ تو یہ کون سے نکلا

وعدہ پر مری ماونکی قیامت کی ہی تکرار  
 جھکی ہی جاتی ہی کہ خود بخود جیسا وہ آنکھ  
 زائد بڑی کریم ہے پیر معان کی ذات  
 اے شیخ جسکو نہ لیک کا بڑے کا شوق  
 عمر کیونکر نہ بسر کیجے عسافل ہو کر  
 بزم اغیار کا ظاہر ہے اثر آنکھوں پر  
 جانب چرخ اشارہ سے بتایا اوس  
 ترے بیمار کو آتی نہیں موت  
 حورون کا انتظار کرے کون حشر تک  
 خدا ہے کوئی پوچھے حشر میں ہم سحر آگے  
 میخانہ کے قریب تھی مسجد بلے کو دافع  
 دلیں سما گئی ہیں قیامت کی شوخیان  
 نہیں ہو غوراو نہیں ہی ستم رسید ویک  
 مجھ کو تباہ چشم مردت نے کر دیا  
 خبر سن کر مرے مریکی وہ بولے رقیبوں سے  
 لے مجھ سے تو فرمایا تمہیں کو داغ کہتے ہیں  
 اجل کا نام لین تقدیر کو روئین مجھ کو سیر  
 کس سے وعدہ ہے جو گہرائے ہوئے پہنچے ہو  
 چہیں ملین دلگو اگر وہ تو بہ مجبوری ہے  
 عرصہ حشر میں اللہ کرے گم جھکو  
 دیکھنا چھیر سر حشر مرے پاس کر

اور بات ہے اتنی کہ او دہر کل ہوا ہر آج  
 گری ہی پڑتی ہی بیمار نا تو ان کی طرح  
 وان سب عبادتین ہیں وضو بے وضو  
 جنت کو میں پسند جنم کو تو پسند  
 کہ ملا ہے ہمیں اک قطرہ سے دل ہو کر  
 مہربان آنکھ کی خفت مرے ستر تکمونی  
 جب کہا میں نے مرا صبر پڑ گیا کس پر  
 پڑے جائے کوئی یسین کہاں تک  
 مٹی کی بھی ملے تو روا ہے شباب میں  
 کہ وہاں تم کہہ مرتے تو کہیں ہم اپنے شہر میں  
 ہر ایک پوچھتا ہے کہ حضرت ادھر کہاں  
 دو چار دن رہا تھا کسی کی نگاہ میں  
 وہاں وہ چرخ کو قائم مقام کرتے ہیں  
 لچائے تو چوراؤں کی نظر کو میں  
 خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مریکی  
 تمہیں ہوا ماہ کامل میں تمہیں رہتے ہو آگے  
 مرے ہر کام پر کیونکر چھوڑ دیتے ہو  
 یہ وہی ہے جو کہتا ہے کہ  
 میں کہتا ہوں کہ  
 اور پھر وہی کہتا ہے کہ  
 کہتے ہیں کون ہوا

دیکھنا پیر مٹان حضرت زائد تو نہیں  
 عدم سے سب آتے ہیں یاں چار دنگو  
 تم آئینہ دیکھو تو ہم بھی یہ دیکھیں  
 تلخی موت کو فرما دکی وہ کیا جانے  
 اوسکی پیدا نے چوڑی نہیں علم میں  
 لیکے دل آپ جگر چوڑ گئے سینہ میں  
 گو چپ ہو یہ چیش لب کہہ رہی برصا  
 دلمین قاتل کے رکاوٹ ہو تو ہو  
 رخ روشن کے آگے شمع رکھے وہ یکہ تہیز  
 یار کا پاس نزاکت دل ناشاد ہے  
 باہم اک وعدہ فردا پہ نوشتہ ہو جائے  
 تاثیر ہوئی ہے کس نظر کی  
 تلوار بھی کو بے مری آہ  
 یہ بھی احسان ہے جو وعدے ہوں  
 بڑا مزاج ہو جو محشر میں ہم کرین شکوہ  
 ملے تو حشر میں لے لون زبان ناصح کی  
 ایک تو حسن بلا اوس پہ بناوٹ آفت  
 حشر میں لطف ہو جیسا نوسہ ہوں و دو بائو  
 خوشنوائی نے رکھا ہجو اسیر صیاد  
 شکر غم بھی نہیں چاہتی غیرت میری  
 گئے ہیں اور یہ کہتے گئے ہیں

کوئی بیٹھا نظر آتا ہے پس غم جھکو  
 نہیں ہوتی منظور زحمت زیادہ  
 کہ ہے کونسا خوب صورت زیادہ  
 منہ سے شیریں کے ابھی دودھ کی آفتی  
 نالے گھرائے ہوئے پھر تہہ میں دیو کا سے  
 اک رقم یاد رہی ایک رقم بھول گئے  
 قاصد کے منہ میں پھرتی ہر شونہ جواکی  
 خنجر اپنے دم سے اچھا چاہئے  
 او دہر جاتا ہے دیکھیں یاد ہر پڑا آتا  
 نالہ زکنا ہوا تہمتی ہوئی فریاد رہے  
 کہ مری سہو کی عادت ہی مجھ یاد رہے  
 وہ آنکھ نہیں ہے نامہ بر کی  
 وہ بھی ظالم تری کس کی  
 دوسرے تیرے قیامت کے  
 وہ منتوں سے کہہ چپ ہو خدا کے لئے  
 عجیب چیز ہے یہ طول مدعا کے لئے  
 گھر بگاڑین گے ہزاروں کے سنو رنوالے  
 وہ کہیں کون ہو تم ہم کہیں مرنوالے  
 ہم سے اچھے رہے صد تے میں او تر نوالے  
 غیر کی ہو کے رہے یا شب فرقت میری  
 ہسل جاو گے اپنے ہمنشین سے

نہیں آتا تجھے گراے تمنا  
وقت نظارہ کی کششِ حسن نے کمی  
طرز قدسی میں کہی شیوہ انسانین کہی  
یہ لہجہ بے لطف رہی خارِ تنہا کی خوش  
زبان دے نہ عدد کو کہ یہ تو وہ شمع ہے  
چھین لینِ حشر کے دن تھے نہ حورین نہ بھگو  
مرگ دشمن کی دعا مانگ کے بچھتا یا ہوں  
حسن مجسم رہا کہ عشق رہا  
قتل پر اپنے باندہ دیتے ہم  
سال معلوم ہے قیامت کا  
پیغامبر کی بات پر آپس میں رنج کیا  
وقت خرام ناز و کما و جحدِ اجداد  
فرصت کمان کہ ہم سے کسی وقت تو ملے

مکملنا سیکھ لے جانِ حزن سے  
آنکھوں کو لیکے ساتھ میں میری نظر لگی  
ہم بھی اک چیز تھے اس عالمِ مکائین کہی  
نوک بگر نہ باہد کسی مڑگان میں کہی  
ترے دہن میں رہے یا مرنے میں رہے  
اونکو حسرت ہے کہ یہ بھگولے ہم میں رہے  
کہیں ایسا نہ وہ خیر کے ماتم میں ہے  
غیب کی کچھ خبر نہیں آتی  
باتہ اونکی کہ نہیں آتی  
بات کہنے میں پر نہیں آتی  
میری زبان کی ہے نہ تمہاری زبان کی ہے  
یہ چال حشر کی یہ روش آسمانی ہے  
دن خیر کا ہے رات ترے پاساں کی ہے

ورد خواجہ میر دہلوی رح بن خواجہ ناصر عندلیب شخلص رح سلسلہ نسب پاکش  
درقمقانا امام الطریقتہ خواجہ نواجگان بہاؤ الدین المعروف بہ نقشبند رضی اللہ عنہ  
می رسد و در آمران اواب ظفر خان کہ بعد سعادت مہد جہانگیر بادشاہ از ناسوران  
بودہ است میر ورد علیہ الرحمۃ در فنون سپاہگری دستگاہے بلند و در موسیقی  
ہمارتے شایستہ داشتند تا مدل حق منزل بسوے فقر کشید پیوند ارادت با پدر  
پاک گوہر خویش درست کرد و پس از تکمیل تنہونی سلک نقشبندیہ برگرفتند  
از اکابر اولیا بودہ اند و اجلۃ اتقیا علاوہ این کالات در مخوری نیز نازناستہ اند  
زبانے شستہ دارند و بیانے دلربا و کلام ایشانرا قبولے خاص است نزد

## اساتذہ سوداگوں پر ۵

مین کیا کمون کہ کون ہوں سودا بقول در  
جو کچھ کہ ہوں سو ہوں غرض آفت رسیدہ ہوں  
از تالیفات ایسا نست ناکہ درد و آہ سرد و درد دل و شمع محفل و ایسا نرادر و تادیو است  
یکے در پارسی دیگرے در ریختہ ۵

سینہ و دل حسرتوں سے چھا گیا  
قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ در نہ تھا  
بے کوئی اجل کی طرف سے ہر در نہ میں  
پھرتی ہے خاک یسری عباد و بد ر لئے  
بارے مجھے بتا تو سہی کیا سبب ہوا  
فلک جھمکے تو سہی ہم سے اور گلو گیری  
اپنے بندہ پہ جو کچھ چاہو سو بیدار کرو  
کاش تا شمع نہوتا گذر پر و اند  
کہ ہونہ شا کبی رونما کہو حیران ہو رہنا  
دل بھی تیرے ہی ڈنگ سیکا ہے  
اگلے معافہ کو اگر کیجئے معاف  
تیری گلی میں مین نہ چلون اور صبا چلے  
روندے ہر مثل نقش قدم خلق یاں مجھے

بس ہجوم یاس جی گھر گیا  
پر ترے عہد سے آگے تو یہ دستور نہ تھا  
اک عمر سے اسیر ہوں زلف دراز کا  
اے چشم خشکبار یہ کیا تجھ کو ہو گیا  
پھر مجھ پہ مہربان ہوا تو غضب ہوا  
یہ ایک جیب ہے سوتا زار رکھتے ہیں  
یہ نہ آجائے کہین جی ہن کہ آزاد کرو  
تم نے کیا قہر کیا بال و پر پر و اند  
محبت کیا بدلے چنگے کو دیوانہ بناتی ہے  
آن مین کچھ ہے آن مین کچھ ہے  
لگجاؤں اب گلے سے مکافات کے لئے  
یون ہی خدا جو چاہے تو بندہ کی کیڑے  
اے عمر رفتہ چوڑ گئی تو کمان مجھے

دیوانہ رائے سرب سنگم ہمیشہ زادہ راجہ ہما نراین در پارسی چار دیوان  
دار دراز انجا کہ از مشاہیر اہل فکر است و استاد حیدر علی حیران و جعفر علی  
جسرت این دو بیت از نو ہشتہ آمد ۵

جان پر آہنی ہدم میری خاموشی ہے  
بات کچھ بن نہیں آتی ہر اب اظہار بغیر



دل ہی کہ تیری تیغ کے آگے سے ٹل جائے  
رستم کا لب مگر تو کہ زہرہ پگھل نہ جائے

## زال مجسمہ

**ذوق** شیخ محمد ابراہیم دہلوی مخاطب بہ خاقانی ہند اوستاد ابو ظفر بہادر شاہ  
و تلمیذ شاہ نصیر دہلوی صاحب قوت فکر خدا داد است بر جمیع اصناف سخن قدر تے  
کہ اور است در ریختہ سرایان نتوان یافت گفتارش در پاک زبانی و بلند می معنی  
و شوخی اشارت و کہسی نشینی ترکیب و بست قافیہ و نشست روی طراز یکسانی دار  
از ماندہ نظر ملکی اولیٰ حق معلوم و از خوان نادرہ سنجی اور انصیبہ مفرض زبانش  
پاکیزگی غاشیہ بردوشش بیانش را شاید تکی گرد راہ جامہ وے جگر کا و چکا مریش  
دلخوش را با عیادت وے ناخن بدل زن مقطعہ اش شور انگیز ۵

کام جنت میں ہی کیا ہم سے گنہگار و نکا  
تم وقت پر آہو بچے نہیں ہو ہی چکا تھا  
جو مانگا تو کہا آنکھیں نکال کے کیسا  
اب آہ آتشیں سے بھی دل سرد ہو گیا  
نشتہ کا نام سنتے ہی منہ زرد ہو گیا  
موت کے جی میں ہر پہ نہ نیجان لینے لگا  
رنگ میرے دلیں کیا کیا چکیاں گئے لگا  
مجھ سے یہ کہ دن کے بدلے آسمان لینے لگا  
واقعی مجھ سے ہی یہ شوریدہ سر چھانے لگا  
یہ ادھر صدقہ دیا تو نے اور دہرا چھا ہوا

ہم بین اور سایہ ترے کوچہ کی دیوار و نکا  
میں ہجر میں ہر نیکی قرین ہو ہی چکا تھا  
بغل سے لینگے دلوں کا لکڑہ صبر  
اس بھتو ادراج وہ بیدرد ہو گیا  
سینہ میں بواہوں کے ہی تھا آبلہ مگر  
نیچہ جب مول وہ بانکا جوان لینے لگا  
تیر چکی میں لیا اوس نے بی جان عدو  
بھکو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جون و زحشر  
سکے مجھوں نے ہرے شور و جنوں کو نہ کرا  
بھکو صدقہ کر اگر ہے بد مزہ تیرا مزاج

ذوق کے مرنیکی سکر پیلے تو کچھ مر گئے  
عجب جان نظر ہو ٹوٹا نہ یہ وہ شوخ کب آیا  
سامل کچھ جو ذوق پسیدن دیکھئے کیا ہو  
لگائی زلف کو شانہ نے جب اونگلی پکارا دل  
ترے ڈر سے نہ آیا پاس کی نیچا نوں کے  
کے ہے خنجر قاتل سے یوں گلو میرا  
نہو آب شہادت سے گلو تر نہوا  
اوس نے جب مال بہت رد و بدل میں پایا  
ساتھ اوسکے ہیں ہم سایہ کی مانند و گیسو  
دل مانگنا مفت اور یہ پھر اوسے تقاضا  
یوں لائے دان سے ہم دل صد پارہ ڈھونڈ  
چشم و نگہ کو تیری بدنام کیوں کریگا  
کرے ہے شرع کا پاس نک مدام شراب  
فرقت کی رات جی چکے ہم تازمان صبح  
ریش سپید شیخ میں ہے ظلمتِ فریب  
ٹھہری ہوا انکے آنیکی یان کلچ جا صلاح  
حکیم نہیں جوق نل شین تہا بن کی ٹکی تنگ ہو کر  
خوب روئے آج ہم سنان ہامون کیلکر  
کہا تنگ نے پہ دار شمع پر چڑھ کر  
تو نے گل کو سر پہ رکھا جب ہیں توڑ کر  
وہ کیے کون ہر قربان سری اس جوتنہر

بچہ کہا تو یہ کہا منہ پھیر کر اچھا ہوا  
اگر چہلم میں ہی آیا تو ہم جانیں گے آیا  
کہ اب تک ذبح کر نیکا نہیں قاتل کو ڈر گیا  
یہ گستاخی ہمارہ تو سہی اے بے ادب آیا  
مگر روزا کبھی چوری سے بعد از نیم شب آیا  
کمی جو مجھ سے کرے تو پئے لہو میرا  
مستعد جب وہ ہوا ہائے تو خنجر نہوا  
ہم نے دل اپنا اوٹھا اپنی بعلین مارا  
اسپر ہی جہا میں کہ لپٹنا نہیں آتا  
کچھ قرض تو بندہ پہ نہا را نہیں آتا  
دیکھا جہان بڑا کوئی ٹکڑا اوٹھالیا  
مرگ و قضا کو تیرا عاشق نہ لے مر گیا  
حرام ہے نہیں لیکن نک حرام شراب  
ہو گی اذان گور ہاری اذان صبح  
اس مکر چاندنی پہ نکر ناگساں صبح  
اے جان برب آمدہ اب تیری کیا اصلاح  
ٹکڑا آجوراہ اکھونکلی دل میں ٹھہرا خدنگ ہو کر  
یاد آیا کچھ مجنون بید مجنون دیکھ کر  
عجب مزا ہے جو مرے کیسے سر چڑھ کر  
میں بھی حاضر ہوں کہا خنچے نے یہ نہ ہو کر  
میں اکھون میں تو کئے میں کے پھری گردنہر

یائی نہ تیغ عشق سے بنے کہیں سپناہ  
 ترے خرام کے پیر و میں جتنے ہیں فتنے  
 ترے قاتل بتاتے نہیں تجھے قتال  
 ساقی لڑائیوں سے تری چاہتا ہوں  
 نازک کلامیان میری توڑیں حد و کالہ  
 نہ چوڑا تار و دشت نے ہماری جڑیں لائیں  
 تو کہے غنچہ کہ اوس لب پہ دھری خوب نہیں  
 ہم اپنے جذبہ دل کے اثر کو دیکھتے ہیں  
 خطا پڑھ کے اور بھی وہ ہوا بیچ و تاب میں  
 اسیر درد و غم میں ہوں لیکن جان لب میں ہوں  
 جو ماکھوں موت و درجہ ہر جگہ نہیں نہ بیا  
 سینہ و دل پر مرے زخم جگر ہنستے ہیں  
 مر گئے پر بھی تغافل ہی رہا آنے میں  
 جھجکے بیٹھے ہیں باویدہ غم اوٹے ہیں  
 رکھ مکدر بس اب اسے چرخ نہ اتنا ہلکو  
 جتنے عاشق ہیں ہم ایک کا ہے ایک عزیز  
 باعث رشک ہوا خون ہمارا ہلکو  
 اسپہ مرتے ہیں کہ کیوں خیر کو تو نے مارا  
 اک حلاوت ہی عداوتیں ہی اور ظالم کی  
 تو ہنسی سے نہ یہ کہہ مرتے ہیں ہم بھی پیر  
 کہانے پینے کی قسم کمانی ہی تجھ بن ہم نے

ترب حرم میں ہی ہیں تو قربانیوں میں ہم  
 قدم سب ان کے رختِ خرام لیتے ہیں  
 جب اونسے پوچھا اجل ہی کا نام پتہ پیر  
 باہم لڑاکے شیشہ و ساغر کو توڑ دوں  
 میں وہ بلا ہوں شیشہ سے پتھر کو توڑ دوں  
 مگر تارِ نفسِ مدینہ میں سمجھو یا اگر یہاں نہیں  
 چپ کہ منہ چھوٹا سا اور بات بڑی جلیں  
 وہ پہلے نرم میں دیکھیں کدھر کو دیکھتے ہیں  
 کیا جانے لکھد یا اوسے کیا اضطراب ہیں  
 اور اوسے لب ملک جیٹا ہوں میں کوئی عجب نہیں  
 کہ نامِ عشق ہوں اور اسقدر شہِ طلب ہوں  
 ہنسنے دو چارہ گرد ہنستے ہی گھر بستے ہیں  
 بیوفا پوچھے ہے کیا دیر ہے لیجانے میں  
 آج کس شخص کا منہ دیکھ کے ہم اوٹے ہیں  
 ہم نے جانا کہ کیا خاک سے پیدا ہلکو  
 شمع سے چاہتے ہے خون کا دعویٰ ہلکو  
 تجھ پہ بن دیکھے ہے غش جس نے کہ دیکھا ہلکو  
 وہ نصیب اوسکو ہوئی تھی جو تمنا ہلکو  
 کہ اگر زہر ہی دیتا ہے تو میٹھا ہلکو  
 مار ہی ڈالے گا بس رشک ہمارا ہلکو  
 ورنہ ہے زہر تو ہر طرح گوارا ہلکو

ہم تبرکدین بس باب کرے زیارت جنوں  
 لیسک افغان قوس جبریں خندہ قافلہ لکے  
 دن کٹا جائے اب رات کہہ کاٹنے کو  
 مکالوں کس طرح سینہ سے اپنے تیر جانان کو  
 تم مسی مگر نہ غرہ سے نکالا منہ کرو  
 عبت تم اپنا رکاوٹ سے منہ بناتے ہو  
 اسے ذوق وقت نالہ کے رکھ لے عکبر یہ ہاتھ  
 جنوں کی جیب ری پرین خوب چلتی ہاتھ  
 اوٹھ چکا وہ ناتوان جو رہ گیا  
 ترے کوچہ کو وہ بیمار غم دار اشفاق  
 ہر اک گردش میں سوا ناز ناز قند زنجیر  
 گاہ ہجوم یاس میں ہی دل گاہ ہجوم حسرتیں  
 لیتے ہی دل جو عاشق دلسوز کا چلے  
 اسے غم مجھے نام شب بھر میں نہ کھا  
 لیجا بین میرے کشتہ کو عبت میں بھی اگر  
 ابل و نکوشش حبت میں ہفت دریا لگے تیرے  
 رخصت ای زندان جنوں خیر دیکھ کا ہے  
 سربوقت فرج اپنا اسکے زیر پائے ہے  
 بل ہستہ کار وہ یان آئے آتے رہ گئے  
 حاضر ہیں ہرے توسن حشت کی جلو میں  
 کھٹا نیل ہنر ہی رہتا ہی ہمیشہ

سر پہ پھرتا ہے لئے آبلہ یا سکو  
 دل کہنے میں ہان کوئی ہو پر ایک نوا کو  
 جسے تو پاس نہیں دڑ کر ہی گھر کاٹنے کو  
 نہ پیکان دلو چھوڑ دے نہ دل جوڑ کر ہو پیکان  
 اور نہیں گمانتے تو جاؤ کالائمنہ کرو  
 وہ آئی لب پہ ہنسی دیکھو مسکراتے ہو  
 ورنہ جگر کو روئیں گے تو دہرے سر پہ ہاتھ  
 سلوک سینہ سے بھی کچھ تو کر لے چلتے ہاتھ  
 دب کے تیرے سایہ دیوار سے  
 اجل کو جو طیب اور مرگ کو اپنی دوا  
 فلک کو ہم کسی کافر کی چشم سہ سا  
 ہی ہمدرد سپاہی پیشہ پرتا لکھ لکھ رہے  
 تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے  
 رہنے دے کچھ کہ صبح کا بھنا چلے  
 پھر پھر کے تیرے گھر کی طرف دیکھنا چلے  
 گرے تھے اشک کے قطرے مرد و چار دامن سے  
 خردہ خاردشت پہر تلوار اکھلائے ہے  
 یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے  
 آتے رہے بیانی کہ یان تو دم ہی نکلا جا  
 باندھے ہوئے کسار بھی دامن کو کر سے  
 کیا جانے کہ آجائے ہے تو ہمیں کہہ سہ

بالین یہ کہا میرے ہنگامہ محشر نے  
 الہی کس سیکندہ کو مارا سمجھ کیے قاتل نے کشتی ہے  
 دل کی معاش غم سے غم کی تلاش ہے  
 ہے تیرے کان زلفِ معین لگی ہوئی  
 بیٹھے بھرے ہوئے ہیں خرمِ حرم کی طح ہم  
 کرتی ہے زیرِ برقع فانوسِ تاک جھانک  
 اسے ذوقِ دیکھ دھڑکتا رز کو نہ منہ لگا  
 پھینکے ہر ایک جنبشِ مژگان میں وہ پری  
 اڑتے ہیں کہ نصیب سے گا ہی فلک سے ہم  
 رہے جو شیشہ ساعت وہ مکدر دونوں  
 پلائے رہے حسرت دیدار میری ہائے کو بھی  
 نہیں جز شمع مجاور میرے بالین مزار  
 دل سے کچھ کہتا ہوں میں مجھے ہی کوئی کہتا  
 توجو آجائے تو اسے در محبت کی دوا  
 کہی افسوس ہے آتا کہی رونا آہنا  
 بھولانہ مجھے قتل گہ عام میں قاتل  
 مڑے جو دم کے عاشق بیان کہو کرتے  
 غرض تھی کیا ترے تیر و نکو آپ پیکان سے  
 دروازہ میکدہ کا نکر بند محتسب ہے  
 چھنچا ہے شب کندہ لگا گردبانِ رقیب  
 ساقیا عید ہے لا بادہ سے عینا بہر کے

لو اوٹھو کہیں حضرت کیا دیر لگائی ہے  
 کج کچھ میں اس کے شور باقی و نہ تلتنی ہے  
 ڈرنا ہوں دل سے میں کہ بڑا برعاش ہے  
 رکھے گی یہ نہ بال برابر لگی ہوئی  
 پیر کیا کہیں کہ ٹھہرے منہ پیر لگی ہوئی  
 پروانہ سے ہے شمع مقرر لگی ہوئی  
 چھٹی نہیں پر منہ سے یہ کافر لگی ہوئی  
 اس اپنے ناتوان کو پرے کوہِ قاف سے  
 فرقت کی رات کم نہیں روزِ مصاف سے  
 کہی مل ہی گئے دو دل جو کدورت والے  
 لکھتے ہیں ہائے دو چشمی سے کتابت والے  
 نہیں جز کثرتِ پروانہ زیارت والے  
 دونوں اک عالمین میں بیچ و مصیبت والے  
 میرے ہمدرد ہوں بیدار نصیحت والے  
 دل بیمار کے ہیں دوہی عیادت والے  
 الٹدے ترا حافظہ کیا یا غضب ہے  
 مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے  
 مگر زیارتِ دل کیونکہ بے وضو کرتے  
 ظالم خدا سے ڈر کہ درِ توبہ باز ہے  
 سچ ہے حرام زادے کی رستی دراز ہے  
 کہ مے آشام پیاسے ہیں مینا بہر کے

نہیں مژگان پر خونِ خار غمِ دل نشین  
 ہم تم سدا واپس کیا کیونہیں پاتے  
 کیونہیں ہم نے دیاد دل تجھے اوسنگدل اپنا  
 کمولہ سے آنکھیں دم فرج نہ دیکھو گاہجے  
 جب میں دنیا سے چلا سر پہ بہ بولوی حشر  
 دور کر مالون کو سر پر سے کسے ہے لیلی  
 میں تو اون آنکھوں کی گردش کا بلا گوان ہوں  
 جو پاس مہر و محبت کمین یہاں بکشا  
 اسی کان میں کیا اوس صغیر نے پہونکد یا  
 وبال دوش ہے اوس ناتوان کو سر لیکن  
 رہے ہے ہول کہ برہم نہو مزاج کمین  
 جو دل تھار خانہ میں بت سے لگا چکے  
 زہر اب بھی ہے بادہ تو کر لنگے نوش جان  
 باز آیا دیکھنے سے نہ آتشِ خون کے دل  
 زبان پیدا کر وں جوں کیا سینہ میں گیار  
 فلک کیا فتنہ سازی میں ہوئے شہرِ فتنان  
 ایسا ہنو کرتے ہی آتے جوابِ خط  
 اے شمع تیری عمر طبعی ہے ایک رات  
 فلک تو طیرہ ہو کر صبح سے تاشام چلتا ہے  
 چلا پہلو سے اوٹھ کر جبکہ وہ آرام جانِ دل  
 کون وقت اے واکز راجی کو گھبراتے ہوئے

جنوں یہ نہ شہر کیسے کمین ڈوبے کمین بچکے  
 تم پاتے ہو ہکو تو چھری کو نہیں پاتے  
 کجخت ہم اوس سخت گھڑی کو نہیں پاتے  
 یہ چھری اپنی من گردن پہ تو دیکھو ن چلتی  
 تو اکیلا نہیں ہرہ ترے میں ہوں چلتی  
 پر نہیں کان پہ مجھوں کے ذرا جو ن چلتی  
 کہ نہیں تیری ہی وان گردش گو دین چلتی  
 تو ہم ہی لیتے کسی اپنے مہربان کے لئے  
 کہ ہاتھ رکھتے ہیں کا نو پہ سب اذان کے لئے  
 لگا رکھا ہے ترے خنجر و سنان کے لئے  
 بجائے ہول دل اونکے مزاجِ کج کے لئے  
 وہ کعبتین ہوڑ کے کعبہ کو جا چکے  
 ساقی بیا لہ منہ سے ہم اب تو لگا چکے  
 سو بار آبلے اسے آنکھیں دکھا چکے  
 دہن کا ذکر کیا یاں ہری غائب ہو کر بیان سے  
 گرا تباہ یہ بھی اشک سر نہ لوداؤ کی مژگان سے  
 قاصد جواب زندگی مستعار دے  
 ہنس کر گزار یا اسے رو کر گزار دے  
 مگر سید ہی نظر سے تیری اپنا کام چلتا ہے  
 کہا آرام نے مجھے کہ لو آرام چلتا ہے  
 موت پڑتی ہے اجل کو یا تمکلاتے ہوئے

کچھ ہوتی آدمیت اگر ہوتے آدمی  
 سر تو ہے تن پر مرے تیج ستم کو واسطے  
 کیا تاب دل جلو سے جو برق لاگ رکھے  
 ہوس میں کعبہ کی کیون شیخ تجا نہ سہ گروہ  
 کوئی کمر کو تری ہو اگر کمر تو کہے  
 گریخ کا بوسہ دیتے نہیں لب کا دیکھے  
 تم دو گتری کو آؤ تو میں لب پہ جان کو  
 کہتے ہیں آج ذوق جہان سے گزر گیا  
 عزیز و ناقد لیلے کے دیکھو گئے شتر غرے  
 ذکر کچھ چاک جگر سینہ کا سن سن اپنے  
 آج تنہا حلقہ فی سے بین گھر میں پھرتے  
 اب تو گہر کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے  
 مری طاعت سے اب تو وحدت بھی مل کر رہتی ہے  
 اگر اوٹے تو آزر دہ جویشے تو خطا پیشے  
 باقی ہے شیخ کو ابھی حسرت گناہ کی  
 جو کہو گے تم کہیں گے ہم ہی ہاں یوں ہی سی  
 ہم تو نکلے دلو جذب لے کہیں چے جائیں گے  
 جاے ہے زیر نیلا ان ترے دیوانو کی  
 قسمت برگشتہ دیکھو اک نگہ کی تھی ادھر  
 شکر تو نے رو کا سبکو میرے پاس آنے سے  
 جو پوچھے زاہد خشک اپنی دار وین کیوں پوچھی

یہ خوب و تو عور ہوئے یا برے ہوئے  
 پر لگا رکھتے ہیں وہ جو مٹی قسم کو واسطے  
 دوزخ ہی ہو تو انکی چلمو نہ آگ کر کے  
 یہاں تو کوئی صورت بھی نہ وان الٹ ہی لگتے  
 کہ آدمی جو کہے بات سوچ کر تو کہے  
 وہ ہی مثل ہے پھول نہیں پنکھڑی سی  
 ٹھیرا کہوں کہ اور ہی یاں دگر ہی سی  
 کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے  
 اگر مجنون کو بلجائیگی خدمت ساریانی کی  
 کر کے میں مضبوط ہنس نہ کیوں ہوں ناخوش  
 کل کے جو وصل کے عالم میں نظر میں پھرتے  
 مر کے بھی چین نہ پائے تو کہہ مر جائیں گے  
 مری تو بہ پہ تو بہ تو یہ استغفار کرتی ہے  
 لگا یا جی کو اپنے روگ جب جی لگا بیٹھے  
 کا لا کرے گا منہ بھی جو ڈاڑھی سیاہ کی  
 آپ کی یوں ہی خوشی پر ہر بان یوں ہی سی  
 پر بڑے پتھر تین بیٹہ شکل سے کہیں چے جائیں گے  
 مد توں چہان چکے خاک بیا بانوں کی  
 سو ہی آکر تیرے مرزاں گان حیا سے پر گئی  
 اجل ہی گر کہی آئے تو شاید کچھ بندے ہی  
 اگر ہر روز کی پوچھے کہوں پر ہر گاری سے

## راہِ محملہ

**راحت** مرزا محمود بیگ پورا احمد بیگ روحی الاصل و بلوچی مسکن از تلامذہ  
مومن خان سپاہگری وسیلہ معاش او بود عاقبت گوشہ انزوای پذیرفت ۵

<p>صبر و قرار و تاب و توان رفته رفته سب غیر و نسے جو اشارے محفل میں ہیں تمہاری اجل پہلے آوے کہ وہ پہلے آوین یہ جانتا ہوں کہ رازِ تہان نہ افشا ہوں</p>	<p>آجائینگے کمین سے دل رفته گر ملا سمجھیں وہ یا نہ سمجھیں پر یہ غلام سمجھا یہی راہ مدت سے ہم دیکھتے ہیں ترے دہن سے زیادہ مراد میں بجائے</p>
---	---

**راغب** شیخ غلام علی از شاگردان مرزا فدوی و میر تقی در ۱۳۳۸ درگزشت  
از تالیفات اوست عشوی راز و نیاز بندہ دیدہ ام خوش گفته است و حسن  
عشق و وسیلہ نجات و اوراد یوانے ست ۵

<p>حیا کے پردہ میں مارا ہی ایک عالم کو گذرے جو وہ خیال میں تو ناز کی ہی ہا ملین حضرت راسخ ہو کر تو یہ پوچھیں اونکی جناب میں ہم کہو قبلہ و کعبہ وہ یکساں تھا گل تمہیں کا کٹا سا جسکی ہوانے کیا</p>	<p>شہید میں تو ہوں ان شرمگین نگاہوں کا یہ رنگ ہو کہ پھول ہو جیسے ملا ہوا</p>
---	--

**راغب** احمد حسین برادر زادہ حافظ محمد بخش عرف حافظ مٹو ۵

<p>یارب اسے تو چین دے جھکوندے نہ میں نے کہا سر کھٹے میں کیا کیا نہ ملے لطف</p>	<p>جتنا ہے میرے حال یہ دل عکسار کا کہنے لگے آؤ اگر ہے کوئی سراور</p>
--	--

**راہ** بند را بن نام از سکناے مہر ایا جان آباد و از شاگردان  
میرزا منظر رح و سودا ۵



کے کیا درد دل ببل گلوں سے یاں تک قبول خاطر کیجے تری جفا کو	اوڑا دیتے ہیں او سکی بات منسکر تا سب کہیں کہ را تم رحمت تری وفا کو
رحمت رحمت علی از فویشان و شاگردان حضرت صہبائی در پیار سی و رنجیہ فکر سیکد از تالیفات اوست نا کہ ببل و انشا رحیقہ رحمت و مثنوی شکایت فلک	
طغے ابتک بین کہ رخ کی کر کیا قدر تمہیں	مین نے اک روز کہیں کھائی تھی تمہا کی تم
رشک میر علی اوسط لکھنوی از تلامذہ شیخ ناسخ دیوانے دارد	
وہ زند ہوں کہ کروں عرض کر کے میخواری	جو روز جمعہ ہو نہ کچھ کی نوین تاریخ
رشکی نواب محمد علیخان خلع الرشید نواب مصطفیٰ خان شیفہ دہلوی از خوشہ چینان خرمین فیض مرزا نوشہ اسد اللہ خان غالب است در ہر دوز بان رنجیہ و پیار سی سخن دلکش میگزارد خیمہ خوش گفته است	
مانگی ہوا سنے جان تو غیر وں پہ آہنی کیا کیا بنا کے ہم نے سنا یا قریب کو قیس کی دہوم مچ رہی ہے مگر ہی دگر گون ابتدا کے عشق میں شکی کاحال رات کو بات نہ کی او نے سحر تک ہم سے یہ منصب بلند ملا جس کو مل گیا وہ وہ کئے ہیں جرم کہ کم ہونگے اور سے	حالانکہ اک ہنسی تھی فقط امتحان نہما مضمون تیرے نامہ الفت طراز کا عشق اس سے سوا نہیں ہوتا رحم آتا ہے مجھے او سکی جوانی دیکھ کر اور جو کچھ کہ ہوا قابلِ اظہار نہیں ہر مدعی کے واسطے دار و رسر کمان کیا کیا امید واری تغذیر کر چکے
رفعت مرزا پیار سے دہلوی از دودمان امیر تیمور گورگانی ست و شاگرد عبد الرحمان خان احسان و مولوی صہبائی	
ہم خوش تھے کہ محشر میں تو دیکھیں گے وہ دید کچھ آنکھ کا گیا نہ کیا کچھ خیال کا	لیکن یہ قیامت ہی کہ محشر نہیں ہوتا مارا گیا دل اور یہی بے قصور تھا

ہین ایک وہ بھی کہ تم ہی ہو اذکر از دنیا لائے پانی بھی چوائے کو نہ آیا دم ہر پونچھا شک اوس نے گمان غیر میں	اور ایک ہم ہین کہ منہہ تکتے ہین زمانہ کا کوئی جز کر یہ حسرت ترے بیمار کے پاس مر گئے ہم اتنے ہی احسان میں
---	--

مر مرز افق الملک بہادر ولیعہد ابو ظفر سراج الدین بہادر شاہ واز تلامذہ  
ذوق دہلوی ست ۵

آئینہ میں تو اسکو دیکھ کے بوقت ہین تیار کیا قتل ظالم نے کس کس ادا سے تم رہو اور مجمع اغیار	بن دیکھے دل تڑپنے لگا اسکو کیا ہوا ملا جھکو قسمت سے جلا داپہا میرا کیا ہے ہوا ہوا ہوا
--	---

سرخ میر محمد نصیر محمدی خلف میر کلونیرہ و سجادہ نشین خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ  
در موسیقی دست گاہے داشت و ریاضی نیکو میدانت و شعر نیک می شناخت  
سومن خان کہ باوے نسبت خویشی و دامادی داشت در تاریخ و فہات اوس  
قطعہ گفتہ ۵

شیخ زمان شد ز دہر و ز بی سال و نات گفت بہ تو من ملک خواجہ محمد نصیر	فکر بلندم رہ جنت ما و اگر رفت در قدم ناصر و درد نکو جا گرفت
--	--

این بیت اور است ۵  
دل ہیجے لئے پہلو میں تپان رہتا ہے  
یون سنا ہے کہ اوسے ہی خفقان بہتا ہے

مر مر سید محمد خان خلف نواب سراج الدولہ غیاث الدین محمد خان نیشاپوری  
از باشندگان فیض آباد در لکھنؤ طرح اقامت انگند از شاگردان خواجہ آتش  
بود و تادیوان دارد ۵

رخ کو پوشیدہ عیش ماہ لقا کرتے ہین دل نہیں دیتا میں اس واسطے آزر دہو	اچھی صورت کو چھپاتے ہین ہر کرتے ہین روٹھے جاتے ہوا سی بات پر آؤ آؤ
--	---

ننگریاں سے دیکھوں تو یہ کہتا ہوں شوخ  
پھر بڑی آنکھ سے اسے مجھے دیکھا کہ  
زنگین سعادت یار خان دہلوی تو رانی الاصل پورطہما سپ بیک خان بنان  
رنجیتی ایجاد اوست سیاحتاً کردہ و مرحلہ پاپیو دہ بود کلام خویش فرام آورد  
نورتن نام کردہ درجادی الثانی ۱۲۵۷ھ شمسالہ درگزشت درگلشن بجا  
نی آر دازغرائب امور آنکھ میگفت درین سال رخت بعدرم آباد میکشم چون سبب  
پرسیدند گفت سالہاست کہ بخواست مصرع تاریخ فوت خود بر زبان آمدہ  
کہ درین سال ازان جہانے شدن من خبر میدہد و قصہ شاہ حاتم کہ او شاد  
او بود نقل کرد کہ ہم برین منط ایشان را اتفاق افتاد و خاصہ بچہان دیدہ شد  
انتہی اوراست ۵

کراپنے ولین تو انصاف میں سہارا ہو گیا  
قسم ہے ایک عالم کو رو لادیتا ہے ای زنگین  
جو پوچھتا ہوں تغافل سے کیوں جلاتے ہو  
اوس میں چھپے دیکھو بڑا وہ غیر کو دیکھے  
گلے میں ڈالکر باہین منا تا تیرا یاد آیا  
وہ اوسکی جھٹکیان کہ اکثر تجھ کو جو جانا  
نودہ کہے ہر تجھے جانکر جلاتا ہوں  
بہلا ہوں دیکھنا دیکھو تو دیکھا جاگے مجھے

روشن روشن شاہ مولدش بریلی سکشن میرٹھ ۵  
دیکھ کے مجھ کو منہ کو چھپایا اور حیا کا نام  
آکھن میں ذرا ٹھیر تو نادیکھ لین اوسکو  
واہ ری تیری دانشمندی آہیں ہی اکام کیا  
اقرار یہ ٹھیرا ہے دم باز پسین سے

## زار مجھ

زار حافظ امام بخش نابینا از باشندگان تھانیہ پارسہ آگاہ بود و بامستی  
آشنا اعمال کارگر میدانست ۵

آشنا ہوتی ہے اوس لیے جو دشنام تو ہم  
 دلیں کہتے ہیں کہ دشنام ہمیں کیوں نہ ہوئے  
 ترکی شیخ محمدی علی مراد آبادی خلف شیخ کرامت علی خطاب ملک الشعرا از  
 واجد علی شاہ داشت رسمی آگہی از علماء فرنگی محل اندوختہ از فن تاریخ خیلے آگاہ بود  
 دیوانے دارند

دشت ہے آشکار ز لیحا کے حال سے  
 ترک ملاقات کی پوچھو نہ بات  
 دہوم دیوانے اوڑھتے ہیں پر زادن کی  
 گاہے غم فراق کبھی آرزوئے وصل  
 آنکھیں بیان کرتی ہیں افسانہ خواب کا  
 ہم سے نہ ملنا او سے منظور تھا  
 شمع محفل کو لگا دیتے ہیں پروانے پر  
 کیا ہوئے داغ لگی جو کبھی دل لگا رہے

## سین محلہ

سالک مرزا قربان علی بیگ خلف نواب مرزا عالم بیگ اقل روزگار سے  
 بہ استفادہ از والا خدمت مومن خان مستفید و بیشتر زمانے با استفادہ تربیت  
 از غیرت عرفی و فخر طالب مرزا غالب مستفیض بودہ حیدر آبادی مولد دہلوی  
 مسکن است امروز در حیدر آباد است درین نزدیکی دو ناقصیدہ دربارسی  
 زبان یکے در مدحت پدر والا گزنامہ گرد آور و دیگر در ستایش والیہیں ریاست  
 دام اقبال ما فرستادہ بندہ ہم مطالعہ کردم خوش سنجیدہ است اورا دیوانے است  
 ہنجا سالک نام دارد

بتوں کی بزم کہ کوئی نہیں جہان اپنا  
 تم غیر کے ہوئے تو رہا کیا جہان میں  
 جہان یوں سہل دی فرمادے عاشق کہو  
 خدا کو کر کے چلا ہوں نگاہ بان اپنا  
 گویا ہمارے واسطے کچھ ہی بنا تھا  
 پہلا قبائل بھی اللہ عطا کرتا تھا

کیل ہر بات میں ہے فتنہ محشر ہونا  
 تیز چلتی ہے سخت جانوں پر  
 رہی آشنائی فقط نام کی  
 نیند اوڑنے سے بڑا لطیف شہ میل  
 میرا ہوا شیانہ اور آدھا جلا ہوا  
 کیا کیا سزا ملی ہے مجھے وصل کے عوض  
 میں نکلتا تری محفل سے اکیلا دکاش  
 سالک جو کوئی عشق میں جھکوا کر کے  
 مایوس و ناامید ہیں کیا مدعا ہے ہم  
 کاشاں پہ سہر تجھے ہی کہتے تو سہل تمہیں  
 فرط نشاط وصل سے ہو ڈر کہ مر جائیں  
 آخر تو لائیکے کوئی آفت فغان سے ہم  
 تم آگے تو ہوش کمان میں زبان ہو کون  
 چپ چپ پڑے ہوئے تیرا ہی خانقاہ میں  
 ترے کوچہ کی مجھ پر راہ ہے تنگ  
 ہوتی ہر دم و فراغت میں لڑائی کیا کیا  
 یہ بھی قسمت کہ ہوا نام ہمارا سالک  
 کہنے کا غیر کے تو کیوں یقین نہیں  
 طلب وصل پہ کہتے ہو یہ تکرار نہیں  
 پھرتے ہیں داد خواہ ترے حشر میں خواب  
 شکر کیجے مگر افسردہ سے ہو کر کیجے

اور ابھی سیکھتے ہیں آپ سنگر ہونا  
 دم نہ چڑا جائے تیغ قاتل کا  
 وہ نام آشنائے زبان رہ گیا  
 پائے ہو سچا ہے کہاں شوہر سلاسل  
 مجھ بھی گئی تھی آگ تو بجلی کو کیا ہوا  
 میں نے شب فراق کو روز جزا کہا  
 غم یہ ہے ساتھ مرے غیر کا ارمان نکلا  
 نکلتا ہوں سند کو اور یہ کہنا ہوں ان  
 کہتے ہیں اور کہتے ہیں کس التجا سے ہم  
 وہ خواہشیں کہ کہتے ہیں اور سوچنا ہے ہم  
 ذکر غم فراق ہے چھوڑیں بلا سے ہم  
 حجت تمام کرتے ہیں آج آسمان سے ہم  
 آج آپ اپنے گھر میں ہیں کچھ بھانگے ہم  
 کچھ کچھ لکے ہیں بخت پیر معان سے ہم  
 کہ آنا ہے نگاہ پاسبان میں  
 سر بیمار جو زانو پہ وہ دہر لیتے ہیں  
 بے نقط ہی وہ سناٹے میں گر لیتے ہیں  
 پیر تیری آنکھ راز کی تیری این نہیں  
 خوش ہوں دو یقینوں اثبات ہو اکر نہیں  
 تو پوچھتا نہیں تو کوئی پوچھتا نہیں  
 تا وہ صورت ہی سے جائے کہ کلا کرتے ہیں

مبتدل ہو کے گرفتہ محشر بن جائے  
 لاغری سے نظر آتا کہین سخن نہیں  
 اعتبار نگہ ناز ہے کیا کیا اون کو  
 وہ دشمن دوست ہو یا آسمان ہو  
 شکر کیجے کہ نہیں تاب تکلم مجھ کو  
 اوسکو دیکھو کہ وہ ہر لمحے سوا دشمن  
 غصہ قاتل کا بڑا یا ہے یہ طعنہ دیکر  
 اے خضر تنے دن ترے کیونکر بسر ہوئے  
 کوئی تو بات ہنسی کی نہ تھی  
 جان ہی دیکے عشق میں ہوئی خیر  
 یہاں بھی جو وہ سائے کسی ہیکنا کو  
 ہو غین وہ صید کر رہا کرے صیاد مجھ  
 آمادہ ستم فلک و یار کینہ جو

وہ اشارہ کہ تری نرگس فتانیں نہیں  
 تیر ہرکے نوکمان دار کی تقصیر نہیں  
 قتل کو آتے ہیں اور ہاتھ میں شمشیر نہیں  
 اجل بیکر ہی کوئی مہربان ہو  
 ورنہ اس طرح ہی جو چاہو کو تم مجھ کو  
 آسمان بکے ستارے نہ کہیں تم مجھ کو  
 زندہ گو یا کہ نہیں چوڑنیکے تم مجھ کو  
 ہم سے تو رات کٹ نہ سکی انتظار کی  
 خفہ رخصت قیامت ہی سہی  
 آگیا کچھ لپا دیا آگے  
 اے اہل حشر تم تو نہ کہنا خدا لگی  
 ہو غین وہ کشتہ کہ پٹا کرے جلا دیکھ  
 پیغام موت کا مجھے اب جا بجا ہے خبر

چشم شتاب خان دیہوی از تلامذہ مرزا صابر دیوانے دارد

ہو غریب رحمت حق وہ عجب انسان تھا  
 اوسکو ظالم جو کہا میں نے تو ہنس کر بولا  
 رکھ آیا دم نے مرے بھولنے کو  
 ہم لطف سے تو گزرے پتھر اجڑا تھا  
 لپٹا پٹے امتحان تو اب نے کہ پھر کہیں  
 کب تک جمل مرے دلیں گزرتے ہیں آہیار

میکدہ کی پہلے جو موجد ہوا تعمیر کا  
 مجھ کو ظالم ہی میسر کوئی مجھسا نہوا  
 عجب لطف کا ہے یہ دنیاں تمہارا  
 یہ بھی بڑا ستم ہے کہ ہم پر ستم نہوا  
 تو آتے تیغ کینچ کے اور مجھ میں دم نہوا  
 کھلانے آنے کا یہاں اوکے مڑے گا مجھ کو

سرور رجب علی بیگ فرزند مرزا اصغر علی لکھنوی از شاگردان

نواز شش حسین خان نواز شش دیوانے دار و فسانہ عجائب از دست **س**

لکھی خوشی کمانکی ہنسی کیسا اختلاط | ہلکو نہ چھپر و تم کہ وہ اب ہم نہیں ہے

**سرور** اعظم الدولہ نواب میر محمد خان خلع نواب ابوالقاسم خان از تلامذہ  
جان بیگ ساجی و از امار دہلی بود دیوانے دار و تذکرہ از و یادگار از ریختہ مرزا  
پیشین و پسین در ان قلمی نموده بسیار سی ہم فکر میکرد در شہادت **س**

دیوانے ہم نہیں ہیں کہ فصل بہار میں | کہنے سے ناصحون کے گریبان رفو کوہین  
غیر لایا اوسے یان بہر شاہ دم نزع | دوستوں سے ہوا وہ جو ہوا دشمن سے

**سکندر** خلیفہ محمد علی مرثیہ گوجابی از تلامذہ محمد شاہ کراچی خود را از شہر شہر  
سفات نداشته از وطن بدہلی و از دہلی بہ حیدر آباد رفت و از حیدر آباد بلکہ عدم  
شتافت استخوانش بہر بلا فرستادند **س**

بہر گندہا چین میں کونسا غور شید روید | کہ شبنم گل کے منہ پر اب تلک پانی چھڑکتی ہے

**سودا** امر زار فیج انچہ حضرت شفیقہ در ترجمہ اش نگاشتہ ہندہ را خیلے خوش آمد  
بنایرین کلمہ چند نقل برداشتم نظر افروز از باب مطالعہ باد و ہونہا بر ہم فقیر غزلش بہ  
از قصیدہ و قصیدہ اش بہ از غزل و اگر کوئی غزلش از اشعار پر کن مخلص است  
و قصیدہ از ان خالی زیادہ ازین چہ توان گفت کہ قدما را مانند فصحا سے متاخرین  
پیرامون خاطر و جاگزین دل نہ این بود کہ ہر شعر دلپذیر آید و ہر بیت خاطر نشین لہذا  
در کلام اینان رقص انجل واقع شدہ چہ در قصیدہ و چہ در غزل مع انہما اولون  
و الموجدون و الاخا طرہ جمیع فنونہا متعذر للمتعذرین و اللہ در  
من قال العلم للمتاخرین پس بنا برین مقدمات برین بزرگان دار و گیر نہار  
سزاوار نیست و طعن و تعرض لایق نہ معہذا در اشعار منتخب ایشان باید نگریست کہ در  
رتبہ عالی و مکانت فحیم جلوہ ظهور گرفته و بدل علی ذلک ما قال شرف الامام

فخر الامثال قدوة المحققین مولانا صدر الدین المتخلص بہ آزر دہ در  
تذکرہ خود کہ با بجاز و اختصار تمام در حال ارباب نظم ریختہ نوشتہ است تحت ترجمہ  
میر تقی المتخلص بہ میر در شرح کلام دسے حیث قال پستش اگرچہ اندک پست  
است اما بلندش بسیار بلند مرزا از اقسام شاعری در شغوی فکر معقول و اندک  
اباجی رکیکہ بسیار گفتہ و بیان شیوہ داشتہ و مضامین دلاویز می یافتہ کلیات  
از دست آورده اند کہ سودا روزی بر آستانہ شیخ علی حزمین رید ستوری  
خواندن شعر یافت و بر خواند

ما و کئی تیرے صید پنہوڑا زمانہ میں      تڑپے ہی مرغ قبلہ نا آشیانہ میں  
شیخ فرمود تڑپے ہے چہ معنی دار گفت اے می تبد شیخ بہ مکرم پر دانت و  
بلک الشعر خطاب فرمود

<p>آدم کا جسم جبکہ عناصر سے مل بنا کوئین تک ملی تھی جس دل کی جھکویت زبان ہے شکر میں قاصر شکستہ بالی کی چھپرست باد بہاری کہیں جو نکمت مگر بہنا کچھ اپنی چشم کا دستور ہو گیا سبا د ہو کوئی ظالم ترا اگر بیان گیر یہ تو نہیں کہتا ہوں کہ سچ مچ کرو نہنا جی تک تو دیکے لون کہ جو ہو کار گر کہیں تو نے سودا کے تین فسل کیا کہتے ہیں بوسہ منکر نہ دیا اسنے سوائے دشنام کیفیت چشم او سکی مجھے یاد ہی سودا</p>	<p>کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا قسمت کہ اک نگہ پر جا او سکو ڈال آیا کہ جسے دل سے مٹایا خلش رہائی کا پھاڑ کر کپڑے ابھی گھر سے نکل جاؤنگا دی تھی خدا نے آنکھ سونا سور ہو گیا مرے لہو کو تو دامن سے دھو ہو ہو ہو جھوٹی ہی تسلی ہو تو جیتا ہی رہو نہیں اے آہ کیا کروں نہیں بختا اثر کہیں یہ اگر سچ ہے تو ظالم اسے کیا کہتے ہیں سو بھی یہ جب نہ ملا کوئی تو مجبوری میں ساغر کو مرے ہاتھ سے لیجو کہ چلا میں</p>
--	--



سودا خدا کے واسطے کر قصہ مختصر  
 پیغامبر نے دیر لگائی تو ہے ولے  
 مت پوچھ یہ کہ رات کئی کیونکہ مجھ بنیر  
 سودا جہانین آکے کوئی کہہ نہ لے گیا  
 عجب بیدار حسرت پر مری صیاد کرتا ہے  
 قاصد کو اپنے ظالم جو کچھ میں درون سجھا  
 ہے قسم جھکو نکلنے سے تو جہاں تک چاہے  
 تصور میں ترے کہیو صبا اول دبا لی ہے  
 گلچ بھیکے ہی غم و نکی طرف بلکہ شر بھی  
 سودا تری فریاد سے آنکھوں میں کئی رات  
 سودا کے جو بالین پڑا وٹھا شور قیامت  
 بدلاترے ستم کا کوئی تجھ سے کیا کرے  
 اتنا لکھا یومرے لوح مزار پر  
 سب کے سوتا ہوں یہ کہدین کہہ کرنا  
 بیخوابی سے مٹا ہر شب ہجر میں سودا  
 دشنام تو دینے کی قسم کہائی ہے لیکن  
 ہے پرستی ہر مری باعث آمرزش خلق  
 ایدل یہ کہ سے بگڑی کہ آتی ہر فوج شک  
 انصاف کو کسو سوئے اپنا بجز خدا  
 سودا کو جرم عشق سے کرتے ہیں آج قتل  
 خواہ کعبہ میں تجھے خواہ میں تبخانہ میں

اپنی تو نیند اوڑ گئی تیرے فسانہ میں  
 دہڑکے ہی دل کہ یہ نہ کہے رات ہو گئی  
 اس گفتگو سے فائدہ پیارے گذر گئی  
 جاتا ہوں ایک میں دل پر آرزو لئے  
 دکھاتا ہے مجھے اوسکو جسے آزاد کرنا ہر  
 جیتا پھرے تو اجرت ورنہ بہ خون بہا ہر  
 جلوہ حسن اوسے حسرت دیدار تجھے  
 گلے لگ لگ میں دیو یارات تصویر نہالی ہے  
 اسے خانہ بر انداز چمن کچھ تو ادھر بھی  
 آئی ہے سحر ہو نیکو ظالم کہن ہر بھی  
 خدا ام دب بولے ابھی آنکھ لگی ہے  
 اپنا ہی تو فریفتہ ہووے خدا کرے  
 یاں تک نہ دیجیات کو کوئی خفا کرے  
 بالین یہ مرے شور قیامت اگر آئے  
 اب کہنے کو افسانہ کوئی نو صحر آئے  
 جب یکتے ہو وہ مجھ کو تو اک جنبش لب ہے  
 تو بہ صد قوم نے کی ہر مری میخواری سے  
 لخت جگر کی نقش کو آگے دہرے ہوئے  
 منصف جو بولتے ہیں سو تجھے ڈرے ہوئے  
 پہچانتا ہے تو یہ گنہگار کون ہے  
 اتنا سمجھوں ہوں مریار کہین ویکہ ہر

جس روز کسی اور پہ بیدار کرو گے یہ یاد رہے ہو کہ بہت یاد کرو گے

سوز محمد میر ولد میر ضیاء الدین نبش تاحضرت قطب عالم گجراتی میر سرد  
بخاری موطن دہلوی مولد بود و خط شفیقہ و نستعلیق خوش حی نگاشت و رموز  
غیر اندازی نیک حی شناخت اشعار بہ طرز مطبوع میخواند در عهد آصف اللہ  
بہ لکنئورفتہ در او اہل بیت خاص میکرد ہر گاہ میر تقی در لکنئو آمد سوز شخاص خوش  
قرار داد ہشتاد سالہ در تلہ از جہان رفت

کعبہ ہی کا اب قصد یہ گمراہ کرے گا جو تم سے بتو ہو گا وہ اللہ کرے گا

بہم اوس سے ہم سے بگڑ گئی تو خفا ہو جھکورو لادیا  
ولے میں بھی کیا ہوں کہ رونے میں یہ بنایا منہ نہ بنایا

کھینچ کر تیرا بیٹھے بس  
لوگ کہتے ہیں مجھے یہ شخص ہے عاشق کبیر  
سوز ہے یا شکار ہے کیا ہے  
عاشقی معلوم لیکن دل تو بے آرام ہے  
سبھوت ہے پوچھتا ہے کہ اسکو مار ڈالو

سوز مولوی عبدالکریم خلف حضرت صہبائی تازی آشنا پارسی آگاہ دیو کا  
گزشتہ

حکیم تھے انتہائے عشق کی مدت سو ہم  
صبار قیصر کہنتی تھی راہ کچھ ورنہ  
میں بڑا بول جو بولا تھا شب و صلیت  
ابھی دین ابھی آنکھوں میں ابھی دامن ہم  
اب کوئی سوز سے نہ بنے کی نکالو صورت  
سوز کو بیگانہ ہی ہو بزم میں رہے تو د  
پاس آئے میں نہ کشتو تھے لگے دیکھیں  
بارے یہ عقدہ ہمیں اگر تر خنجر کھلا  
ستم یہ کیوں مرے شت خبار یہ ہوتا  
سو وہ آگے مرے ہنگام سحر آ ہی گیا  
اشک میں بھی تری شوخی کا اثر آ ہی گیا  
خیر تقصیر ہوئی ابتواد ہر آ ہی گیا  
رفتہ رفتہ یہ بھی ظالم آشنا ہو جائیگا  
لے لیا موت نے گھر ہی تری دیو آ پاس

بوسہ پہاوسن میں کج کجسکانین سرائ	بلتی تری زبان بُت بیداد گر نہیں
جان سینہ میں نظر آنکھوں میں دم ہو ٹوٹا	اک آنے سے ترے کام میں اچھے لاکھوں
آج یان رسوا ہوا کل ان خرابی میں پنا	یون ہی گھٹ گھٹ کر مری توقیر دی گئی

سید میر غالب علیخان مخاطب بسید الشعر اسرگر وہ انشا پر دازان  
دفتر شاہی بود نوشتہ اند تاریخ ایرمانسراے کہ اکرام نام کے از نقیبان حضور  
والا بیرون دروازہ لاہوری ساختہ بود و الحال از و نشانے ماندہ بسیار  
به لطافت و پاکیزگی گفتہ **لله دره** ۵ امشب کہے کن بسراے اکرام پوئیز  
تاریخ وفاتش کہ پایان مرزا امیر خسرو دہلوی دفنش کردہ اند و بر سنگ  
مزار وے کندہ این ست ۵ اکرام بیاسود بیاسے خسرو انتہی اور ست

۵ سبب کیا پوچھتے ہو مجھے میرے زار رونے کا  
کسی کو کچھ مرض ہے جھکو ہے آزار رونے کا  
اے خون شدہ دل تو تو کسی کام نہ آیا  
وہ مرض اور ہے جسکو خفقان کہتے ہیں  
ناصح کی ہند سن کو بیان کان ہی نہیں  
حالت مری اچھی نہیں کیا جائے کیا ہو  
نے غار نہ گلگونہ نہ ہی رنگ حسنا تو  
یہ وہ بیک لگی جو عشق میں کچھ اور ہی ہے  
میں اور ترک عشق یہ اسکان ہی ہیں  
یار و مرے بالین سے نہا و ٹوٹو نہ جلد ہو

## شین معجمہ

شادان مرزا حسین علی دہلوی خلیفہ مرزا زین العابدین رضا  
از تلامذہ مرزا غالب ۵

آئینہ دیکھتے کہتے ہیں یہ منہ پیر کے وہ	کوئی کہنے لے جاتا سدا دہر دل میرا
--	-----------------------------------

غیر و نیہ میں وہ لطف کہ بڑے ہیں ہمیشہ مردہ اسے یاس کہ پھر آئی مصیبت و بے وہ یہ کہتے ہیں جو کرتے ہو دعا بھی کر لو پوچھتے ہیں کہ تمنا تو بتاؤ کیا ہے پھرتی ہے کوئی چیز آنکھوں میں ہماری ناتوانی دیکھنے کو	ہم پر یہ ستم ہے کہ سوا ہونہیں سکتا حسرت ایدل کہ او نہیں معذونہ پہر ایدل ہم مرانگو دکھا دینگے اثر ہونے تک جانتے ہیں کہ نہیں تاب مکمل مجھ کو یہ مرے بخت کا تو خواب نہیں وہ آکر پوچھتے ہیں تم کسان ہو
--	---

**شایق** خواجہ فیض الدین عرف خواجہ حیدر خان پور خواجہ خلیل اللہ  
از سکنائے ڈہاکہ از شاگردان مرزا غالب بیارسی ہم سخن میگفت دیوانے  
مختصر دارد

او سنی نے کیا جھگور سوائے عالم	کہ جسے تجھے عالم آرا بسایا
--------------------------------	----------------------------

**شیر** مرزا غیاث الدین دہلوی خلف مرزا قمر الدین شیدائخلص  
نیرہ شاہ عالم بادشاہ و از تلامذہ ذوق دہلوی ست

شر خدا سے ڈرو کل تھے سجدہ بت میں	اور آج تکویہ دعویٰ ہی پارسائی کا
لاکھ پر وہ میں وہ پوشیدہ رہا پرہمنے	دیکھا جب دلی نگاہوں سے نظر آ رہی گیا

**شرف** میر امام علی ابن میر قادر علی فرخ آبادی

منہ سے بوسہ تو نہ مانگینگے حسین یا مر جاوین	جان جائے تو نہیں غم ہی مگر آن ہے
جیل میں ہو کے ہم آغوش وہ بولے یہ وقت	اب تو فرمائیے کچل اور بھی ارمان ہے

**شیر** مرزا روشن الدولہ خلف مرزا آغا جان متضطر فرزند مرزا  
سلیمان شکوہ نسبت تلمذ با مرزا رحیم الدین حیات داشت در داستان  
طرازی کمالے بہر ساندہ بود

کام تو کچھ بھی نہیں ہر شرمین اپنا مگر	آن بھینگے تری خاطر اگر آنا ہوا
---------------------------------------	--------------------------------

نا توانی کا ہوا کہ اوٹھانے نہ دیا  
ایسا کیا بوجہ بہت طوق گلو گریں تھا  
شعلہ علی رضا خان ولد نواب ذوالفقار خان بزرگان و سہ در سر کا حیدر آباد  
با خطاب نوابی بر مناصب جلیلہ ممتاز بودند ام و زو سہ نیز بر بقیہ آن تمول کہ  
پدر بزرگوار اور ابو دودرا ضلع چھٹڈ واڑہ بفرخت تمام وقاعت مالا کلام ہر جی ہر  
مردے سنجیدہ و خوش صحبت است فکرے بلند و ذہینے ارجمند دار و در فن شعر و شاعری  
معین ندارد ہماں طبعش اوستاد ہست و فکرش رہنماست چون خال حضرت شہیر  
است مدتے ہم مشق و ہم مشورہ ایشان بودہ دیوانے فراہم آورده

است

مانند آسمان ہے سدا سے خمیدگی  
کیون کاٹوں اپنا آپ گل میں نصیب غیر  
وحشت کے استخان کا افسوس رہ گیا  
بیار کس کو آنکے دیکھیں گے وہ خدا  
بر پاکسی سے حشر ہی کوئی نہ ہو سکا  
اے شعلہ بک جو عرض جنوں ہی تھا پسند  
دلین کی جسے جگہ مجھے وہ ڈیر ہا ہی رہا  
اس بحث نا صوابین کیونکر نہ جائے جان  
عدو کو گالیاں دیتے ہیں وہ لیکن بھلا  
رحمت سچی سوچے کو یہ اچھا ہے خیال  
کیا جلد بر آتی ہے کما ندر تمنا  
شب بہ اس وہم نے بٹھا رکھا

پیری سے پیشتر ہی کہی میں جوان تھا  
دنیا میں کیا کوئی مرا قاتل نہیں رہا  
جب قیس تھا تو شعلہ شوریدہ سر نہ تھا  
اچھا تو اونکا سنتے ہی بیمار ہو گیا  
دنیا میں ہم سے پہلے کوئی نو صگر نہ تھا  
جنگل و گر نہ قیس کے بابا کا گھر نہ تھا  
گر رہا تیر ہی سینہ میں تو ٹیڑھا ہو کر  
میں دل کو آزمائوں مجھے آزمائے دل  
ہم اونکے منہ کو تاج کو بیہین و شام بھی ہر  
یعنے تھا بک جو وہم خط تقدیر سو ہے  
کچھ دلین گذرتی ہی ترے تیر سے پہلے  
میرے زانو پہ کوئی سوتا ہے

شکیبا غلام حسین دہلوی از تلامذہ میر تقی و شعر اے پائے تخت

اکبر شاہ بود

نیم بسمل و سنے گر چوڑا شکستیا غم نہیں  
پر یہ غم ہے اعتبار دست قاتل و تھکیا

شمس میر آغا علی لکھنوی از شاگردان قاضی محمد صادق خان اختر  
است

بناوٹ کی نہیں نازک زاجی ان حسینو نہیں  
خدا جب حسن دیتا ہے نزاکت آبی جاتی ہے

شیم میر قدرت علی ابن میر انتظام علی سہسوانی مشق سخن از منشی صبا  
نمودہ گاہے گاہے بانامہ نگار بر میخور و صلاح از ناصیہ اش می تراود

اے جنون تو مجھے لیجا نیگا اباد کر پر  
شہر او نکا نظر آتا ہے بیابان او نکا  
تبی یہ قسمت کی بُرائی کہ تجھے او ظالم  
سارے عالم کے حسینو سے میں اچھا سمجھا  
نامرادی نہ چہی پردہ تصویر میں بھی  
جسنے دیکھا تجھے محروم تمنا سمجھا

شورش غلام احمد نام فرزند محمد اکبر قبائلویس از شاگردان مومن  
خان

نامہ جو بنالائے سیر قاصد تو صنم کا  
ایمان نہ کہو نا کسی مایوس کرم کا  
بیشم عاشق سیر جو دریا کو کوئی در تشبہ  
بس وین رو نیکا ہو جائے بہانا جھکو

شہرت مرزا حاجی نیرہ شاہ عالم بادشاہ از عبد الرحمن خان احسان سب  
این فن نمودہ پس نسبت تلمذ میر محمدون درست کرد پس از حضرت آزر دہ باشتاف  
پرداخت

ہم بڑی چیز سمجھتے تھے پہنچانے میں  
مکلا اک جام کی قیمت بھی نہ ایمان اپنا  
غبارا و تھانہ توے دلسے ورنہ اظالم  
ہماری جان کو اک یہہ بھی آسمان ہوتا  
ہائے جی بہر کے وہ پیدار میسر نہوا  
حشر کا دن شب غم کے بھی برابر نہوا  
یون میٹتے ہو طیسے کسی کو کسی سے کچھ  
مطلب نہیں مراد نہیں مدعا نہیں

بہرہ تو خبر نہیں ہے کہ کیا حال ہو کر آج شہت کا بار بار ہے آتا جگر پہ ہاتھ

**شہید می** منشی کرامت علی خان ولد عبدالرسول خان از باشندگان لکنئو  
 واز شاگردان صحفی و نصیر دہلوی بود از عروض و حساب بہرہ وافر داشت بیشتر در  
 پنجاب و گجرات بسر برد و بہ دہلی نیز رفتہ و بہ ہوپال ہم آمدہ در ۱۲۵۵ھ بہ حجاز  
 رخت کشید بعد ادا سے حج ہنجاہ مدینہ پیش گرفت در اثناء راہ بیمار گشت ہمانا  
 چارم صفر ۱۲۵۶ھ بود کہ بروضہ مبارک نظر انداخت بہ علوی عالم شتافت دیو آ  
 دارد بندہ دیدہ ام

قد ر سب چاہنے والو کی ترے دیکھ چکے  
 عام مین اوکے تو الطاف شہیدی سب پر  
 نئی باتیں نئی گمانیں نئی جاہت نیابید  
 شرم آتی ہو ورنہ ان بتوں کی ضد سے مین  
 دوست نے خاطر دشمن سے کیا جھکوا لاک  
 اسے روز قیامت اہلباس کا ہی تجھے فرض  
 نزع کے وقت شہید یسے جو حشر پوچھی  
 قیامت تک نہ ہو لو نگاہ جان بگی جا کا  
 نا کا محی جا دید کی ہم ماننے منت  
 وہ وقت تو آنے دے بتا دیکے شہیدی

خوار رہتا ہے پیرانا تو پیشمان نیا  
 تجھے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا  
 کیا قیامت ہے نئے شخص پر آماد دل کا  
 جیتے جی اللہ سے اک حور جنت مانگتا  
 موت یہ ہے کہ وہ کم و صلہ نازان ہوگا  
 ہے تجھے بڑی میری خست مار کئی دن  
 کیا ہی حسرت کہا کچھ مجھے مرغوب نہیں  
 مرے زانو پہ زانو بے تکلف رات دہر بیٹھے  
 افسوس شہیدی تری تربت نہیں ملتی  
 بن آئے کسی شخص پہ مر جاتے ہیں کیسے

**شہید میر** حافظ خان محمد خان خلف مولوی غلام محمد خان فرزند غلام حسین خان  
 رامپوری موطن پدر بزرگوارش بعدہ ہائے جلیلہ ممتاز بود و خوش نیز از  
 مدتے درین دیار باعرا از تمام بسر می برد و از سرکار فیض آئنا خطاب فتحالشرع  
 دار و بخدمت میرزا نوشہ اسد اللہ خان غالب مدتی مشق سخن سجا آورده در

پارسی اوستا د قیامت کا راست توجہ اور بریختہ معطوف نیست بلکہ ازان روز  
 کہ یاسے اقامت بے بھوپال افشردہ است گاہے اتفاق ریختہ سرائی نیفتاد اینچنان  
 کہ بریک و وسیت انقصار رفته است و درین نامہ ثبت گشتہ و درین بیتہانیز کہ  
 از افکار دیرینہ اوست در اثنا کلام بمع محر سطور رسیده است دانی کہ  
 برین قدر در وصف وے گفتا کردیم چرا کہ دیم دو سبب دار دیکے آکملہ شیوہ  
 ما انحصار است غیر الکلام ماقبل و دل دیگر آکملہ وے اوستاد منت روشن  
 سخنوری از و آموختہ ام و آنچه یافتہ ام از فیض او یافتہ ام اگر درستائش  
 گفتارش آنچه واقعی ست تحریر کنم از ارباب مطالعہ کمتر بودہ باشند کہ گمان  
 مبالغہ نبرند کہ سخن شناس و ادافہم کیاب است معہذا مجموعہ غرلیات و قضا  
 وے کہ در پارسی زبانست بین کہ گواہ حسن طبیعت اوست ۵

پوچھونہ اہل عشق کو کیا بین کہاں کو ہیں کوئی سیواونکی وحشت دل کا علاج ہو مین نامدار ہجر وعدہ کا مگار وصل بزم جانان مین جو جانا ہوں تو فرما غیر تما بدست سے ہم کا سیاب	اچھے ہیں جس طرح کے ہیں جو ہیں جہا ہیں اک ہم اگر نہیں نہ سہی مدعی سہی وہ کام کر گیا ہے تو مین نام کر گیا ایک یہ بھی مرے ایام کی شامت آئے بار بھی قسمت سے اچھے پڑ رہے
--	---

**شیدا** میر محبوب جان در ایام شباب ازین خاکدان رحلت کرد از  
 تلامذہ مومن خان لود با حضرت شیفۃ فرد مودت میباخت ۵

ناشکر ہم نہیں ہیں ادھر کو نگاہ ہے دریا بہین کہیں کہیں مرگان ہی ترنو وہ دشمنی مین پور کیوں یہ بات بھی نہیں	پر وہ نگاہ جس سے عنایت عیانی نہیں مر جائے کوئی اور کیو خبر نہو کہتے ہیں زہر دیکے الہی آخر نہو
---	---

**شیفتہ** ذاب مصطفیٰ خان بہادر فرزند عظیم الدولہ سرفراز الملک نواب



مرتبہ خان بہادر مظہر جنگ ترجمہ حافظہ اش از تذکرہ شمع انجمن و صبح گلشن  
 دریاب انجمن مناسب انجاست پیشکش نظر ارباب مذاق است حضرت شفیقہ از  
 آوان صبا بشق سخن مصروف بود و عمرے درین شغل بسر برد و در مراتب نظم و نشر  
 ادائے خاص دارد و بہر دوزبان ریختہ و پارسی سحرے کہ می طراز دازن پرس  
 کہ مدتے بروش او حیرت گزارده ام و فیضی کہ صفت او معنوی افتد یافتہ ام  
 سبحان اللہ سخن از کجابه کجا کشید قصہ مختصر کنم وے در ریختہ شفیقہ تخلص  
 میکند و در پارسی حسرتی و از نماندہ حکیم مومن خان کسے بجاہ او بر نخاستہ میرزا  
 نوشہ و حضرت آزرده را با وے مودتے کہ در میان بود نتوان گفت و در الغد  
 کہ پدر بزرگوارم بدہلی رفتند و از حضرت آزرده کتاب علم میکردند با جناب شفیقہ  
 ربطے خاص داشتند تو فی رحمۃ اللہ تعالیٰ فی سنۃ ستہ و ثمانین  
 و مائتین و الف الجریۃ درین نزدیکی مہر و رز لطف گستر نواب مرزا خان جامع  
 بطلب نامہ نگار دیوان ریختہ حضرت شفیقہ روان داشتہ و ممنون لطف ساختہ  
 از جابے چند انتخاب کردہ آمد

اے مرگ آ کہ میری بھی رنجائے آبرو ندیا ہائے مجھے لذت آزار نے جین میری ناکامی سے فلک کو حصول گہرا کے اور غیر کے پہلو سے لگ گئے خوبی بخت کہ پیمان عدو کسے لطف کی باتین ہیں پھر ہائے اوس برق جہان سوز بہ آنا لگا ہر تر اسلسلہ زلف بھی کتنا دل بند	رکھا ہے اوسنے سوگ عدد و کن فلت کا دل ہوا رخ سے خالی بھی تو جی بھر آیا کام ہے یہ اوسی سنگمر کا دیکھا اثر یہ نالہ بے اختیار کا او کو ہنگام قسم یاد آیا کیا کوئی اور ستم یاد آیا سمجھے جو گرمی ہنگامہ جلا نا د لگا پھنسے سچھلے ہی مشکل تھا چٹنا نا د لگا
--	--

کہتا تھا وقت نزع کے ہر اک سے شیفتہ  
 کہتے ہیں بیو فاجحہ میں نے جو یہ کہا  
 ایسے کریم ہم میں کہ دیتے ہیں بے طلب  
 یان عجز بے ریا ہونہ وان نازد لفریب  
 میں جان بلب کسی کی اشارت کی دیر  
 اے جوش شک قرب عد وابتوت اوٹھا  
 طوفان نوح لانے سے اسے چشم فایدہ  
 کچھ اور بیدلی کے سوا آرزو نہیں  
 سحر او نکوارادہ ہے سفر کا  
 جلس لب کے بو سے غیلے او لب سے شیفتہ  
 بزم دنیا میں ہر دو شخص کو لب عیش نصیب  
 اے عد وکلے رنازان ہر سچہ تو آخر  
 اے جان لب پر اکے ٹہرنے سے فایدہ

دینا کسی کو دل تو وفادار دیکھ کر  
 مرتے رنگے تم ہی یہ جیتے ہیں جب تک  
 پھنچا دو یہ پیام اجل جان طلب تک  
 شکر بجا رہا گلہ بے سبب تک  
 دیکھ ہے اوس نگہ کو قضا اور قضا کو ہم  
 بیٹھے ہیں دیکھ بزم میں کس التجا سے ہم  
 دو اشک بھی بہت ہیں اگر کچھ اثر کرین  
 اے دل یہ یاد رکھو کہ ہم میں تو نہیں  
 قیامت آنے میں شب در میان ہے  
 کجخت گالیاں بھی نہیں تیرے واسطے  
 سو تجھی کو رہے جھکو تو یہ غم ہی بس ہے  
 جس سے ہم غوار ہوئے ہیں یہ وہی ہے  
 رہنا ہو تو رہ گئے چلنا ہوا چلے

## صاد مملہ

صابر مرزا قادر بخش خفہ مرزا کرم بخت بہادر بش تاجا ہذا ارشاہ بادشاہ  
 دہلی میر سدا ز تلامذہ عبدالرحمن خان احسان و مولوی صہبائی علیہ الرحمہ بود  
 تذکرہ گلستان سخن بنام او غازیہ شہوت دارد از گلستان سخن انتخاب اشعار  
 کردہ آمد و درین نامہ نگارش یافت ۵

محفل میں میں تو او لب بیگو کے سنو  
 نام شراب لے کے گنگار ہو گیا

ہے نگاہ آشنا کو ہر جگہ جلوہ سے ربط  
ہماری خاک میں اتنی کمان رسانی ہے  
وہ ہی بت قاتل ہو جسکو عمر بھر پوجا گئے  
مزا ہیوں قبر میں ہی اسی خوف سے کہ پائے  
مجھ سے ہی چاہتا ہو وہ ہر بہتر کی داو  
ظالم جفا کشی کی ہوس تو نکال یوں  
مرگ شب وصال کی غولی ہو ورنہ غیر

دیر بھی کعبہ تھا جب میں ناصیب فرسا ہوا  
نہ جانیں دلمیں ترے کس طرح غبار آیا  
ڈر ہی منہ کیا لیکے جاؤں داو و محشر کو کیا  
پوشیدہ زیر خاک کمین آسمان نہو  
سمجھا ہی اپنے ظلم کا اک قدر دان مجھے  
تجسس اسٹم سفار ملیگا کسان مجھے  
رکنا نہ گھر میں تابہ سحر یہاں مجھے

**صادق** میر جعفر علی خان دہلوی از تالیفات اوست بہارستان  
جعفری ۵

شرم سے نام وہ نہیں لیتا  
پھر ہمارا خطاب ہے کوئی  
صبا میر وزیر علی ولد میر بندہ علی لکھنوی از تلامذہ خواجہ آتش بود دیوانہ  
دار در اشعار در گزشت در سخن سخنان لکھنوی غنیمت است ۵

کیا بنایا ہے بتوں نے مجھ کو  
کوچہ عشق کی راہیں کوئی مجھے پوچھے  
نام رکھا ہے سلمان میرا  
خضر کیا جانیں غریب اگلے زمانے والے

**صبا** منو لال لکھنوی از شاگردان مصحفی ۵  
چرخ کو گب یہ سلیقہ تھا ستمگاری میں  
کوئی معشوق ہی اس پردہ زنگار میں  
صبا منشی محمد صابر حسین فرزند منشی احتشام الدین محمد سہوانی از چند ماہ پہلے  
اقامت در بہوپال افتر وہ در پارسی از مولوی نجف علی خان صاحب سفرنگار تاثیر  
نسبت تلمذ دارد و در ریختہ زمانوئے تلمذ پیش مولوی محمد ایوب خان گلشن تخلص  
را پیوری تکرودہ و چند سے بندست برادر بزرگوار خود منشی محمد انوار حسین سلم  
مشق سخن نمودہ سپس بزور طبیعت خدا داد ترقی فن کردہ در معاصران خویش

ممتاز آمد در تارنگ کوئی محسوس و روزگار است هر چند در راپسور از کا ملان این فنون  
موجود بودند لیکن میگویند که بمقابلہ تارنگ کوئی وضعت نگاری و س انگشت  
حیرت بدندان و از مقابلہ پشیان امروز آنچه در ملک اوست غریب چندانست  
که در شاعرہ کلیمش داده اند و پیوند محبت او با نامہ نگار خیلے استحکام دارد  
از منتقمت دوران است از تالیفات اوست ثنوی شوکت خسروی پر د از  
سکندر نامہ در ستایش والی راپسور و لسان العجم در فن لغت و سراپای سخن  
در مصطلحات ۵

اوست غم دوست ٹھیلون تو یہ دہڑاٹھیل  
تم ذرا یاس سے کھدو مگر ماتم میں ہے  
عیش کا ٹٹا سا ٹھٹکنا دل پر غم میں ہے  
گھر کرے دلین مگر دیدہ پر غم میں ہے  
فقیر مست کو لمبائے چلو بھر پیالے میں  
سویدا دل میں بتائی آنکھ میں ہر داغ لالے میں  
اندیشہ نہ دل میں ہو نہ آنکھ میں جیا ہو  
چلتا ہوا نسخہ ہو تو عاشق کی دوا ہو  
ہو خیر تری شرم کی چتون کا بھلا ہو  
کچھ پتے ہیں تری نزاکت کے  
بین نشان مجھ میں ٹوٹی تربت کے  
یہ بھی سن لینکے وقت فرصت کے  
مر چکے ہیں صبا تو مدت کے  
بچ گیا ناک کاں سے قاصد

جگر کو دکھو دونوں کو برابر تول کا ہا ہی  
کوئی ارمان نہ باقی دل پر غم میں ہے  
نر ہے عاشق غم دوست الہی دل شاد  
در دہو جائے محبت تری آنسو ہو جائے  
بھلا ہو خیر کی بہت رہی بھانے والے میں  
ہر اک جا پر نیا ہر نام اونکے خال شکین کا  
اغیار سے خالی ہو شب وصل کی خلوت  
چھلکی کوئی خاک قدم یار کی دیدو  
لمبائے فقیر و فیسے ہی آنکھ ایشہ خوبی  
نا توانی میں لاغری میں مرے  
برہہ دل ہوں شکستہ خاطر ہوں  
چھوڑ کر وعظ میکدے کو چلو  
کون ہے کس کو کستے ہو آج  
کیا خط کا جواب خیر ہوئی

فصلی نو فوجہ خوانو نہیں اصل ہر سو گوار نہیں  
 کونسا وقت ہے تنہائی کا  
 ٹھہریے ہم بھی تو اسے بندہ نواز آتے ہیں  
 ہم وفا سے وہ جفا سے کہیں باز آتے ہیں  
 پیش محال سے یوں ہی بندہ نواز آتے ہیں  
 تیرے کوچہ میں جا رہا باب نیاز آتے ہیں  
 کچ گئی ہے مانی و ہنسزا دین  
 آنکھ کہولی حسناہ صیادین  
 ملگیا شیون مبارک بادین  
 کٹ گئی شب نالہ و فریادین  
 دیکھیں کیا کیا ہیں اثر فریادین  
 ہو گیا تما تمہاری یادین  
 ہے مزہ سبکو تری بیدادین

ہوئے ہیں کشتہ حشر کے دشمن ہر سدا رن  
 لگو آئینہ سے فرصت ہی نہیں  
 دل جو قابو سے چلا نالہ دل کداوٹے  
 اپنی اپنی ہے ادا و تنگ ہے اپنا اپنا  
 ہائے وہ اور کاشب وصل بگو کر گنا  
 شکل در داوٹتے ہیں گر پڑتے ہیں تنہا ہو کر  
 کھینچتے ہی اون کی ابرو کی شبیہ  
 ہم ندیدے کیا کہیں لطف چمن  
 کئے آنے سے یہ شادی مرگ ہے  
 تم نہ آئے تو بھی اک جلسہ رہا  
 کہتے ہیں ضد سے کر گئے اور ظلم  
 دل بھی اب پہلو تہی کرنے لگا  
 رادو خواہی کون محشر میں کرے

**صفا** مرزا سعید الدین کہیں برادر مرزا رحیم الدین حیا وہم شاگرد آؤ

پوچھتے ہیں کہ کمان بستے ہوا اور جانتی ہیں  
 گھوڑین بیٹے ہیں اور اتنا نہیں کہتے منہ سے  
 کہ بجز دشت نمکانا نہیں دیوانوں کا  
 کون ٹکرائے ہے دیوار سے سر دیکھو تو

**صفا** پیر شاہ فرزند رتن شاہ دہلوی رح تلید ذوق دہلوی

مین نے بوسہ طلب کیا تو کسا  
 یہ خرابی ہے منہ لگانے میں

**صفدر** صفدر بیگ خلف حیدر بیگ از سکناے کرناں

بوسہ مانگا تو وہ کہنے لگے صفدر افسوس  
 اب تلک تم مری عادت سے خبردار نہیں

**صفدر** کی میر صادق علی کہیں برادر میر نظام الدین محنتوں کا فرے بیگناہ شر

از ہم گذرانید ع این ماتم سخت است که گویند جوان مرد ۵

نہن معلوم دلیں صفدری کے درو کیا	کہ ہر دم ہاتھ سینہ پیروہ پتیا بانہ رکھتے ہیں
صفدری قد کو کین اوکے کہا تا گل سر	سید ہی اوں شوخ نے کیا کیا نہ سانی بھگ

صغیر میان جان دہلوی از تلامذہ موسیٰ خان ۵

کہتے ہو جان جائے تری اور تمیں ہو جان	ہے ہے خدا خواستہ یہ تنے کیا کسا
ہوا ہو سہو تو پھر خوب یاد کر لیجے	کر رہ بجائے کوئی جو ر امتحان کے لئے

ضابطہ

ضابطہ مہر علی موطنش دہلی ست ۵

حشر میں خاک سے سب لوگ تو بکھے لیکن	قبر عاشق سے جو دیکھا تو دیوان سا کھلا
نام کی تو شرم کر ضابطہ خدا کی واسطے	یہ تر اگر یہ تجھے آخر بہا لیجائے گا

ضاحک میر غلام حسین پسر میر عزیز اللہ دہلوی ۵

کیا دیجئے اصلاح خدائی کو و لیکن	اکافی تھا ترا حسن اگر ماہ نہ ہوتا
---------------------------------	-----------------------------------

ضیا میر ضیاء الدین دہلوی در عظیم آباد پائے اقامت افشردہ در ۹۴ھ احریا

۹۴ھ آنجہانی شد از شرابے نامی ست ۵

نے دل جلا ہوں آہ نہ میں سینہ نغمہ ہوں	میں داغ یاس و حسرت یلوان رفتہ ہوں
---------------------------------------	-----------------------------------

طالب

طالب مرزا سعید الدین خان دہلوی برادر خور دنو اب شہاب الدین خان

شائبہ از تلامذہ میرزا غالب است گویند امر و زشورہ سخن با مولوی الطاف حسین  
حالی میکند

وہ جب کرتے ہیں طالبِ عدہ رہتا ہے بیجا گلا	ہمیشہ آس میں اور یاس میں اور شوق و چرمان
درسے اوسکے اوٹھے اوٹھائے ہوئے	نا تو انی ذرا سنبھال ہیمن

**طرب** مولوی رحیم بخش نواسہ شیخ نور محمد قادری تھانہ سری رح استفادہ  
علمی از مولوی صہبائی نمودہ و اصلاح شعرا از مولوی عبدالکریم سوز گرفتہ

بہت ہی ملتی ہے اسکی طرب سے کچھ صورت	مواپڑا سے ترے در پہ اک جوان کیسا
اور ملتا ہی نہیں مجھ کو ٹھکانا کوئی	پھر پھر اگر ترے دروازہ پہ آجاتا ہوں
کیون کیا ترک ملاقات کو رفتہ رفتہ	یوں ہی کمد و کہ ترے طے سہی عار تجھ

**حضر** احمد حسین دہلوی از شاگردان مرزا قیصر

بڑی ہیں حسرتیں خون گشتہ لاکھوں	مرے مدفن سے اوسکی رہگذر تک
اتنا تو صبر دے ہیمن یا رب کہ بہر وصل	جلدی کریں نہ او سجت دیو پر آشتا ہے ہم
ابکے لمبائے وہ تو کام نہیں	اگلی پچھلی حکایتوں سے ہیمن

**نظم و مجسمہ**

**ظفر** ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ دہلی احوال و اوصاف ان بیان  
ستغنی سے در اکثر خطوط دستی تو انا داشت سخن بر شاہ نصیر دہلوی میگزر را شید  
سپس نسبت تلمذ بخاقانی بہند ذوق درست کرد بعد وفات ذوق خدمت استاد  
بر میرزا غالب متعلق گشت و سے را چہار دیوانست فرصت کجا کہ بانتخاب آہنا پر دازیم  
این بیتے چند دست کہ از تذکرہ چند برداشتیم خدائش بیامرزاد خیلے خوش گفتہ

چھری کو دیکھ دیکھ کرے گلو کی طرف  
پڑانے مردونگی وہ بڑا کھارے ہیں  
کہ ایک تار ہی چھوڑا ہو تو کفن میں لگے

جو دیکھوں بزم میں اوس شوخ جنگجو کی طرف  
ہمارے آگے بڑھ کر لگے دوستار و نکا  
جنوں میں کیا مری پوندیر ہن میں لگے

کبھی تو آؤ ہمارے گھر میں سنو ہماری ہی چار باتیں

عجب سے شکوہ رقیب کا یہاں ہزار منہ میں ہزار باتیں

بربر بڑے پتھر میں یہ شکل سے کہنے جانیگے  
اجل کو آفرین ہر وقت پر پہنچی تو یہ پہنچی  
ظفر ملاتے ہیں جو ہاتھ پاؤں نہیں سے نہیں  
کچھ کہیں یا نہ کہیں آپکی صحبت والے  
پوچھو کیا دیتے ہیں بازار محبت والے  
اے نالو ہاتھ آئے بقیہ اثر تو لو  
پہر نہیں لکھنے کا کہتے تو چمکا لکھ رہا  
اے بتو تم نہ لو دیکھو خدا کا نام لو  
آپ کہتے رہے یوں ہی ہیں کیا کیا منہ سے  
کرے جو اونسے جواب و سوال دشمن سے  
وہ مجھے کہتے ہیں کہ تو کیا ہے

ہم تو بکے دلوں کو جذب دل سے کہنے جانیگے  
نہ پوچھا کوئی اپنے پاس پہنچا جب وقت پہنچا  
ہمیشہ رہتے ہیں اونکی مصاحبت میں ہی  
بھگو کیا کام ہر کون شکایت والے  
قیمت جنس دل اپنی میں کموں کیا تم سے  
لے دو گنا اپنی جان تلک بیکار تمہیں  
اب تو خطر میں نے لکھا تلک ہوئی تجھے خطا  
قتل عالم کو کرتی اور قضا کا نام لو  
نہ دیا بوسہ نہ منہ نہ لگا یا منہ سے  
اوسیکو دوست سمجھتے ہیں وہ جو کچھ نہ کہے  
میں جو کہتا ہوں بیوفا ہے رقیب

سید ظہیر الدین حسین عرف نواب مرزا دہلوی  
خلف میر جلال الدین خوشنویس استاد محمد بہادر شاہ از شاگردان ذوق

دہلوی بود

کیا مجھ سے خاک میں بھی ملایا نہ جائیگا  
اے وہ رفتار قیامت ہی سہی

مانا کہ تم سے دل نہیں ملتا نہیں ملے  
کوے دشمن سے گزرنا کیا تھا



# عین مہملہ

**عارف** میر عارف علی از باشندگان امروہہ و شاگردان مصحفی از عرض و مضامین قافیہ خیلے آگاہ بود آخر الایام در مراد آباد طرح سکونت ریختہ و ترک شعر و شاعری گفتہ بتذات خلق اللہ پیش گرفته ۷

رات ساری مجھے دونوں کی تسلی میں کئی | ہاتھ دہرے اوٹھایا تو جگر پر رکھا

**عارف** نواب زمین العابدین خان خلف نواب غلام حسین مسرور تخلص از جرعہ نوشتان سرچشمہ فیض میرزا غالب بود دیوانے دار در درشتہ اجلش در رسید از گفتار و سہمی تراود کہ دستگاہے بلند درین فن داشتہ ۷

سکھایا ہر او سے چلنا او ٹھاکر جسے دانا کا  
دشوار ہے آناتری آنکھوں میں حیا کا  
چھپرے ناٹتا تو کوئی شکوہ جیسا کرتا  
اب ماننا ہے کون ہر امیری بات کا  
کہا ئیگے کیا نہ اگر زہر میسر ہو گا  
یہ بھی ہے فضل خدا جو مجھے آرام میں  
کیا لطف ہم نے شکھواوٹھائے عتاب میں  
لب جان بخش ترے دیکھئے کیا کہتے ہیں  
دل سے ارمان بھرے نکلے تو کیونکر نکلے  
کوئی جہوت مرے سر پہ بلا آتی ہے  
کہیں آپس میں اگر ذکر و وفا آتا ہے

ہماری خاک سوا سکودرت کب کی تھی یا تر  
شوخی وہ بھری ہر کوزہ جان میں باقی  
سخت شرمائے میں اتنا نہ سمجھتا تھا انہیں  
دیوانگی میں غیر کو دون خاک گالیان  
مفسو نکو تو ہر مرنابھی جدائی میں محال  
استحاثا وہ مرض کامرے کرتے ہیں علاج  
غصہ میں اوں کو کچھ نہ باتن بدن کا پشور  
دیکھ کا ہے ترے بیمار کو عیسیٰ تو جواب  
نہ تو روزن کوئی سینہ میں نہ پہلو میں شکاف  
بیکسی میں مجھے ہوتی ہر غنیمت وہ بھی  
کس تعجب سے او سے خور ہے ہم سنتے ہیں

عرشی میرا محمد حسن برادر کلاں پدر عالی گہرنت در شباب از جهان رفت و  
 کان ذلک فی سلسلہ ام گفتار خویش بر میرزا غالب میگزرا نید در قصیدہ گوید  
 منسوب بہن سبائل زبان میرے سخن ہے ہون زلزلہ با غالب اعجاز رقم کا  
 و بر ہر صنف از اصناف سخن قدرتی داشت و در ہر سہ زبان تازی و پارسی و  
 ریختہ حرف می زد قوت طبع و وجودت ذہن کہ اورا بود کمتر از کسے بر فراز پیدائی  
 آید کلام پاکیزہ اش بیشتر صنائع شد انچہ مایافتہ ایم بنا برضا بطہ بیستے چند  
 ازان ہی آریم

<p>محبے فوشی ہے ترے عشوہ ہائے پیہم کی          شعلہ عشق وہ ہے جس سے زماں بجلجائے          جولان کمانچہ کیجئے گرا مکان نہو          اسے وضع احتیاط یہ فصل بہار ہے          اتنی ہی آرزو ہے ہمیں تجھے لے فلک          حاضر ہوں آج مجمع دیوان عام میں          کیا اک بات میں جامہ سے باہر          خود آرائی پنچوڑینگے یہ کافر          ستارے نہیں کوئی مرے دردنا لگو          سچ جو بیٹے کہا ہو قصور شب کا معاف</p>	<p>رہے نہ کوئی ستم عذر امتحان کے لئے          یوں تو بہتر کے ہی سینہ میں شہر ہوتا ہے          ہمت کسے دکھائیے گرا آسمان نہو          گلابا نگ شوق ز فرمہ خیز فغان نہو          یہہ اونکی اک نہیں ہی نہو و کجواں نہو          پھر کچھ کہ سیکو جو صلا امتحان نہو          شب وصل اوس نے جب مجھ سے حیا کی          خدائی یوں تو برحق ہے خدا کی          قفل نہیں کتنا کبھی مینا مرے آگے          تو ہنسکے بولے کہ چل دو رہو ہو اسو لو</p>
--	--

عرشی منشی عبدالحی خلف منشی رسول بخش از اہالی کا کوری

<p>مجھے یاد آگئی صبح شب وصل          تبسم سے تمہارے بلبلو نہیں</p>	<p>بہت کچھ دہو م تہی روز جزا کی          ہنسی ہونے لگی آخر چمن کی</p>
--	---

عزیز مولوی عبدالعزیز خلف مولوی صہبائی کتب درسیہ تجدید پندر گوار

گزارانیدہ طبع بہوارہ داشتہ ۵

خدا خواستہ کیا بھکواس سے تہا بھکار ساتی جلے ہے بزم مین کسکا جگر کہ آج خرام ناز مبارک بجھے ولے اے برق یاد کرتے ہو مجھے گرجہ بڑی طر سے پر	عزیز کعبہ اگر کوچہ بہستان ہوتا ہر سوروان ہے قافلہ بوسے کباب کا خیال رکھو ہمارے ہی آشیانے کا مین اسی بوجہ سے احسانکے دیباچہ تاباں
--	---

عزیز محمد عبدالعزیز ابن شیخ مخدوم بخش انصاری خیر آبادی نواسہ منشی  
عبدالکریم میرمنشی ریاست بھوپال از شاگردان استاد می انتخار الشعر اشہیرت  
و درپاری نیز سخن میگزارد ۵

بوسہ تم غیر کو دو غیر تمہیں پیار کرے آج ہوتی ہے بیکسی بیکسی	منہ کو بیٹھا مین تکون ہائے ریختہ شری تیرا ہیسا رجبہ مرتا ہے
--	--

عشق شاہ رکن الدین دہلوی عت شاہ گھٹا نبیرہ شاہ فریاد معاصر  
سودا در عظیم آباد سکونت ورزیدہ بوقار بسر بردیوانے دارد ۵

تیر کے نام پر نر پستا ہے	اس طرح کا مین جگر دیکھا
--------------------------	-------------------------

عشق حکیم میر عت اللہ خان خلف حکیم قدرت اللہ خان قاسم از تلامذہ  
نثار اللہ خان فراق و از پدر خود نیز مستفید بود دیوانے دارد ۵

تم غیر کے گہر بیٹھ کے دل شاد کرو گے	ہم کون بین صاحب بہن کیوں یاد کرو گے
-------------------------------------	-------------------------------------

عشق شیخ غلام محی الدین از سکنا میرٹھ مبتلا ہم تخلص میکرد دیوانے دارد ۵  
کے ہے سن کے وہ یوں مبتلا کے قصہ کو کہ خواب ناز کوتا زہ یہہ اک فسانہ ہوا

غین معجبہ

**غالب** فخر عرفی و غیرت طالب میرزا نوشته اسد اللہ خان المخاطب بنح الدوله  
 دیر الملک نظام جنگ بہادرانرا سیابی دودمان اکبر آبادی مولد دہلوی سکن  
 لفظ غریب تاریخ ولادت اوست وفاتش در ۱۲۸۵ھ واقع شدہ از تالیفات اوست  
 پنج آہنگ دستنویس و مہر نیروز و قاطع برمان در پارسی زبان دیوانے دارد  
 مجموع ابیاتش دہ ہزار و چار صد و ست و چہار است در ادائل بروش میرزا  
 بیدل حرف میزد آخر الامر اندازے دیگر مطبوع ابداع نمودہ و دیوانے کہ در  
 ریختہ است فراوان ابیات از ان ساقط کردہ قدر قلیلے انتخاب زدہ است اولاً  
 اسد تخلص میکرد چنانچہ در بعضے مقاطع غزلیات ہنوز موجود است مدت مشق  
 وے پنجاہ سال است در پارسی پایہ اش از فحول اساتذہ کم نیست و در ریختہ  
 ہم مرتبہ اش بیار اگر کسے است اگر حدیقہ نظم را نو بہار است در عرصہ نشر نیز مہر و کار است  
 قدرتی کہ بر جمیع اصناف سخن اوراست نتوان گفت نہ می بینی کہ توجہ بعضے سخنوران  
 ہمہ بغزل معطوفست و جز بغزل نغمہ دیگر نمی توانستند سرودن و راس المال  
 برنہ ہمہ قصیدہ است و جز قصیدہ ترانہ دیگر از ایشان نتوان شنودن و  
 علی ہذا القیاس غالب سخنوریست کہ اگر زمین غزل است یا سمان بردہ اوست  
 و اگر عرصہ مثنوی ست یا ثمال کردہ او چکامہ اش بقصیدہ عرفی ہم پایہ است  
 و چامہ اش چون غزل نظیری گرانمایہ و شگرت ترانکہ وے بہر وادی کہ قدم  
 میکشد و بسرت تمام می پیود و با اینمہ فروغ مضامین و چستی ترکیب و شوکت  
 الفاظ و رنگینی معنی و متانت بیان و شستگی زبان کہ از شعر اکثر کسے را بالقوہ میر  
 بود بالفعل نصیب او بود انچہ بہ نسبت دیگران مبالغہ اش نماند در پنجافصل شعر  
 خوانند انصاف بالاسے طاعتت اگر بہ پیشینیان ہمش نگویم کہ الفضل  
 للمتقل صین دیوانہ نیم کہ بہ ترش از ایشان پنداریم و بالکمال سخنوری

کمال سخن فہمی داشت و چنانکہ می شاید لطف شعری برداشت حضرت شیفتہ می نگار و دوسے  
مضامین شعری را کما بود حقہ می فہم و جمیع نکات و لطائف بی مبر و و این فضیلتے ست کہ مخصوص  
بعض اہل سخن ست اگر طبع سخن شناس داری باین محکمہ برسی چہ خوش فکر اگر چہ کیا ست  
اما خوش فہم کیا ست خوش حال شخصے کہ از ہر دو شربے یافتہ و خطے ربودہ انتہ بنابر مضابطہ شعری  
چند ثبت میشود ورنہ دلوانش بہ نقطہ انتخاب است ۷

<p>کشتہ سحرار رسوم و قیود ہوتا دل بھی اگر گیا تو وہی دل کا دروہتا وہ سنگمرہے مرنے پہ بھی راضی ہوا درو دیوار سے ٹپکے بے بیابان ہونا ہائے اوس زردیشمان کا پیشان ہونا صاحب کو دل ندینے پہ کتنا غور ہوتا مجھے داغ نہیں خندہ ہاے بھجا کا اب تلک تو یہ توقع ہو کہ وہاں ہو جائیگا غیر نے کی آہ لیکن وہ خفا مجھ پر ہوا درشت کو دیکھ کے گسہ یاد آیا عقل کہتی ہے کہ وہ بے مہر کا آشنا ہمیشہ روتے ہیں ہم دیکھ کر درو دیوار کہ مشق ناز کر خونِ دو عالم میری گردن پر دیتے ہیں بادہ ظرفِ قحج خوار دیکھ کر بیٹھنا اوسکا وہ اگر تری دیوار کے پاس رکھ لیجو میرے دعویٰ دار سنگی کی شرم</p>	<p>تیشہ بغیر مرنے سکا کو بہن اسد باقی ہر شکش کوئی اندوہ و درد کی یہ نچ پاتا تھا کہ اندوہ و فاسے چوٹوں گر یہ چاہے ہر خرابی مرے کاشانہ کی کی مرے قتل کے بعد اوس نے جفا سے توبہ آئینہ دیکھ اپنا سامنہ لیکے رہ گئے خیم فراق میں تکلیف سیر گلست دو واسے گر میرا ترانہ انصاف محشر میں نہو اعتبار عشق کی خانہ خرابی دیکھنا کوئی ویرانی سی ویرانی ہے ریشک کتا ہے کہ اوسکا غیر سے اخلاص حیف نظر میں کنگھے ہون تیرے گھر کی آبادی اسے بے عمل ہو کس انداز کا قاتل سے کتنا اتنا گر نی تھی ہم پہ برق تجسلی نہ طور پر مگر کیا پوڑ کے سر غالب وحشی ہر ہے وہ حلقہ ہاے زلف کین میں ہیں اینچدا</p>
--	---

لوں و ام بخت خفته سی اک خواب خوش دلے  
 مانع دشت نوروی کوئی تدبیر نہیں  
 ترے سر و قامت سے اک قدر آدم  
 کہتے ہیں جیتے ہیں اسید پہ لوگ  
 میں نے کہا کہ بزم ناز چاہئے غیر سے تہی  
 قیامت ہو کر سن لیلی کا دشت قیس میں آنا  
 اہل تدبیر کی واما ندگیان  
 تم وہ نازک کہ خموشی کو نغان کہتے ہو  
 عاشق ہو کے ہیں آپ ہی اک اور شخص  
 بے سے غرض نشاط ہے کس و سیاہ کو  
 رہے او شمع سی آزر وہ ہم چند تکلف سے  
 مرے دلمین پر غالب شوق وصل و شکوہ ہجران  
 غمیر کو یارب وہ کیونکر منع گستاخی کرے  
 نقش کو اسکے مصور پر بھی کیا کیا ناز ہیز  
 غم دنیا سے گر بائی ہی فرصت سر و ثمانیکی  
 اوک رہا ہر دور و دوار سے سبزہ غالب  
 بس ہجوم نا امید کی خاک میں بلجائیگی  
 نظارہ نے ہی کام کیا وان نقاب کا  
 پھر اوسے بیو فاپہ مرتے ہیں  
 نے مر دہ وصال نہ نظارہ جمال  
 دے جھکو شکایت کی اجازت کہ شکر

غالب یہ خون ہر کہ کہاں سے ادا کروں  
 ایک چکر ہے مرے پاؤں میں زنجیر نہیں  
 قیامت کے نقض کو کم دیکھتے ہیں  
 ہمسکو جینے کی بھی امید نہیں  
 سکے ستم ظریف نے جھکو اوٹا دیا کیوں  
 تعجب سے وہ بولایوں ہی ہوتا ہزارے میں  
 آبلوں پر ہی حنا باندھتے ہیں  
 ہم وہ عاجز کہ تغافل بھی ستم ہے ہمسکو  
 آخر ستم کی کچھ تو مکافات چاہئے  
 اک گو نہ بخود دی مجھے دذرات چاہئے  
 تکلف بر طرف تھا ایک انداز جنوں وہ بھی  
 خدا وہ دن کرے جو اس گن یہ بھی کوئی بھی  
 گر حیا بھی و سکوائی ہر تو شر ما جائے ہے  
 کھینچتا ہے جس قدر او تنہا ہی کھینچتا ہے ہر  
 فلک کا دیکھنا قریب اسکے یاد آنے کی  
 ہم بیابان میں ہیں اور گھر میں بہار آتی ہے  
 یہ جو اک لذت ہماری سعی لا حاصل میں ہے  
 مستی سے ہر نگہ توے رخ پر کبہ گئی  
 پھر وہی زندگی ہماری ہے  
 مدت ہوئی کہ آشتی چشم و گوش ہے  
 کچھ جھکو مزا بھی مرے آزار میں آئے

<p>اچھا ہے سدا گشت خدائی کا تصور  نصحر مرنے پہ ہو جسکی امید  وحدہ آئینکا وفا کیجئے یہ کیا انداز ہے  کبھی نیکی ہی اوسکے جی میں گرا جائے مجھے  گرچہ ہر کس کس برائی سے ولے باہنہ  میں بلاتا تو ہوں اوسکو مگر اے خدائے دل</p>	<p>دل میں نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کی  نا امید سی اوسکی دیکھا چاہیے  تمنے کیوں سوچی ہر میرے گھر کی درباری بجے  جفا میں کر کے اپنی یاد شرابا لے ہر مجھے  ذکر میرا مجھ سے بہتر ذکر اوس محل میں ہے  اوس پہ بن جائے کچھ ایسی کہ بن آئے بنے</p>
---	---

**غضنفر** غضنفر علی خان میرہ غلام حسین خان کردورہ لکنوی از شاگردان جرات  
است حضرت شیفۃ می فرماید کہ ارباب تذکرہ نوشتہ اند کہ از بہہ شاگردانش ممتاز است  
و فقیر شعر سے ندیدم کہ نظر بران این معنی باید پذیرفت الاییت اول بسیار شاہ باندا از  
اوستاد اوست و ہو ہذا

<p>کہتا تھا اس مرے کون وہ سنا سنا  کچھ دیکھی جو کل تصور مجنون</p>	<p>کردے کوئی معان کسی کا کسا سنا  تو گو یا بیٹھے ہیں بس ہو ہو ہم</p>
---	--

**عالمگیر** میر عبد اللہ پسر میر حسین تمکین از شاہجہان آباد درخت برست و نزد  
پدر خویش براہ پور رفت و آنجا قالب تہی کرد از نو جوانان بود

<p>آتے ذرا نہ اور تو مر ہی چکے تھے ہم  کمی کوین مگر و دل تو کیا کروں یارب  اب آیون ہی میرے سینہ سے لگجا  چاہئے تھا کوئی مرنے کا بہانا دل کو</p>	<p>تم نے تو کم دیا کہ ہمیں کچھ خبر نہیں  کچھ اور دے مجھے ترکانِ خوشنائے لئے  گرہ و ابو جسکی بند قبا کی  تم چلے روٹھ کے اب دیکھئے کیا ہوتا ہے</p>
---	--

الفاء

## فاخر مرزا جینکا قوم نفل از باشندگان دہلی ۷

لب ہی تنگ آ کے پھر گیا نالہ  
نہاد لہین بوسہ سوتے مین لہجے پر کیا کہین  
ور نہ کیا جانے کیا سے کیا ہوتا  
سو کے نصیب یہ کہ وہ بیدار ہو گیا

فاخر منشی محمد فاخر حسین خلف منشی محمد احتشام الدین سہوانی در او اکل اصلاح  
از زمین برادر خود منشی انوار حسین تسلیم میگرفت اکنون از منشی غیر اتفاق می افتد  
تانون شریعت محمدی اور است شنیدہ شد کہ دو دیوان ریختہ دارد و دیوان ثانی  
در یک تافہ و ردیف است قریب یکزار غزل در ان بودہ باشد ۷

تشرط بوسون کی وہ اگر جیتے  
آئینہ کتا ہے فاخر دیکھ کر میری طرف  
میں تور وٹھا ہوا بیٹھا ہوں مناتا ہوا وہ شوخ  
فاخر اس میں بھی لبی مار نہیں  
کیونکر آجائے ترا انداز میرانی مجھے  
شکل ایسی کوئی تصویر میں ہزار ہے

فدا مرزا بلند بخت و بلوی خلف شہزادہ مکرم بخت بہادر از شاگردان مولوی صہبائی ۷  
چتر میں پریش مری پہلے ہوا رب نہ مین  
جب تلک چپکار ہو گلا جی مرا گہرائے گا

فدا حسین خان خلف ضیاء الدین حسین خان عرف آغا مرزا قوم نفل  
از سکناہ لکنؤ اولاً در سلک تلامذہ میر معنوں نظم بود عاقبت زانوسے ادب پیش  
مصطفیٰ تکراد از دست ۷

بنین کہتا وہ قسم غیر کے گہر جانیکی  
سچ جو پوچھو تو یہی بات ہے مرجانیکی

سراق حکیم ثناء اللہ خان برادر زادہ ہدایت اللہ خان ہدایت  
از ارا و تمند ان خواجہ میر درد بود قدس سرہ و نیز نسبت تلمذ با ایشان داشت  
دیوانے گذشتہ از پختہ گویان بود ۷

چمن کی سیر کو آجاتے ہیں کہو گلچین  
یہ غم ہے ساغر و مینا مجھے کہ میرے بعد  
دلیغ کو بیان آشیان بنانے کا  
ذرا بھی نکونین کوئی منہ لگانے کا



دامن تلک گیا تا کہین اوسکے دست ہوں	اللہ سے ناز کی وہین چوٹی مشک لگی
تم گالیان جو دو تو میں چکی ہی کیا ملوں	پیارے کیسا ہاتھ کسی کی زبان چلی
<b>فروغ</b> محمد عمر سلطان دہلوی خلیفہ مرزا صابر اور راست ۷	
دل تو ہم دیگے اوس سنگ کو	وہ بھی سمجھے اسے اگر اپنا
برنج دینے لگی دنا دل کو	اپنا انداز تو سکھا دل کو
<b>فصیح</b> مرزا جعفر علی مرثیہ گو خلیفہ مرزا ہادی لکھنوی از تلامذہ شیخ ناسخ ۷	
محمد بن اک عیب بڑا ہے کہ فدا در یونین	تم میں دو وصف ہیں بد خو ہی ہو سوز ہی
<b>فغان</b> اشرف علی خان مجاہد طبع کوکل تاش خان کوکل احمد شاہ بلو شاہ امین مرزا علی خان از باشندگان خطیم آباد شاگردان علی فغان ندیم بود دیوانے دار در ۳۹	
جامہ گزاشت ۷	
قاصد جو نا امید پھر اکو سے یار سے	خفت ہوئی مجھے دل امید وار سے
ذکر کہ یوں غیر کا کرتے ہو فغان کے آگے	انہیں یا توں سے یہ کجخت خفا ہوتا ہے
دلیں اوس شوخ کے ہو یاں فاسو معلوم	کنے سننے کے لئے بات بنا رکھی ہے
<b>فیض</b> میر فیض علی پسر میر تقی در سرکار وزیر الممالک با پدرش بسری برد اور است ۷	
بک کھا موٹے تھے جنکے لئے جسم زار پر	دو پھول بھی نہ لاسے کبھی وہ مزار پر
<b>فیض</b> مولوی فیض احسن سہارنپوری حافظ کلام اللہ حاجی بیت اللہ جامع معقول و منقول حاوی فروغ و اصول در نظم عربی ید بیضا دار دو ہمایہ اودرین فن کسے نیست و احیانا در پارسی و رخیتم ہم فکرینما ید و بحر طراز ہما بکار می برد و از تصانیف اوست شواہد فیضیہ و وی و شواہد خمسہ و تذکرہ صحابہ صف و حاشیہ بر مشکوٰۃ و جلالین و حماسہ و کتابے در انساب و ایام عرب و تحفہ مصدیقیہ و از غنویات معروفہ اوست	

۴۲  
 کتب  
 جامع  
 فیض  
 احسن  
 سہارنپوری

روضہ فیض چشمہ فیض درین نزدیکی رحب طلب نامہ گرد آوریتے چند کہ لطف داشت  
نگاشته می آید کلامش لطیفیکہ دارد توان گفت ۷

غنیمت ہے کہ بعد از مرگ عاشق انکالتے ہو	بڑا تھا یا بھلا تھا خیر جیسا تھا وہ اپنا تھا
گو وہ ستے نہیں پر ہم تو کسی حلیہ سے	ایک دو بات محبت کی سنا جاتے ہیں
مرنے کے بعد فکر قیامت محسوس ہا	سوئے سہی مگر نہ ملی داد خواب کی
پہلے ہی مدتوں سے منتی قدر و منزلت	پر شب کی منتوں نے ڈوب دی رہی تھی
نہے اپنی زندگی سے میان فیض سخت تنگ	آخر یہ سن لیا کہ وہ کچھ کہا کہ مر گئے

## القاف

قابل مرزا علی بخش از دودہ تیمور قلامذہ شیخ ابراہیم ذوق بود ۷

کیا جو قتل مجھ تو نے آج خوب کیا	کہ میں غدا ب سے چوٹا مجھے خواب ہوا
احوال گریہ سنکے مریار نے کسا	اے لو ابھی سے عشق میں اس نے تورو دیا

قاسم سید قاسم علی خان نواسہ عطا حسین خان تحسین صاحب نواز  
مرصع کہ مخاطب بر صغیر رقم بودہ از باشت مدگان لکھنؤست در موسیقی دست نگاہ ہے  
داشت ۷

جو مان ہوئی تو حسین گے نہیں تو جا لگی	ہماری زریست و مرگ آپ کی زبان میں ہے
---------------------------------------	-------------------------------------

قاسم حکیم میر قدرت اللہ خان دہلوی تلمیذ ہدایت اللہ خان ہدایت  
از مریدان حضرت مولانا غفر الدین بود قدس سرہ در ۱۳۴۷ھ وفات یافت دیوانہ  
طارد و تذکرہ کہ در ان کلام ارباب ریختہ فراہم آورده ۷

قاسم کے ساتھ یادہ خوری تھی تاشم	اور نام سے ہے اس کے تجا بل علی اصباح
---------------------------------	--------------------------------------

دشنام دے مناتے ہو روٹے کو آن بین تفصیل سے کہہ قاسم حال دل دیوانہ کہا مان قاسم نہ روک آنسو ٹمکو	کیا جانے کیا فسون ہے تمہاری زبانیں ہم سے نہ چپا ظالم ہم یار ہیں یاروں کے یہ لڑکے ہیں ناحق گلو گیر ہوں گے
--	--

**قائم** شیخ قیام الدین ازباشندگان چاندپور متعلق سنبھل مراد آباد وارشد شاگرد  
سودا و تملیذ میر درد ہم اور انوشہ اند در شاہ داعی اجل را لبیک اجابت گفت  
دیوانے دار دو تذکرہ شعرا رنجیت ہم اور است حضرت شفیقہ میسر ماہد انجی بعض نشان  
مخن بکانت سوداچی شمارندش حریف در دیوانگی شان از جنون ست از بہر اندوزان  
دانش نیاید پستی زمین را بافر از فلک کیے دانستن وارباب بصیرت چشم از  
حق نتوانند بست چگونہ ذرہ را آفتاب می توان گفتن بہر حال قائم در سخن دستگیر  
دلپند دار دو گویا سودا مباحث احاطہ بر صناعت سخن اورا میسر است لایستاد در  
قطعات و رباعیات مضامینے کہ دلالت بر شوخی فکرش کند از طبعش تراویدہ  
انتہی از گفتار پاکیزہ اوست

قسمت کو دیکھ ڈوٹی ہے جا کر کسان کند غیر سے ملنا تھا لاشکے گو ہم چپ ہے تاناہ فلک نالہ تو پہونچا تھا رات کو چہ گردی دل محنون نے مری کی ایجاد معاملہ ہی یہہ دل کا اسے کہے گا وہ کیا ہر دم آنے سے میں بھی ہوں نادم ظالم تو میری سادہ دلی پر تورحم کر سننے کا یار یہہ بھی کوئی طور ہے کہ آج گر زیت ہے تہہ تلک تو پھر کیا	دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا پر سنا ہو گا کہ ٹمکو اک جہان نے کیا کہا میں ہی کچھ اشد کا ڈر کر گیا مبتدل جانکے ڈھب باد یہ پیمانی کا پیامبر کے بہین ساتھ آپ جانا تھا کیا کروں پیر ما نہیں جاتا روٹھا تھا آپ ہی تجھے میں اور آپ ہی گیا قائم نے تیرے ہاتھ سے گہلے رو دیا صدقے ترے مری جانے لگے ہم
---	--

<p>دو جهان بھی ملین تو بس ہے ہمیں          مے کی تو بکو تو مدت ہوئی قائم لیکن          قائم اور تجھ سے طلب بوسیکی کیونکر کیئے          اتنا تو ہون فیل چو پوچھے ہے یہ کوئی          سنگ کو آب کرین پل میں ہماری باتیں          بان وہ تو آدمی ہیں کہ منے تمہیں ہر ربط          قائم کو اپنی بزم سے جانے نہ سکے یار          خدا نہ کر وہ اسے غیر سے تو کیا سرو کا          سفت تک دن ہوئیں دل تو ہی کوئی لیتا نہیں          گو ہم سے تم ملے نہ تو ہم ہی نہ مر گئے          روکے پوچھا جو میسر ہو ترا کیونکہ وصل          بتونکی دید کو جاتا ہوں دیر میں قائم          آخر تو جرم عشق سے کرتے ہیں جھکو تل</p>	<p>یاں کچھ اتنی تو احتیاج نہیں          بے طالب اب بھی جو لجاوے تو انکا نہیں          یوں وہ نادان ہو کہ اتنا تو بد اسوز نہیں          تو چاہتا ہے اسکو تو کہتا ہو نہیں          لیکن افسوس یہی ہے کہ کہاں سننے ہو          کیا شکوہ تم سے روئے اپنے نصیب کے          ہے کیا بڑا جو نفرت میں اک شعر خوان رکا          تھی ایک بات ہمارے ہی یہ جھلانے کی          بان مگر اتنے ہی کچھ یہ جنس سستی کیجے          کہنے کو رہ گیا یہ سخن دن گذر گئے          ہنس کے کہنے لگا طالع کی بد و گاری سے          مجھے کچھ اور ارادہ نہیں خدا نکو سے          یکبار اس کے بھی تو کرین رو برو مجھ</p>
--	---

**قدرت** شاہ قدرت اللہ برادر عمر او میر شمس الدین فقیر از باشندگان  
 دہلی در مرشد آباد سکونت ورزیدہ از شاگردان میرزا مظہر جعفر علی حسرت  
 بود در شہداء درگزشت دیوانے گذشتہ از مشاہیر شعر بود

<p>سینہ اسکا ہر دل اسکا ہر جگر اسکا ہر          قسمت نواب شمس الدولہ غلف نواب بارگاہ تلخان دہلوی مقیم لکھنؤ از شاگردان          جعفر علی حسرت بود در سرکار مرزا جہاندار شاہ اقتدارے داشت</p>	<p>تیر بیدا و جد ہر و کرے گہرا و سکا ہے          دیتا ہے جھکو دیر سے پیار دعا کوئی          میرے تو ساتھ وعدہ شام و سحر ہے</p>
--	--

<p>امید وار بوسہ لب ہے کڑا کوئی          پھر جھکو کیا جو غیر کے تم جا کے گھر ہے</p>	<p>دیتا ہے جھکو دیر سے پیار دعا کوئی          میرے تو ساتھ وعدہ شام و سحر ہے</p>
---	--

**قلق** امجد علی ولد محمد علی درگستان بخن نام پورش اسد علی نگاشته و ہندو علم  
از با ستمگان لکھنؤ بود و از شاگردان نجر الملک نواب میر منو بقیاب دیوانے دارد

ہجوم آپکے در پر ہے داد خواہوں کا	ستم تو دیکھیے ان شرکین نگاہوں کا
سنگ در جانان سے سر پہ ٹپک آنا	دو چار گھڑی دن کو دو چار گھڑی شب کو

**قلندر** شاہ قلندر از شاگردان میرزا مظہر حنڈیہ خود ترک گفتہ در سلک  
اہل اسلام منتظم گشتہ

تھیستے ہی تھیگا اشک ناصح	رونا ہے یہ کچھ منسی نہیں ہے
--------------------------	-----------------------------

**قمر** مرزا قمر الدین عرف مرزا حاجی مخاطب بافتخار الدولہ نایب غازی الدین حیدر  
بہادر بادشاہ لکھنؤ فرزند نشی مرزا جعفر لکھنوی درگشن پنجار مہین پور مرزا تقی  
ہوس نوشتہ بہر حال از تلامذہ مرزا قتیل بود دیوانے دارد

صلح کرتے ہوئے آخر وہ بھنگ آبی گیا	عشق کا نام بڑا ہے اسے ننگ ہی گیا
-----------------------------------	----------------------------------

**قمر** قمر الدین خان اکبر آبادی از طایفہ ریوسف زئی بود کہ شعبہ است از قوم  
افغان

کسی کے عشق سے پابند صد بخت و تب ہیں ہم	ہزاروں آفتیں ہیں ایک ہم ہیں کچھ مجب ہیں ہم
--	--

**قتاحت** مرزا غلام نصیر الدین خلع مرزا ولی الدین نصیر شاہ عالم بادشاہ  
از تلامذہ عبدالرحمن خان احسان و مرزا صابر دیوانے دارد

اوسکے یہ کہنے کے میں صدمہ کہ گھبرا کر کسا	سانس اولیٰ ہائے کیوں یہ نوجوان لینے لگا
ضعف اپنیان تلک پھونچا کہ ہم	آہیں سکتے تمہارے دھیان میں
بھدین اور تہ میں ہوساؤ تعلق کاربط	ایک مرزدہ ہے یہ کتابی کہ منظر نہیں
بظاہر آپ تو آئے ہیں صلح کو لیکن	اسے کہ تیغ بھی زیب کرے کیا کہیے
تا غمزہ خونخوار کا پاک اوس سے ہو دامن	شوخی سے لیا نام قضا کا مرے آگے

لے بتوجہ چاہو سو کرلو ستم شوق کو کثرت نظارہ سے شکستہ آتا ہو پڑ پڑ کے پاؤں جھکو بٹھاتے ہیں غاشت	ہو رہے گی کچھ خدا کے سامنے خستہ پہلے میسر ہو وہ دیدار مجھے پھر ایسے قدر دان ملینگے کسان مجھے
--	--

**قیصر** مرزا احمد علی بیگ عرف مارا بیگ خلف مرزا مراد علی بیگ درگلشن پنجاب  
امداد علی بیگ نام پدرش آورده ہمانا مشہدی اصل لکھنوی مولد ست سخن را  
بر سرت عرض می نمود ۷

پھر تا ہوں ہر کسی سے مین القاب چھتا آئینہ دیکھ دیکھ کے کتا تا کل وہ شوخ	خط کے ترے جواب نے رسوا کیا مجھے اس عالم شباب نے رسوا کیا مجھے
--	--

**قیصر** مرزا خدا بخش نواسہ شاہ عالم بادشاہ نسبت تلمذ بہ مومن خان داشت ۷

مومن غیر سے عشق اپنا اوسے یاد آیا تو لطف کرے یا نکرے خوش ہو کر ناخوش	کیا نئی طرح سے ہم دلیں گزرتے ہیں اس بات پہ مڑتا ہوں کہ عاشق ہوں تیرا مین
---	---

## کاف تازی

**کامل** مرزا ناصر الدین المعروف بہ محمد مرزا بنیرہ مالگیر ثانی از برادر عم زاد خود مرزا  
حسین الدین حیا با استفادہ برداختہ ۷

کامل آشفتم سر کو دیکھ کر کہنے لگے رہ گئے تھے اکید ہی عاشق مری تقدیر کے
---

کرم شیخ غلام ضامن از اہالی کوتاہ بود یکچند بہ شاہ جہان آباد بسر بردہ و مدتہ در  
حیدر آباد گزرا نیندہ در بہو پال وفات یافت از تلامذہ مومن خان بود بہر دوزبان نختہ  
و پارسی فکر میکرد و قوت نظمیہ بسیار داشت ۷

تیر ناخوردہ ہمار شک سے کیا کیا ٹپا استخوانون مین مے دیکھ کے پیکان تیرا
---

فرادوقیس عشق میں سرگرم لاف تھے کیا ہی برہم ہوئی زلف اوس نے جو پوچھا مجھے سہو گئے جو طاق و تاب و توان تلک چین چین ہے موج ترشہ نگاہ میں اے طفل اشک دیکھ کے برباد کیجئے اوسکو شہرت کی تسابیحے رسوائی کی	خاموش ہو گئے جو مرانام آگیا اے کرم کس نے کیا حال پریشان تیرا لیکن یہ پوچھتے ہیں تجھی سے کہاں تلک ڈرتے مجھے فریب کا تیرے پہلے تلک ہر پارہ جگر ورق انتخاب ہے ہر کوئی آرزو سے نشوونما کرتا ہے
---	---

**کلیہ** میر محمد حسین دہلوی نے میر تقی ہم دربار سی سخن میگفت وہم درخت  
فکر میکرد سخنوران اوستاد سلسلہ داشتہ اند دیوان و غنوی باز و یادگارست  
وے فصوص الحکم را برختہ آورده

آتی ہے دل پہ قفل دینا سے اٹکت ہو چکا حشر گئی دونوں کو خلع رکھوں میں آنکھوں میں کیونکر تجھے کہ ہر بہات غور حسن کیا ممکن اگر فریاد کو پونچے	وہ دن گئے کلیم کہ ہمیشہ سنگ تھا رہ گیا میں ترے کوچہ میں گرفتار ہونہ پھر آیا گھر کہ جو خانہ خراب ٹپکتے ہے غرض تم سن چکے احوال میرم داد کو پونچے
--	---

**کلیہ** المعروف بہ نور الحسن بن امیر الملک والا جاہ نواب سید محمد صدیق حسن  
خان بہادر کان اللہ لہما بکدام روسے خود را در ضمن سچتہ فکران لغز سنج شمارم کہ انجہ  
از رطب و یابس می نگارم از اتفاقات است و آن ہم بیشتر بہ سلسلہ جنبانی اجاست  
ورنہ بہ شعر و شاعری سرے ندارم و نفیسے کہ بیاد کے گزرد و مفتنم می انگارم آرسیم بیشتر  
ازین عمدہ کمابیش دو سال مشق سخن کردہ ام و شب و روز مصروف این کار بودہ منجا  
کہ ازین فن دارم از انجامست و ذریعہ این کتاب درین عالم اسباب ہمت حضرت  
شمیر بود سلمہ اللہ تعالیٰ این بیتے چند از افکار خویش ثبت می نماید

کیا لے گئیں لگا کے وہ عالم فریبان	گنتا بہن بھی دل کے لگانے سے عار تھا
-----------------------------------	-------------------------------------

دل تورندون کے صاف ہوتے ہیں  
 اسے جوش عیش جی نہیں لگتا کیطرح  
 دونوں جہانے ہے دل خوشی کنارہ گیر  
 جو درخور قبول نہ وہ سلام ہوں  
 آتے ہیں یاد صحبت احباب کے دہے  
 اقتضا وقت کا کتا ہے کہ زاہد بنیے  
 ہو گیا آج مسلمان کلیں خستہ  
 کوئی بدلے تو دل بدلتے ہیں  
 ہر چند چاہتا ہوں میں ترک و فنا مگر  
 دیر سے اونچینگے نہ ترے کہی ہر جا بیٹھے  
 ہائے کسور و لادیا تو نے  
 روشنی التماس کیا کتنا  
 کیوں محکوب لگے سے لگاتے ہیں قتل و زنج  
 ذوق شنید نے مجھے مارا کہ ہائے ہائے  
 مر نہیں سکتے جبر میں بھی ہمیں  
 کتنا تما حال و جد میں کوئی جلا ٹھننا  
 اس غمزدہ سے ضد ہی رہے ہر فراغ کو  
 اب بھی حسرت ہے ترے بیدا کی  
 ہوں خیر خواہ ہر مغان دے مجھے شراب  
 اچھا محل ملا ہے شکایت کا یار کی  
 دل سا گمان ملے گا تجھے صید گاہ میں

خطرہ آتا نہیں عبادت کا  
 پیدا کہیں سے ناخن غم کی خراش کر  
 کچھ ربط اس کو ہے تو تمہاری بغل سے ہے  
 جس کا جواب کچھ نہ ملے وہ پیام ہوں  
 خلوت میں کیا ستمزدہ از دحام ہوں  
 وضع کشتی ہے کہ یہ بات تو کچھ نہیں  
 اسکا ہکو تو یقین ہی نہیں پرکتے ہیں  
 آدمی ہی تو میں ضرورت ہے  
 بنتی نہیں ہے بات وہاں بن و فاکے  
 تو ہی جب سکوا وٹھائے تو کدہر جائینگے  
 نگہ یاس کیا کیا تو نے  
 کام بگڑا بنا دیا تو نے  
 اور یہ بھی جانتے ہیں کہ خضر نہیں ہوں  
 بیجا ہی تو کہے تو او سے میں بجا کمون  
 اتنا بے اختیار ہونا تھا  
 دیکھو تو کیا نہیں ہے دل داغ داغ میں  
 تم لیکے کیا کر گئے دل داغ کو  
 داؤد دنیا اس دل ناشاد کی  
 ورنہ کہیں گے لوگ کہ اس میں کرم نہیں  
 منہ خشک وہ ستم کا سوسے آسمان ہر آب  
 اس صید روم شکار کو رکنا نگاہ میں



ہے ایک بادہ نشہ ہے جسکا عروج پر  
 نجات نصیب ہم سے نہ تم سے کرم شعار  
 ہیں حضرت کلیم ہی کیا خوب آدمی  
 سستی کسی نگہ کی ہے اپنی شراب میں  
 ہیں کور ہم ہی در نہ وہ آیا کئے مدام  
 پیم مغاقت رات کو جو کچھ سنا سو کج  
 مہر تہوں اسکو دیکھ مغنی کے ہاتھ میں  
 کیا دھرا ہے قصہ فرما دین  
 ہیں بہت سے جو سے بھی لے نصیب  
 شورش کہاں سے لائے جو ہما ہو در نہ  
 در خور عشق حقیقی ہیں یہاں اہل تقویٰ  
 ڈرتے ہیں یاں سے کہ ادھر اسکا قصد ہے  
 دیدار کی طلب پہ وہ کہتے ہیں گر ملے  
 کچھ بھی نہیں ملے یہ حرم میں اگر ملے  
 ہم اور بوستان بہ تنکا پوسے ہم صیفر  
 لاؤں کہاں سے میں وہ عدالت کردہ جہاں  
 ہے گرچہ دور شیوہ اریاب نماز سے  
 زباہ تمہیں بھی یار بہت کچھ ہیں جانتے  
 خوگر عیش نہون جان سے جانے والے  
 لطف کا کوئی تو پہلو ہے کہ ہم جاتے ہیں

کچھ اپنے سر میں اور کچھ اوسکی نگاہ میں  
 تم اور آؤ دل سے دیار تباہ میں  
 ہلکوبھی کل ملے تھے وہ اتنا راہ میں  
 آتی ہے بو کسی کی ہمارے کباب میں  
 روز سید میں اور شب ماہتاب میں  
 منہ سے نکل بجائے کہیں اضطراب میں  
 آواز آ رہی ہے کسی کی رباب میں  
 فرق آتا ہے کسی کی یاد میں  
 ہر یانی ہے نہان بیدا میں  
 شوخی کہاں سے پائے جو تما جمل ہو  
 ہم سے لوگوں کے لئے عشق بتاں اچھا  
 بیٹھے ہیں شوق حوصلہ فرسا کئے ہوئے  
 جب دل سے دل ملے تو نظر سے نظر ملے  
 جب بادہ میکہ میں ہمیں اسقدر ملے  
 دامن میں دہر لیتے جو کہیں بال پر ملے  
 داد نک فشانے زخیم جگر ملے  
 کرنا پڑا ہے لطف ہمارے نیاز سے  
 حضرت بھی میکہ میں ہمیں بیشتر ملے  
 کوئی بازار سے لے آئے رولانیوالے  
 جی بٹھا دیتے ہیں بھٹل سے اوٹھانیوالے

کوثر مرزا مہدی ولد مرزا قطب الدین حیدر گمنوی دیوبند موطن از تلامذہ

## ناسخ دیوانے گزشتہ ۷

تیرا تو آسرا تھا جہاں میں یار کی  
ترتیب میری ایسی برستی ہے بیکسی  
اے موت تو بھی مجھے گریزان ہر اندون  
بے اختیار شمع کے آنسو ٹپک پڑے  
کیف شیخ فضل احمد خلیفہ شیخ اکبر علی کشمیری لکھنوی از تلامذہ وزیر علی صبا  
دیوانے دارد ۷

یار بسبیل رکھ کر پیر معان پیکار سے  
بیہوش گل اوٹھا کر لائے تھے کیف کو ہم  
کسی نے باغ میں ایسا شگوفہ چھوڑا ہے  
بزم میں یار کو پونچھ جو کوئی تہلا دون  
اللہ پیتے جاؤ پیاسو ٹو اب ہوگا  
پھر آج میکدہ میں خانہ خراب ہوگا  
کہ آج تک گل و بلبل میں بول جال نہیں  
شمع کے پاس وہ بیٹھے ہیں جلائے والے

## کاف پارسی

گویا حسام الدولہ نواب فقیر محمد خان بہادر از امرائے نامی لکھنوست و از  
شاگردان ناسخ دوزیر بود دیوانش از نظر گزشت خوش گوست ۷

اے بتو گل تو بے اللہ کو منہ دکھلانا  
وہ ایسا نہیں چپ رہے بات سنکر  
آج منہ بھکود کہاؤ گے تو احسان ہوگا  
کوئی اور ہووے گا گویا نہوگا

دعائیں مانگی ہیں مدتوں تک جھکا کے سر ہاتھ اوٹھا اوٹھا کر

ہوا ہون تب میں بتوں کا بندہ خدا خدا کر خدا کر  
جاتے ہیں یا اسکو بلواتے ہیں ہم  
زاہد و جرم کیا کرتا ہوں میں بہر نواب  
وصل کی رات ہی یوں جلد نہ آتی ہوتی  
دل کو یہ کہہ کہہ کے ہسلاتے ہیں ہم  
دل بے کعبہ سے کرنا ہی سپہ پوش تجھے  
اے سحر اور ذرا دیر لگائی ہوتی

گزرے اٹھنے نہینے سے بگڑ بیٹھا وہ  
تو تو گویا تسکونی بات بنائی ہوتی

## لام

**لطف** مرزا علی اسٹر آبادی الاصل دہلوی منشا خٹیم آبادی سکس تلمیذ  
میر تقی سمید را بادرفنہ قصاید انشا کردہ وصلہ پایافتہ از شاگردان سودا بخلط مشہور  
است تذکرہ رنجیتہ گویان از ویادگارست ۷

نہ پھونچی ضعف سے لب تک عاہی زینہ  
جو عمر خضر ہو شاید تو وصل ہوئے نصیب  
ہے یہ بھی نئی چھپر شب وصل میں سوکا  
اگرچہ فرق زمین آسمان کا ہے تاہم  
در قبول تو اس آرزو میں باز رہا  
یہ زندگی جو تھی سمین تو امتحان رہا  
پونچھ ہے وہ کتنی رہی شب کہ نہیں معلوم  
ہے ہر وضع فلک کی بہت تری خو میں

## میم

**ماہ** مرزا عنایت علی بیگ ماہ کبیر برادر مرزا مہتمم علی مہر از باشندگان لکھنؤ  
وازا قات گزیدگان اکبر آباد از شاگردان آتش دیوانے دارد ۷

جب میں کتا ہوں کہ اب جانے گزرتا  
ہائے کس ناز سے کتا ہوں وہ اچھا کتا

**ماہر** مرزا جمیعت شاہ دہلوی خلف مرزا زور آور بخت نبیرہ شاہ عالم بادشاہ  
از تلامذہ مرزا صابر ۷

سمجھ ہی اولیٰ ہے دیوانگال الفت کی  
رودیا قتل کے بعد اونس پشیمان ہو کر  
کہ دیکھ جانے پر رکھتے ہیں نام آنے کا  
اوس کو پیدا جو جفاکش کوئی مجسا نہوا

ہیزہ یون ہے کہ گویا او نہیں منظور نہیں  
اب دل نہیں تو نام کو بھی چشم نم نہیں  
ہر ایک بات میں خوبی ہی خوشنما کے لئے  
نہیں کچھ ایسی کہ اتنا جگر نہیں رکھتے  
کانون سے کیا سنا سکی دیکھوں نہ جان مجھے  
ناچار پڑ ہی جاتی ہے بخت پیار کی

وصل کی رات ہر اک بات پہ نہ بھیر کے  
رونا تہا دل کے ساتھ سوخون ہو کے بھگیا  
گجر کے بیٹھنا اور سکا بنا وہ ہے گویا  
بڑبانی تھکو تو شوق ستم ہے اور ہم ہی  
آنکھوں سے تو دکھا چکی کیا کچھ یہ چشم تر  
کتنی ہی ہم چورتے ہیں آنکھوں سے نظر

**ماہی** میر محمدی دہلوی از ارشد تلامذہ قیام الدین قائم و در گلشن بنجار شاگرد  
مولوی قدرت اللہ اکبر آبادی نگاشتہ بہر حال دے در عہد شاہ عالم بادشاہ  
در مرشد آباد سکونت ورزیدہ ۷

کیا کیا کہوں میں تجھے دل زار کی ہو تر  
مشہور ہے جہان میں بیمار کی ہوس

**ماہی** میر عالم علی خان خلف میر سود و بخش خان سردار بہادر از باشندگان سہسولن  
شہیدہ شد کہ در سرکار بڑودہ او و ہزرگان او اقتدار یافتند و خطاب خانی  
بجملہ دے خیر گالی از سرکار انگریزی تفویض گشت سخن بر میرزا غالب می گذرانید  
آماروش میرزا در گفتار او می یابم آری ہر کسے رابطہ مختلف دادہ اند و مطبوع  
ہر یکے اندازے خاص است گویند جوانے زیبا بود در عالم شباب در گشت ۷

منہ لکے یک کہتہ یہ وہ کہتے ہیں پیار سے  
دل مال کی چندے آپکو لازم رعایت ہو  
خطا ثابت کر نیکی اپنی ہم اور او کو چھپ گئے  
کہتے ہیں وہ مدام کہ ہیں تابع رضا  
مال ہے اب بھی جی میں تیرے کچھ ہوس ہی  
یہ میرنا ز پور نوکر فنار مصیبت ہے  
سنا ہے او کو غصہ میں چٹ بانی کا دے  
مال ہے جی میں آج او نہیں آزا سیتے

**ماہی** ہورام ساہوکار فرخ آبادی از شاگردان منشی میر طبع خوشی دارو  
دیکھ کر بھکو وہ خوشی سے کینہ مانتے ہیں  
اک سلامت رہے تو چاہئے والامیرا

عہد کر کے اونہیں دیکھوں تو یہ فرماتے ہیں میں جو یہ کہا تہیں الفت مری نہیں چھتے ہیں خارِ دشت تو کہتی ہے بیکسی شکر ہے بعد مرے یار نے اتنا تو کہا گلے لگا کے شب وصل کس ادا سے کہا قتل کرنا وہ شوخ کیا جانے	شرم بھی سمجھو نہ آئی پھر ادھر دیکھ لیا گردن جھکا کے ناسے بولے کہ جی نہیں حضرت کہہ رہے دیہان تمہارا یہ گھر نو سیج تو ہے چاہتے والا نہیں ملتا کوئی نہونی تجھے محبت تو پسار کیوں کرتے ابھی کم سن ہے دل ڈھڑکتا ہے
مبیں حافظ غلام دستگیر شاگرد و فرزند حافظ قطب الدین شیر اور است	۵

کس منہ سے بیوفا کون ملک کو کہنے بھی  
سخت جانکہ

کوئے  
مجرور میر محمدی حسین خلف میر حسین نگار ازبائندگان دہلی و شاگردان  
میرزا غالب از دست ۵

کچھ آگ بج ہو چلی ہے باغبان سے  
ترپتی کیوں مگر بجلی کے دل میں  
بس اب نکلا ہی سمجھو گلستان سے  
کشتک ہے میرے خارِ آشیان کی  
محبت نواب محبت خان شہباز جنگ خلف حافظ الملک نواب رحمت خان  
والی کٹھیر از تلانہ حسرت و میر درد بود و روح بعد واقعہ شہادت پدرفویش در لکھنؤ  
سکونت گرفتہ در ۲۳۴۵ وفات یافتہ دیوانے گزشت ۵

جسکو تری آنکھوں سے سر و کار ہو گا  
بیشے دیوے جو وہ بزم میں اپنی نہ مجھے  
گالی کا انتظار تو حد سے گزر چکا  
بالفرض جیا ہی تو وہ بیمار رہے گا  
تو اٹھالیمو اسے بار خدا یا مجھ کو  
منہ کو کمان ملک ترے دیکھا کرے کوئی  
محمود حافظ محمود علی خان برادر میر محمد خان سرور دیوانے

## از ریادگارست ۵

اپنی برگشتگی بخت کا دیوانہ ہوں افسوس ہوا حشر میں کیا بے گنہی کا جو بے زہر ہیں یہ گر ان جانیوں میں ہم جان کیا چیز سے پر عشق میں تاثیر تو ہو لاغری سے میں نظر آتا نہیں	کی شفاعت جو کسی نے تو وہ اغوا سمجھا قاتل جو ہیں سر بگریبان نظر آیا اعدائے گہری مہمانیوں میں ہم کوئی مر جائے اگر تو کوئی دلیکیر تو ہو چارہ گر بیٹھے ہیں ماتم دار سے
--	--

## محنت مرزا حسین علی دہلوی لکھنوی نشا از تربیت یا انگن جرات ۵

احوال مراد بیان سے سنتا تھا ولیکن کچھ بات جو سمجھا تو کہا میں نہیں سنتا
--

## محمد علی صاحب اللہ دہلوی لکھنوی از شیخ ابراہیم ذوق منودہ ۵

بنا کر آئینہ خود میں کیا آئینہ رویوں کو واعظا جہل سے کی ہر توبہ پی جاتا ہوں میں	بہین حیرت پہ سے کیا بگاڑا تھا سکندر کا میرے لب تک گر کہی آتی ہر پیمانہ کی بات
--	--

مرزا علی رضا شہدی الاصل دہلوی مولدہ در حیدر آباد دہلی

## از تلامذہ میر ممنون بود ۵

بزرگ نگاہ چشم گہی او کی خونین	قسمت تو دیکھ یہ بھی کہہ بھی کہہ نہیں
-------------------------------	--------------------------------------

مسرور نواب غلام حسین خان بہادر خلف شرف الدولہ نواب فیض اللہ بیگ خان

## دہلوی در ستار نوازی دست گاہ ہے تام داشت ۵

لکھنؤ میں یہ نام ہمارا مٹا دیا	او کا تو کیسل خاک میں بھگو ملا دیا
--------------------------------	------------------------------------

سخت جانی سے دم فوج میرے ہاتھ نہ کیج	کہ تجھے تجھ سے بہ قوت بازو ہی سہی
-------------------------------------	-----------------------------------

مشتاق لالہ ہسارنی لالہ نگارندہ اکمل الاخبار دہلی از شاگردان

## مرزا نوشہ ۵

یوں تیرے ساتھ ہزمین دشمن کا بیٹھنا	وہ اعتراض ہے کہ اوٹھایا بجائے گا
------------------------------------	----------------------------------

جہان جاگے وہیں انگڑا سیاں لو یہاں پھیلائی ہے سستی کہان کی

مشیر مافظ قطب الدین دہلوی شیوہ سخنوری از شاہ نصیر آموختہ ۷

الہی کون سی جنت ہے بے حور کہان لے جاؤں میں اوس ہنگام کو

مصحفی غلام بھانی از اہالی امر وہہ منمنضات مراد آباد در آغاز شباب بہ

جہان آباد بصری بردماقت در لکنؤ رفت وہاں حاجی پیوست روزے چند برفت

مرزا سلیمان شکوہ گذرانیدہ بود ابتدایش انتہائے دورۂ سوداست باجرات و

انشا در یک ردیف وقافیہ جادۂ سخن می پیوود در رنجیہ ہشت دیوان و دو تذکرہ

دار و دربارسی دیوانے بجاوب نظیری و تذکرہ اوراست در بلاد شرق سلم الثبوت

بود در اوستادی و سخن نیت بر جمیع اصناف سخن قدرتے داشت تمام و گزیدہ

اشعارش نتوان گفت کہ چاشور انگیز است ۷

میں اسی رخک سے متراہوں کہ کل غیر نے کا ہاتھ ہنگام قسم کیوں ترے سر پر کما

تھا اگر روز قیامت تو بھی ہم شادان رہے وہ جو اک دن اوکے ملنے کا مقرر ہو گیا

شونی تو دیکھو تیر کو سینہ سے کہنچکر کہتا ہے میرے تیر کا بیکان رہ گیا

مجھ کو قاصد کے تغافل نے تو مارا ہی ہے روز ظالم ہی کہتا ہے کہ کل جاؤں گا

مصحفی ہم تو یہ سمجھے تھو کہ ہو گا کوئی زخم تیرے دل میں تو بہت کام رفو کا نکلا

ست میرے رنگ نازد کا چرچا کرو کہ ہینا رنگ ایکسا ہمیشہ کسی کا نسین ہوا

بھیج دیتا ہے خیال اپنا حوض اپنے مدام کس قدر یار کو غم ہے مری تمنائی کا

بچین سے کیونکہ میں سوؤں کہ شب بھر مجھے یاد آتا ہے وہ راتو کھا جگنا تیرا

تلوار کو کھینچ ہنس پڑا وہ ہے مصحفی کشتہ اس ادا کا

تری کو میں اس بہانے مجھے دکھوات کرنا کبھی اس بات کرنا کبھی اوس بات کرنا

پھٹ چکا جب سے گریبان تب سے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں

وہی دشت اور وہی گریبان چاک  
ہائے وہ دل کہ جسے مینے بغلین پالا  
فلک گر سہا تا ہے مجھ پر کسکو  
کہانے نہیں دیتے ہیں مجھے خون جگر بھی  
وہ سنے پانہ سنے اوسکو ہم اپنا احوال  
جو کھٹ پہ جھکی مین نے رور کے تراکائی  
مصحفی یار مین اسوقت کے سب مردہ پسند  
اودامن اوٹھا کے جانے والے  
مہدی کو اپنی دیکھ کے کہنے لگا و شوخ  
وعدہ قتل ہے کہتا ہوں دل اتی کو مینا د  
وہ جی مین مینا زان کہ مرا عجب تو دیکھو  
مجھ کو پا مال گر گیا ہے ابھی  
غم کہاتا ہوں جتنا مری نیت نہیں بہتی

جب ملک ہاتھ پاؤں چلتے ہیں  
اب اوسے یوں بدن ناوک شکر کان دیکھوں  
مین ہنسکر فلک کی طرف دیکھتا ہوں  
نالے تو مرے حلق کے دربان ہوتے ہیں  
پس دیوار کھڑے ہو کے سنا جاتے ہیں  
سنتا ہوں صبح کیا وہ مہمان کیکر گہر ہیں  
بدن تھا ہم ہی تخلص جو مزاری رکھتے  
تک ہکو بھی خاک سے اوٹھالے  
ہے ہے کسی کا خون ہوا میرے ہاتھ سے  
کہ اسی وعدہ پہ اک وعدہ دیدار بھی ہے  
مین خوش کہ خیال نگہ دور کسے ہے  
یہ جو دامن اوٹھائے جاتا ہے  
کیا غم ہے مرے کا کہ طبیعت نہیں بہتی

مظہر قطب الاقطاب شیخ المشائخ شمس الدین حبیب اللہ حضرت مرزا جانان  
خلف الصدق میرزا جان رحمۃ اللہ علیہما حضرت ایشان بہ بست و بہشت واسطہ  
بتوسط محمد ابن حنیفہ بامیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ میرسد در ۱۳۱۰ ہجری  
خلعت وجود پوشیدند و در عمر شانزدہ سالگی گردہ پتی بر رنوشت و در ۱۳۵۰ ہجری  
از دست مرتضیٰ شہادت یافتند میر قمر الدین منت عاشق حمیدکلمات شہیدکلام  
تاریخ وفات حضرت ایشان یافتہ حضرت ایشان علاوہ کمالات باطنی و ظاہری  
در فن شعر نیز درجہ عالی میداشتند و جز حرف عشق و در دبر لوح زبان نہ می  
نگاشتند و اصلاً در ضمن شعر غرض دنیا و اطہار بہر در میان نہ داشتند و گاہے



در مہج و ذم کسے زبان را آلودہ نمی کردند و قتیکہ شیخ خزین در ہندوستان آمد کسے را از سعاد ان ہند بخاطر نیاورد لیکن باوجود عدم ملاقات مہج حضرت ایشان میکرد و در ترک شیخ در مکان شارع عام نشسته بود گاگاہ حضرت ایشان بر اسب سوار از ان راہ می گزشتند چون نظر شیخ بر حضرت ایشان افتاد پرسید کہ این کدلم جوان است گفتند حضرت میرزا اجانجا ناند شیخ گفت چشم بد و در سبہ دانی و سبہ جانی حضرت ایشان را دیوانہ است مختصر در پارسی بیاضیت خرطیہ جو اہر نام بندہ دیدہ ام انتخاب اشعار جنانکہ می شاید در ان صورت بستہ است ۵

نہیں کچھ غم کہ کیوں غٹانیں ہیاں گل سیر لوگ کہتے ہیں موانظر بیکس افسوس توفیق دے کہ شور سے اکدم وہ چپ ہے منظر چپا کے رکھ دے دل نازک کو اپنے تو خدا کے واسطے اسکو نہ ٹوکو	کہ میں روتا ہوں فلکی بیکسی پر ہائے دل سیر کیا ہوا اسکو کہ اتنا ہی تو بیمار نہ تھا آخر مرا یہہ دل ہی آئی جس میں حسین یہہ ششہ بیچنا ہے کسی میرزا کے ہاتھ یہی اک شہر میں قاتل رہا ہے
--	---

**معروف** نواب آلی بخش خان دہلوی برادر نور دہلوی والدہ نواب احمد بخش خان بہادر رئیس فیروز پور جگر خلف مرزا عارف جان برادر شرف الدولہ قاسم جان از تلامذہ شاہ نصیر دہلوی بود در آخر ایام ترک دنیا گفتہ در ۷۲۲ھ از جان رفتہ دو دیوان دار دیرین فن دستگا ہے شایستہ داشت و طراز ہا سے دلپذیر می یافت ۵

کہا تنک راز عشق افشا خیر روتے ہیں مری حالت پہ وہ تو یار تھا کی وصیت یہ کچھ ارمان بھری آہ کہ رات کتاب ہے جب وہ ہنسکر ہی گریہ اختیاری اوسکے جانیکی اگر کچھ بھی خبر رکھتے ہم	منشئ یہہ ہے کہ مر تا کیا دیکھ کر گڑہتا نہ آیا میرے گھر اچھا ہوا سارے گھر کو ترسے بیمار نے سونے ندیا آتا ہے اور جھکوبے اختیار رونا ایسے دیوانے نتے گھر میں جو در کہتے ہم
---	---

کہا جو میں نے اس ناتوان کا سنیے حال  
 کہ ہے مجھ سے کوئی تجھ کو یاد آیا ہے  
 دیا ہے اپنے سے ظالم کو اسنے دل معز  
 آپ بسوقت رقیبوں کی قسم کھاتے ہیں  
 مے کے پینے سے تو ہر چند بنا ہی تو بہ  
 گریہ و آہ و فغان کیا کد م نصرت نہیں  
 ہاتے اوس شمع کا یوں روٹھ کر جانا معز  
 میرے مرنے سے موئی اوسپر خلق  
 غرق عادت اپنے دیوانے کی دیکھ  
 دمدم پاؤں سے تو بیکو نہ ٹھکرا چل جا  
 معز و اب تو دیکھتے ہو تمہیں غریب  
 دور جو بزم میں وہ آنکے بیٹھے ہم سے  
 روٹھنے کو تو چلے روٹھ کے ہم والے دل

کہا جو حال سناوے وہ ناتوان نہیں  
 کروں فوج میں اس بدگمان بائیں  
 اب اور اوس بت بیدار کرو کیا کوسوں  
 ہم رقیبوں کے نصیبوں کی قسم کھاتے ہیں  
 پر مغائے وہ نخل ہوں کہ آگے تو بہ  
 ہم سمجھتے تھے محبت کام بیکار و نکاہے  
 اور یہ کہنا کہ ہمیں اب نہ منائے کوئی  
 میں نہ مرنے تو نہ مرنے کوئی  
 جس طرف کو وہ چلے پتھر چلے  
 خیر ہم دیکھ چکے فندق پا اچھی ہے  
 ٹٹک ٹٹک لگائے یار تو پھر بھکو دیکھئے  
 کیا ہی بچائے کہ آگے سے ہیں کیوں نہ ہو  
 طر کے تکتے تھے کہ اب کوئی بنا کر لجاے

معین معین الدین دہلوی از حال تلمذ او لکھی دست نداد مکنی از گفتار او  
 پیدا است جیلے خوش گفتہ است ۵

مر گیا آج خدا بخشے معین خستہ

ایک موزوں سا جوان تھا کہ بی بیجا ہوگا

لخت دل آنکھوں میں کچ آتے ہیں کس کس شوق سے

میری مژگان پر گمان کر کے تمہارے تیر کا

مثل نقش پا اوس در سے اوٹھ نہن سکتے کوئی اوٹھائے

ضعف کی دولت بارے ہم بھی اتنی طاقت رکھتے ہیں

نہ چاہا جس آرزوہ اوس نازک کلائی کو

کیا طرزِ تبسم نے ادائیغ آزمائی کو

یہ عقدہ ہائے دل ترے بند قبا ہوئے  
مگر یہ اپنا ہی زخم جگر ہے کیا کیجئے  
یہ پیشنا تو یوں ہی عمر بہرے کیا کیجئے  
اور اپنی کیجئے تو وہ بے اثر ہو گیا کیجئے  
بندہ پروردگار کی زبان پر

کچھنے سے تیرے وصل کی شب بھی نہ ہوتی  
ترے فراق میں بجا ہنسی کا تہانہ دماغ  
تری جفا کی حکایت اور اپنا حال فنا  
تمہاری بات ہے بے اعتبار کیا کیجئے  
دیکھ کر غمخیز کیجئے نا صبح

**ممنون** میر نظام الدین لقب بہ فخر الشعر اوستاد اکبر شاہ بادشاہ دہلی  
خلف میر قمر الدین منت موطش سونی پت مولد و مناش دہلی ست مدتے دکن  
ماندہ سپس دراجیر بر عمدہ صدر الصدوری مامور گردید و فائش در سالہ ہجری  
واقع شد دیوانے از و یادگار است قوت نظم اکثر اصناف سخن داشت از اسجا کہ  
ممنون از مشاہیر است و نیز کلام ہر کہ گواہ طبیعت او باشد حاجت ستایش ندارد

تمہیں حق نے ایسا بنا یا تو دیکھا  
گردن پر کس کی خون ہے اس ہیکناہ کا  
ور نہ یاں کس کو سر آبلہ فرسائی تھا  
ایک ایک شکن گنا تری زلف دراز کا  
ہم یہ سمجھے تھے چلے آئنگے دم بہر دیکھ کر  
کتنا تھا اک جوان بہت بار بار حیف  
ہے ذرا آدھی کشتی کا شوق  
یہ مجھے پوچھے ہے کیوں کیسے طر حار ہون  
گویا تو ہے ہونٹوں ہی سے لیتے ہیں مرا ہم  
جسٹا ہی کو بتائیں گے ہم  
ہاتھ اس نے کسی دیدہ تر پہ دھرا ہو

برا ملنے مت مرے دیکھنے سے  
قربان ناز و نفش مری دیکھ کر کسا  
ہاتھ میں جنبش محل کی عنان ہے اپنے  
شغل شب فراق ہی تھا کہ وہ بیان ہیں  
یہ نہ جانا تھا کہ اس محفل میں بجا بیگا  
قاتل ہی وہ نہوے جو ممنون کی نفش پر  
یوں تو وہ ہے ہر شے خولیس کن  
میں اس سخن کے تصدیق وہ کیا آئینہ  
اس ذوق سے کہتی ہیں حدیث لہ شیرین  
پوچھنے کے گراؤ دوم  
یوں رشک کے کہ جو وہاں رنگ نہا ہو

اوس مرگ پہ سو جان پری صدقہ کہ دم نزع آہ خلوت میں جو نہا کبھی پاؤں جھکوں تفاوت قیامت یار و قیامت میں کیا منوں رضعت کے وقت ہوں ترے گریبان کا دہنی	گہر کے کئے تو کہ بس اب دیکھئے کیا ہو جس لئے جھکوں بنا یا ہو دکھاؤں نہ جھکوں وہ ہی فتنہ ہی لیکن بیان ذرا سچے میں تو ملتا ہر رو دے ہو اوس گھر ہی کہ نہ جنت بس چلے
--	--

**منزل** میر قمر الدین مخاطب بہ ملک الشعراء شاگرد میر نور الدین نوید و میر شمس الدین فقیر اصلش از مشہد و مولدش سو فی پت و نشان دہلی است در لکھنور فوتہ مذہب امامیہ پذیرفتہ از انجا بجلالت شتافت و در شہادۃ العمر چل و نہ سال وفات یافت ریختہ کتر میگفت اشعار پارسی او قریب یک و نیم لک بودہ باشد

اس آنے کا کچھ ہے لطف پیارے	ہر دم جو کہو کہ جائیں گے ہم
----------------------------	-----------------------------

مختصر نور الاسلام لکھنوی خلف شاہ فیض علی از گرین ملائذہ مصحفی ست دیوانے گزشتہ

وہ دل لیکر مکر جانا کسی کا	یہ جی ہی جی میں غم کھانا کسی کا
دولت حسن ہے جس پاس یہاں سے ہی سوال	کچھ نہ لے اور نہ دے پر چین کو کر سمجھے

نہ تو عشق سے مجھے عشق ہے نہ تو چاہ کی مجھے چاہ ہے

وہ جو بات منہ سے نکالی تھی سو اسی کا جھکنا بہا ہے

**منشی** میر محمد حسین خلف سید ابوالحسن عرف میر کلن ایرانی الاصل دہلوی مولد مرتے در لکھنو بسر کاظم از سلیمان شکوہ بسر بردہ پدروے از شاہیر خوشنویسان بود دے نیز بدرستی خطوط متصف بود

جو پوچھا اوس سے لوگوں نے کہ منشی کون ہے بولے	
مجھے کچھ یوں ہی اوس سے دور کی صاحب سلامت ہی	

فقیر سید اسماعیل حسین خلف منشی احمد حسین شکر شکوہ آبادی از ملائذہ رشک و

ناسخ است امروز در رامپور نعل عطف والی انجا با عازل سمری بر دھنور سچہ گوست  
وانچہ از گفتارش بنظر رسیده ہمہ نکوست دودیان دارد

آتش حسن کو کیوں ناز ہے مکتائی کا بیکسی آپ سے باہر نہیں جانے دیتی ایک دن حشر کا تشہیر کو کافی نہوا کیا بتائیں کہ کہاں جا کے شبِ نعم میں ہے کوئی حیلہ تو تعارف کا خوشی کی نیلے چھوڑ دوں میں بھی ملاقات تو بکینج جانے سب سے ملنا تو چوڑا یا ہے مگر جب بائیں دور سے بھی کبھی ملنے کے اشارے ہوئے بھولے سے پچانس نکالی نہ ہمارے دلکی	شعلہ طور شریک ہمیں ہے چوتھائی کا مجھ سے آباد ہے عالم مری تنہائی کا حق ادا ہونہ سکا ذلت و رسوائی کا آپکی جان سے دور اور ہی عالم میں ہے کاش تقدیر ہی پر آئے تبسمِ مجھ کو ستم یار پر آتا ہے ترخہ مجھ کو بیکسی سے بھی اگر ملنے نہ دو تم مجھ کو ہم کیسے نہوئے تم جو ہمارے نہوئے ایک تنگے کے بھی شرمندہ ہمارے نہوئے
--	---

**موسن** حکیم موسن خان فرزند حکیم غلام نبی خان دہلوی در طب ید طولی داشت  
و در نجوم پایہ والا بر جمیع اصناف سخن قادر بود از لطایف شعر و شاعری کما ہو حقہ ماہر  
بقوت سخنوری موسن کہ ترکے بر خاستہ و بہر دو لفظ چند ان دست گاہے نصیب او  
گشتہ کہ پارسیان از ان خود می انکارند و ہندیان بشرف ہم زبان ناز ہا دارند دیوانہ  
ملو از اصناف سخن ست مثنویات متعدد دارد و فرستم نیست کہ با انتخاب دیوان و سے  
پر دازم ہانا از گلشن بنجامیتے چند برداشتم کہ ہر یکے از ان دستبویے فصاحت  
و گلہ سہ بلاغت میتوان شمر داحت درین فن محسود انہا سے روزگار ست و مشہور ہر  
شہر و دیار ناظرہ بیان نازکش سرمایہ حیات عشاق ناکام و معشوقہ کلام دلاویزش  
تسلیم خاطر ماسے چر آلام مذاق آشنایان معنی از عذوبت کلام شیرینش ذائقہ لطف شستہ  
و نکستہ شناسان نغمہ گفتار سخن جادو فریبش را افسون دلربا بگشتہ اند ہانا وفات او

# درست ۲۵ واقع شدہ از دست و پس نکوست ۷

اوس نقش پاکے سجدہ نے کیا کیا کیا دلیل  
یہ نہ اتوان ہوں کہ ہوں اور نظر نہیں آتا  
خواہش مرگ ہوتا نہ سنا نہ ورنہ  
کیا ستانے ہو کہ ہے ہجر میں جیسا شکل  
وصل کی شب شام سے میں سو گیا  
دل لگانے کے تو اوٹھائے مڑے  
نہ مانو نگا نصیحت پر نہ سنتا میں تو کیا کرتا  
کیا تم نے قتل جان اک نظر میں  
وہ کرتے ہیں بیاک عاشق گشتی یوں  
ان نصیبوں پر کیا اختر شناس  
یہ عذر استخوان جذبے کی کیا نکل آیا  
پھرنے سے شام وعدہ تھکے یہ کہ سوئے  
وقت و دل بے سبب آزر دہ کیوں ہوئے  
کیا جی لگا ہے تذکرہ یار میں عبث  
دشنام یار طبع حزنیں پر گر ان نہیں  
بد کام کا مال بُرا ہے جزا کے دن  
سیرے گھر ہی پھرتے چلنے ایک دن آجائیگا  
بوسے دم غضب لئے اولیٰ سمجھ تو دیکھ  
آغوش گور ہو گئی آخر لہو لسان  
اس حال کو پہونچے ترے قصہ سے کیا ہم

میں کوچہ رقیب میں بھی سر کے بل گیا  
مرا بھی حال ہوا تیری ہی کمر کا سا  
دلین پھر تیرے سوا اور بھی ارمان ہوگا  
تم سے بے رحم یہ مرنے سے تو آسان ہوگا  
جاگنا بجمہ ان کا بلا ہو گیا  
جی بلا سے رہا رہا نہ رہا  
کہ ہر ہر بات میں ناصح تمہارا نام لیتا تھا  
کسی نے نہ دیکھا نہ سنا کسی کا  
نہیں کوئی دنیا میں گویا کسی کا  
آسمان بھی ہے ستم ایسا کیا  
میں الزام اوسکو دیتا تھا تصور اپنا کھل آیا  
آرام شکوہ ستم اضطراب تھا  
یوں بھی تو ہجر میں مجھے بیخ و عذاب تھا  
ناصر سے مجھ کو آج ملک اجتناب تھا  
اے ہمنفس نزاکت آواز دیکھنا  
حال سپر تفرقہ انداز دیکھنا  
دو مبارکباد اچکے یار ہر جاتی ملا  
بل جو پڑا جبیں پہ تنہا کولب ہوا  
آسان نہیں ہے آپ کے بسل کو تھامنا  
راضی ہیں گرا عدا بھی کریں فیصلہ اپنا

رازِ نہان زبانِ اغیار تک نہ پہونچا  
ہٹ گیا ہو گا دوپٹہ منہ سے تھوچ میں کہیں  
ہجرتِ بان میں جھکے ہوئے موسن تلاش نہ ہر  
جلوہ دکھلائے تا وہ پردہ نشین  
سچی ندی مزارِ ملک آکے اس پہ بھی  
سجدہ پہ سر قلم ہو دیا پر زبان کٹے  
رکھ لے رہے زانوئے نازک پہ شوق سے  
تو بہ کہاں کدورتِ باطن کے ہوش تھے  
وصلِ تباہ کے دن تو نہیں بیکہ ہڑ بال  
جہ سے نہ بولو تم اسے کہتے ہیں کیا بھلا  
بیزار جان سے جو نموتے تو مانگتے  
اوس کو میں جامِ شنگے مردا ہے ہجومِ شوق  
خنجر تو نہ توڑ سخت جانی  
وہ جفاکش ہیں اے فلک کہ کیا  
اب تپ بھر دیکھ موسن ہیں  
گر ہی شوقِ شہادت ہو تو موسن جی چکے  
جانے دے چارہ گشتِ پھر انہیں مٹ بلا  
ہے دوستی تو جانبِ دشمن نہ دیکھنا  
منظور ہو تو وصل سے بہتر ستم نہیں  
بے جرم پا مالِ عدو کو کیا کیا  
عاشق کشتی ہے شیوہ اگر بے ہوس سی

کیا ایک بھی ہمارا خط یا رنگ نہ پہونچا  
شبِ یہاں رہنے کا تیرے جسمین چرچا ہو گیا  
غم پر حرامِ خوار تو کل نہو سکا  
میں نے دعوئے کیا تھل کا  
کہتے ہیں لوگ خاک میں اوسنے ملا دیا  
گویا نہ وہ زمین ہے نہ وہ آسمان اب  
تیرا مریضِ عشق بت ناتوان ہے اب  
غش ہو گیا میں رنگِ مئے ناب و میکہ  
موسن نازِ قصر کرین کیوں سفر میں ہم  
انصاف کیجے پوچھتے ہیں آپ ہی سے ہم  
شاید خفا کیوں بہ ترے مدعی سے ہم  
آج اور زور کرتے ہیں بریطانی سے ہم  
پھر کھو گئے لگا لگائے ہم  
اوس سنگمرنے انتخاب ہیں  
بے حرام آگ کا عذاب ہیں  
مار ڈالے کاش کوئی کافر دجو ہیں  
وہ کیوں شریکِ یوزن مرے حالِ تباہ ہیں  
جا دو بھرا ہوا ہے تمہاری نگاہ میں  
اتنا رہا ہوں دور کہ ہجران کا غم نہیں  
مجھ کو خیال ہی ترے سر کی قسم نہیں  
آخر کچھ اپنی جان کے دشمن تو ہم نہیں

میں گلہ کرتا ہوں اپنا تو نہ سن غیر و نکی بات  
 غیر سے سرگوشیاں کر لیجے پھر ہم بھی کچھ  
 ابرورہ گئی دینیکی کہ روتے تو ہیں وہ  
 وہ ہر فعل میں تو ہی تو یان نیند اور لگی  
 نچا ہوں روز جزا داد یہ ستم دیکھو  
 ہیں غیہ مرے بھٹکنے سے خوش  
 کیا کیجے کہ طاقت نظارہ ہی نہیں  
 ششم خراب مہر و کتان سینہ چاک ماہ  
 کیسے گلے رقیب کے کیا طعن اقربا  
 و فاسکھار سے گادل ہمارا  
 مومن تم اور عشق تباں کپور و مرشد خیر ہے  
 جب تو چلے جنازہ عاشق کے ساتھ ساتھ  
 سنگ اسود نہیں ہے چشم تباں  
 اولٹے وہ شکوے کرتے ہیں اور کراہتے  
 بے پردہ خیر پاس اسے بیٹھا نہ دیکھتے  
 خوشی نہو مجھے کیونکر قضا کے آنے کی  
 کہ علاج جو شش و حشت چارہ گر  
 جھڑکے ہے کاین ملاحظت لون کیا  
 اب تو مدجنا بھی مشکل ہے ترے پیار کو  
 ایک ہم ہیں کہ پوئے ایسے پشیمان کہ بس  
 پامال اک نظر میں قرار و ثبات ہے

ہیں یہی کہنے کو وہ بھی اور کیا کہنے کو ہیں  
 آرزو ہائے دل شکستہ شاکہ کہنے کو ہیں  
 اشک شادی ہی سے گو چشم کو کم کرتے ہیں  
 یہ سوچ ہے گیا ہوا عدا کے خواب میں  
 کب آزماتے ہیں جب وقت امتحان نہیں  
 گویا کہ میں انکا مددگار ہوں  
 جتنے وہ بے حجاب ہیں ہم شہساز ہیں  
 لو اور بھی ستمزدہ روزگار ہیں  
 تیرا ہی جی نچا ہے تو بانیں ہزار ہیں  
 تھساری خاطر نامہربان کو  
 یہ ذکر اور منہ آپکا صاحب خدا کا نام  
 پہر کون وارثوں کے سننے اذن عام کو  
 بوسہ مومن طلب کرے کیا منہ  
 بی طافتی کے طعنے ہیں عذر جفا کے ساتھ  
 اوٹھ جاتے کاش ہم بھی جہان سے چکا تھا  
 خبر ہے نعل پر اوس بیوفا کے آنے کی  
 لادے اک جنگل نجے بازار سے  
 خود لیٹ جا سینہ انکار سے  
 ضعف کے باعث گمان دیا سو اوٹھا جا ہے ہر  
 ایک رہ ہیں کہ نہیں چاہ کے ارمان ہو  
 اوسکا نہ دیکھنا نگہ التفات ہے



<p>پیغام بر قیسم ہوتے ہیں مشورے عیش میں بھی تو نہ جاگے کبھی تم کیا جانو میرے تغیر رنگ کو مت دیکھو اے قیامت نہ آئیو جب تک لے تو ہی بھیج دے کوئی پیغام تلخ اب</p>	<p>ستا نہیں کسی کی بہ کئے کی بات ہو کہ شبِ غم کوئی کس طور سحر کرتا ہے بجھ کو اپنی نظر نہو جائے وہ مری گور پر نہو جائے تجویر زہر ہے ترے بیمار کے لئے</p>
<p>اجل سے خوش ہوں کی طرح ہو وصال تو ہے</p>	<p>نہ آئے نقش پر وہ پر یہ احتمال تو ہے</p>
<p>جفائے یار کو سونپا معاملہ اپنا تسلی دم واپسین ہو چکی تھی بدگمانی اب انہیں کیا عشق جو رکی رنجک دشمن بسانا تھا سچ ہے شب ہجر میں کیا ہجوم بلا ہے</p>	<p>اب آگے ہو نوا امید انفضال تو ہے ہمیں ہو چکے جب نہیں ہو چکی جو آگے مرتے دم مجھ صورت دکھائے میں نے ہی تم سے بیوفائی کی زبان تنگ لگی مر حبا کہتے کہتے</p>
<p>مولنس سید اعظم حسین نمبرہ حکیم خادم حسین کہ از شاہیر اطباء ایجا بودہ اند جو ایست تحصیل تمام کردہ با کثر علوم آشنائی دار و درین فن نیز اورا دست گاہے ست آما تو جش پیارسی بیشتر مصروف است بر ریختہ کمر فکر میکند لکن در او اعلیٰ شوق ریختہ کردہ است گاہے گاہے بانامہ نگار بر سیخورد و اخلاص تمام دار و این بیت از زبان او استماع افتادہ بود ثبت میشود خدے خوش گفتہ است</p>	<p>کیا کیا سنا ہے ہیں کسی کے خطاب کو</p>
<p>لا کر شفیع ہم عمل ناصواب کو مہجور نقش بند خان خلف نواب مصطفیٰ خان شیعہ ہوانے بود زیر باطبع شگفتہ داشت حک و اصلاح کلاش بہ مولوی الطاف حسین حالی متعلق بود در نیجا آمدہ بود بانامہ نگار بر خوردہ خوش تہذیبی داشت ہر گاہ از نیجا بدہلی رفت ہما نجا در گذشت</p>	<p></p>

خدایش پیام زاد این بیتا کہ می بینی از گرفتہ بودم ۵

دل غمخیزہ یہ آتا ہے ترحم جھسکو صاحب کسی کے دلکی ہلا کیا خبر مجھے احسان رہیگا یاد ترا عمر بھر مجھے وصل عشاق کی شب گردش و ران میں ہیں اوسین کچھ بات ہوا سی کہ جوانا نین میں ہم نہ کہتے تھے کہ کیا کچھ غم پندائیں میں باتیں نہ بنا دہراودہر کی ہم کو بھی امید ہے اثر کی پر سخت بلا ہے چارہ گر کی	انگہ لطف سے جب دیکھتے ہو تم جھسکو کہتے ہیں سکر کے منہ سے وصل پر اے شوق رشک غیر ہی دل سے ہلا دیا کیا خوشی ہو اگر غیر شبستان میں نہیں ایک صوفی نے کہا محو شاہوکر تم نہ سنتے تھے کہ بیدار کیا ہی انجام فاصلہ جو کہا ہے اسے کہہ چک کہتے ہیں دعائے وصل پر وہ الفت میں ہیں اور بھی بلائیں
---	---

حرم مرزا حاتم علی لکنوی خلف مرزا فیض علی از مشاہیر تلامذہ ناسخ است ۱۲۹۰  
راہ عدم پیو دیوانے گذاشتہ ۵

روکے ہوئے ڈانٹے ہوئے دھمکائے ہوئے ہیں جو آنکھوں میں تین کھوں تو ڈرنا ہوا نظر ہوگی	کرنا غضب اتنا کہ تو ہمارا دل قیاب تمہارے واسطے دسے نہیں کوئی مکان بہتر
--	---

میر تقی اکبر آبادی از قدماست و استاد مسلم الثبوت و نزد جمیع اساتذہ مقبول  
زبانے دلپذیر دارد و بیانی سادہ پرکار کہ نمی توان گفتن بر جملہ اصناف سخن قادر  
بود لاسیما بر غزل و مثنوی حضرت آزر دہ نوشتہ اند در تذکرہ خود کہ در حال  
ارباب نظم ریختہ است حیث قال پستش اگرچہ اندک پست است اما بلندش بسیار  
بلند و جناب شیفۃ نگاشتہ پست و بلند کہ در کلامش مینی و رطب و یابس کہ در  
ایاتش بنگری نظر کنی کہ گفتہ اند ۵

دریدر بضا ہما گشتہا یکدست نیست	شعر گرا عجاز باشد بے بلند و پست نیست
--------------------------------	--------------------------------------

انتہا سے شش دیوان ریختہ دار و حاوی اصناف سخن و مسد سے کہ بمضامین و اخت  
گفتہ مشہور است میر و قصیدہ فکر خوشی نہ داشتہ چند اکنک غزلش بلند مرتبہ تر قصیدہ  
اش بہت پایہ تر ذوق دہلوی بہ نسبت میر گوید ۵

نوا پر نہوا میر کا انداز نصیب  
ذوق یاروں نہ بہت نور و غزلین ہارا  
و میرزا غالب میفرماید ۵

ریختہ کے تمہین اوستاد نہیں ہو غالب  
کتے ہیں اگلے زمانہ میں کوئی میر ہی تھا  
و نیز می سراید ۵

غالب اپنا ہی عقیدہ ہے بقول ناسخ  
آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہیں

انتہا میں ابیات اور راست و خیلہ دلرباست ۵

ہمارے آگے تیرا جب کسی نے نام لیا  
اتنی گزری جو ترے بجز میں ہوا اسکے سبب  
مسجد میں امام آج ہوا آگے وہاں سے  
اوجھاؤ پڑ گیا جو بہن اوسکے عشق میں  
آنکھوں میں جی مرا ہے ادھر دیکھتا نہیں  
خدا کو کام تو سوچے ہیں میں سب لیکن  
دل کی کچھ قدر کرتے رہی تو تم  
قاصد جو وائے آیا تو شرمندہ میں ہوا  
فلک کا منہ نہیں اس فتنے کے اٹھانیکا  
آنکھیں چڑائیو نہ تک ابر ببار سے  
تیرے کوچہ کے رہنے والوں نے  
ہم خاک میں ملے تو ملے لیکن اے فلک  
دل سترزدہ کو میںے تھام تھام لیا  
صبر مرعوم عجب مونس تنہائی تھا  
کل تک تو یہی میر خرابات نشین تھا  
دل ساعر نیز جان کا جنجال ہو گیا  
ترا ہون میں تو بٹے رہے صرف نگاہ کا  
رہے ہی خوف مجھے واکلی بے نیازی کا  
بیتہ ہمارا بھی ناز پرور تھا  
بیچارہ گریہ ناک گریبان دریدہ تھا  
ستم شریک تیرا ناز ہے زمانے کا  
میری طرف ہی دیدہ خونبار دیکھنا  
یہیں سے کبہ کو سلام کیا  
اوس شیخ کو بھی راہ پہ لانا ضرور تھا

<p>جواب نامہ سیاہی کا اپنے ہے وہ زلف جاتا ہے یا رتیغ بکف غیر کی طرف سخت کافر تھا جس نے پہلے میر جہان سے فتنے کو خالی کہی نہیں پایا اب تو جاتے ہیں سیکڑے سے تیر سمجھے تھے ہم تو میر کو عاشق اور سیکڑی مستی میں غزش ہو گئی معذور رکھا چاہئے خانہ خراب میر بھی کتنا غیور تھا کم کم اوٹنا وہ نقاب آہ کہ طاقت تیری کہتے تھے تو بولیوں کہتے یوں کہتے جو وہ آنا میرا ہی مقلدِ عمل تھا کھلا نشہ میں جو بگڑی گا بچ اوسکے تیر</p>	<p>کسی نے حشر کو ہم سے اگر سوال کیا اے کشتہ بستہ تری غیرت کو کیا ہوا نزدبب عشق اختیار کیا ہمارے وقت میں تو آفتِ زمانہ ہوا پھر ملین گے اگر خدا لایا جب سیکے تیرا نام وہ بیتاب سا ہوا اے اہل مسجد اس طرف آیا ہونین بکلا ہوا مرتے مٹا پر اوسکے کبھی گہر نہ جا پھرا کاش اکبار بدین مومنہ نہ دکھایا ہوتا کھنکی ہیں سب باتیں کچھ بھی نہ کہا جاتا مجنون کے دماغ میں نخل تھا سمندر ناز پہ اک اور ناز یا نہ ہوا</p>
<p>کو سون ہم سے بہاگو ہو کیا سیکے طرزِ غزلوں کا</p>	
<p>عشق ہمارے خیال پڑا ہے خواب گیا آرام گیا</p>	<p>دشت کرنا شیوہ ہے کچھ اچھی آنکھیں والوں کا</p>
<p>دو قدم ساتھ جنازہ کے نہ آیا وہ تیر</p>	<p>جانتا تھا کہ اسے ہے مری زنتار پشہ</p>
<p>جاتا ہے آسمان لئے کوچہ سے یار کے</p>	<p>آتا ہے جی بھرا در و دیوار دیکھ کر</p>
<p>مرگ اک ماندگی کا وقفہ ہے</p>	<p>لینے آگے چلینگے دم لیکر</p>
<p>کچھ پور سیک عاشق و مہوس میں ہی تیار</p>	<p>آیا ہے اب مزاج ترا استخوان پر</p>
<p>منتظر قتل کے وعدہ کا ہوں اپنے یعنی</p>	<p>جیتا مرنے کو رہا ہے یہ گنگار ہنوز</p>

اوسکے کوچہ میں نگر شور قیامت کا ذکر  
 اوسکے نزدیک کچھ نہیں عزت  
 ایک ہمار جدائی ہوں میں آپ ہی پر  
 اک ورم نہیں بیش مری ہستی ہو موم  
 مدعی مجھ کو کھڑے صاف بڑا کہتے ہیں  
 اچھے ہمت صرف کرو جو اس سے جی اور چٹھرا  
 عشق کا گھر رہے میرے آباد  
 نازک مزاج آپ قیامت ہیں میر جی  
 کاشکے دل دو تو ہوتے عشق میں  
 جانے ہے جی نجات کے غم میں  
 قتل کئے پر غصہ کیا ہر لاش مری اوٹوانے دو  
 کب تیسرا اسکے منہ کا دیکھنا آتا ہے تیر  
 رات ساری تو گئی سننے پریشان گوئی  
 یہاں اضطراب دیکھ اب دشمنوں نے بھی  
 زور و زور کچھ نہا تو بارے میر  
 تہم کو منجہ ہے مجھ کو منجہ نہ  
 آج پھر تہا بے حیثیت تیر وان  
 میں جو بولا کسا کہ یہ آواز  
 جب نام ترالیجے تو چشم بھرتے  
 اوس سنگار کے کوچہ کے ہوا دل و دین  
 باہم سلوک تھا تو اوٹھاتے تھے نرم گرم

شیخ یان ایسے تو بنگاے ہوا کرتے ہیں  
 تیر جی یون ہی خوار ہوتے ہیں  
 پوچھنے والے جدا جان کو کھاجا تین  
 اسپر بھی تری خاطر نازک یہ گراں ہوں  
 چیکے تم سننے ہو بیٹھے اسے کیا کہتے ہیں  
 پھر دعا اسے تیر مت کیو اگر ایسا کروں  
 ایسے پھر خانان خراب کہاں  
 جون شیشہ میرے منہ نہ لگوں نہ نشہ میں ہوں  
 ایک ہمتا ایک کہوتے عشق میں  
 ایسی جنت گئی جہنم میں  
 جانے ہی ہم جاتے ہیں تو تم ہی جاتے دو  
 پھول گل سے اپنے دل کو تم ہی بہلایا کرو  
 میر جی کوئی گھڑی تم بھی با آرام کرو  
 کتا ہوں اوسکے ٹٹنے کی کچھ تم دعا کرو  
 کس بھر دسے پر آشنائی کی  
 واعظا اپنی اپنی قسمت ہے  
 کل لڑائی سی لڑائی ہو چکی  
 اوسی خانہ خراب کی سی ہے +  
 اس زندگی کر نیکو کہانے جگر آئے  
 تمام فردوس کا ہم لیکے گنہگار ہوئے  
 کاہیکو تیر کوئی دے جب بگڑ گئی

گھبرانہ میر عشق میں اس سہل زیست پر  
 اپنے تو ہونٹ بھی نہ پے اوکے روبرو  
 پھنچا تو ہو گا سمع مبارک میں حال میر  
 بغیر حصال پرست جا  
 پتہ پتہ یہ کہی ہو کہ عاشق ہی تو کہیں  
 میر صاحب بھی اوکے ہاں تھے پر  
 آئے کہی جو وہاں تو یہاں ہستی تو او دہر  
 وہ تو بگڑے ہے میر سے ہر دم  
 کعبہ میں جان بلب تھی ہم دوری تباہ  
 ڈر کیوں نہ محفل میں رہے رونے سے میر  
 پیدا کہاں ہیں ایسے پراگندہ طبع لوگ  
 عقد و رتک تو ضبط کروں پر میں کیا کروں  
 واعظِ ناکس کی باتوں پر کوئی جاتا ہے میر  
 فریاد شب کی سنے کہ ابے دماغ ہو  
 پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں  
 اور کا غضب نامہ نہ لکھنا تو سہل ہے  
 نہیں ہے جاہ بھلی انہی ہی دعا کر میر  
 کشتی ہر اک فقیر کی پھر دی شرب سے  
 دل سے شوقِ ترخ نکو نہ گیا  
 میر بھی کہنے لگا دیر کی لو کو نکلی سی  
 میر کے ہوش کے ہیں ہم عاشق

جب بس چلا نہ کہہ تو مرے یار مر گئے  
 رنجش کی وجہ میر یہ کیا بات ہو گئی  
 اسپر بھی جی میں آئے تو دلو لگا سیے  
 انفاسات میں زمانے کے  
 القصد خوش گذرتی ہی اوں مگمان سے  
 جیسے کوئی غلام ہوتا ہے  
 آخر کو میر او سکی گلی ہی میں جا رہے  
 اپنی سی یہ بنائے جاتا ہے  
 آئے ہیں پھر کے یار ولکے خدا کے ہاں سے  
 سیلاب نے اس کو چھین کر مول لیا ہے  
 افسوں تکو میر سے صحبت نہیں رہی  
 منہ سے نکل ہی جاتی ہے اک بات پیاری  
 آویں خانے چلو تم کس کی باتوں پر گئے  
 دیکھو تو اس بلا کو یہ شاید کہ میر ہے  
 اس عاشق میں عرت سادات بھی گئی  
 لوگوں کے پوچھنے کا کوئی کیا جواب دے  
 کہ اب جو دیکھوں او سے میں بہت نہ پائے  
 اس دور میں کلال عجب مرد ہو گیا  
 جھاٹکنا ٹاٹکنا کہو نہ گیا  
 کچھ خدا لگتی بھی کہتا جو مسلمان ہوتا  
 فضل گل جب تلک تھی مست رہا

ہر چند میر بستی کے لوگوں سے ہے نفور  
 صبر تھا ایک مونس جس بران  
 ایسے بت بے مہر سے ملتا ہوا کوئی بھی  
 کہتے ہیں آگے تھا بتوں میں رحم  
 نظر میر نے کیسی حسرت سے کی  
 مٹے ہیں سب یہ میر نہ اس میکھی کے ساتھ  
 شکوہ آبلہ ابھی سے میر  
 اس وقت ہے دعا و اجابت کا وقت میر  
 وہ لوگ تھے ایک ہی شوخی میں کودتے  
 نہیں دیر اگر میر کہتے تو ہے  
 میر صاحب کو دیکھیے جو بنے۔  
 ہنوز طفل ہے وہ ظلم پیشہ کیا جانے  
 میر کو کیوں نہ مقتسم جانے  
 ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے  
 بہت سعی کجی تو مر رہیے میر  
 اب خدا مغفرت کرے اوسکو  
 نہ رہا میر کے آہستہ بولو

ہر ہائے آدمی ہے وہ خانہ خراب کیا  
 سو وہ مدت سے اب نہیں آتا  
 دل میر کو ہماری تھا جو تہر سے لگایا  
 ہے خدا جانے یہ کب کی بات  
 بہت روتے ہم اوسکی رخصت کے بعد  
 ماتم میں تیرے کوئی نہ رویا پکار کر  
 ہے پیار سے ہنوز دلی دور  
 اک نعرہ تو بھی پیشکش صبا گاہ کہ  
 پیدا کئے تھے جرخ نے جو خاک چھانکر  
 ہمارے کوئی کیا خدا ہی نہیں  
 اب بہت گھر سے کم نکلتے ہیں  
 لگا دے تیغ سلیقہ سے جو لگائی ہو  
 اگلے لوگوں میں اک رہا ہے یہ  
 اوسکی زلفون کے سب اسیر ہوئے  
 بس اپنا تو اتنا ہی مقدور ہے  
 صبر مرحوم تھا عجب کوئی  
 ابھی تو روتے روتے سو گیا ہے

**میکش** ارشاد احمد دہلوی درباری زبان محوی تخلص میکند از سال چند  
 در نجادار دست بانامہ نگار تعارف در میانست مذاق صحیح دارد و سخن خوش گوار  
 از دست و نکوست

دشمن کے ساتھ صرف نہ کرین رسم و راہ میں

رہنماں غیر کا پر وہ ہے ورنہ آپ

<p>جادو اویسی نگاہ کار کتاہوں آہ میں کسی بے رحم کے چینِ جبین سے وہ رہزن اور پھر ایسی کمین سے مرے دامن سے اپنی آستین سے غرض دل ٹھرتا ہے دلنشین سے لیکن آگے تمہارے قامت کے</p>	<p>آتا ہے رحم اوسکی نزاکت پہ ورنہ میں ستانے میں فلک کو مشورہ ہے بچے دل کم نگاہی سے یہ معلوم سرشکِ گرم کی حدت کو پوچھو رہے پہلو میں وہ یا اوس کا خنجر سچ سہی فتنے سب قیامت کے</p>
--	--

## النون

ناسخ شیخ امام بخش از شاہ میر اساتذہ کلنویست از اصناف سخن جزیرہ غزل رباعی  
قدرتی نہ داشت بشیوہ خود در سخن ممتاز است بلکہ کم انباز این قدر است کہ مضامین  
بیگانہ پاریسی گویان بیشتر بستہ است لکما لا یخفی علی ارباب البصیرت گویند روزے  
چند از محمد عیسیٰ المخلص بہ تنہا اصلاح گرفتہ سپس انحراف ورزیدہ وفات او در ۱۲۵۴  
صورت بستہ دو دیوان دارد این اشعار از دست و بس نکوست

<p>فاصلہ خیال آئی گنا خط کے جواب کا آج آتی شبِ فرقت میں تو حسان ہوتا میں نے سو بار تجھے مرغِ سحر چوڑ دیا گو نہ قاتل سے نزاکت کے سبب خنجر اوٹھا ایک دم پاس جو وہ حورِ شما نکل نہوا کچھ لحد میں شور قیامت نخل ہوا مسجد و مین بیٹھے اپنی اپنی دوکان چوڑ کر</p>	<p>محشر میں بھکونا مہ اعمال دیکھ کر اے اجل ایک دن آخر تجھے آنا ہے ولے ذبح کر ڈالو نگا گر کہے تو بولا شبِ وصل تھی شہادتِ غرض سوا اس دامن ہو گئی لے چلی موت مجھے سو ٹھیناں بہشت کس چین سے ہم اوسکے تصور میں جوتے مر گیا کیا ناسخ میکش جو سارے می فروش</p>
---	---



جی میں ہی ہو جاؤں عاشق حیدر روز غیاور  
عزیز واسکے سوا اور انتقام نہیں  
مسجد ہے میفر و ش کی ناسخ و کان نہیں  
بچ رہے ہیں نگ کچھ میخانے کی تعمیر سے  
بدگمان سمجھا کہ اسکو اشتیاق جو رہے

بس ہی تدریس اس کے بکا دینے کی ہے  
جو ہمسکویار نے مارا تو غیر کو کر و قتل  
دھوکا نہ کھا طروف وضو کو تو دیکھ کر  
مے پر ستواؤ کر لیں محتسب کو سنگسار  
تنگ اگر جب کہا میں نے کہ مر جاؤں کہیں

**ناظر** نواب یوسف علی خان بہادر والی راسپور خلف نواب محمد سیو خان  
بہادر اوصاف او استغنی از بیانت درین فن دستگاہ بلند داشتہ و مرزا غالب  
بہت مذہب گفتار او پر داخستہ این اشعار از دیوان وے برداشتہ آمد بلند فکری او  
پیدا است و غرض سنجی او ہویدا ہے

چھینا عدو نے دوست کو یہ کیا ستم ہوا  
ہے ہے تمہیں یقین کے مرنے کا غم ہوا  
باقی رہا نہ دن ہی جب اظہار ہو چکا  
جب بعد مرے کوئی نہ مجھسا نظر آیا  
طنز سے کہتے ہیں کہ کیا ہوگا  
وہ ہمارا ہی مدعا ہوگا  
ایک بوسہ میں کیا بھلا ہوگا  
تو ستم پیشہ نہوتا تو فلک کیا کرتا  
آدمی اوسکی اگر اتنی تمنا کرتا  
جسکو مٹی کے کھلونے پہ مچلتے دیکھا  
اور پھر بزم میں سب سے چلتے دیکھا  
میں نے میخانے سے کس کو نکلتے دیکھا

بڑھتا گیا جو رشک تو اخلاص کم ہوا  
ہونے دیا نہ شادیہ دن پہر کہاں بچے  
حکم اخیر کی تھی توقع بروز حشر  
بیداد سے تو بہا و نہیں کرتی ہی بن آئے  
جی میں ڈرتے تو قتل کیوں کرتے  
سنستے ہیں مٹ گیا ہے کوئی نقش  
ہے طلب کی یہی روش ورنہ  
آپ دنرات پڑا ہے سو پا پھر تاج ہے  
تو نہ آیا پر اجل وقت سے پہلے آتی  
دلکے لینے میں یہ قدرت اسو اللہ دی  
ہے یہ ساتی کی کراست کہ نہیں جام کی پاؤں  
واعظ و شیخ سبھی خوب ہیں کیا تبارکون

بجے نہ سہم و زرافے نہ دین مول چھوٹے  
 منجھی کو تم پر مسلط کرے تو دیکھو سیر  
 اوس در پر آنے جانیکی صورت بنی ہے  
 ہوتا جو دلیذیر تو جاتا نہ دل سے دور  
 کیا تم نہ جانتے تھے کہ بے خانان ہوئین  
 بار خلو تین نہیں اور اگر بزم مین مین  
 کر کے خون ایک کا جانیٹھے مین گھرن اور پھر  
 یہ تو نکلا وہ نہ نکلا دل سے  
 اور کمانے کو دہرا ہے یا ن کیا  
 ڈھونڈوں تو کسچ تھے اوسے پاؤں انجیڈا  
 آبرو کیا پیر مین جب بے گریبان رہ گیا  
 سینہ چیر و دشمن سے یہ خوب گنجائش ملی  
 فقیر بنے گیا وان تو کیا سوال کروں  
 خر میاری ہوشمند شیر و قصر و جو و غلامی  
 نہ کبھی کوئی خط آیا نہ پیام یا آیا  
 ترے گروہ آئے ناظم تو یہ اضطراب کیا ہے  
 سخت ہوئی زیادہ بنانے سے زلف کے  
 قتل ہونے سے مرے خوش نظر آتا ہے قریب  
 نام لے لیکے براہم اوسے کہتے ہر بار  
 آدمی کے ساتھ سوا زار مین یہ کیا کہ بس  
 بنگلی ہے کو چہ جانائین اک دار الشفا

کچھ اور خاک نہیں جانتے مگر لہینا  
 ستم کا چاہیے خدا انتقام اگر لہینا  
 دربان مٹوا تو شمعہ شہر آشنا ہوا  
 وہ نالہ کام کا نہ باجو رسا ہوا  
 پھر نا ہے نامہ بر اگر پوچھتا ہوا  
 حال دل عرض کروں کتنے تین تنہا کنا  
 پوچھتے مین کہ مرے در پہ ہے غوغا کیا  
 تیر تیرا ہے تو بیگان میرا  
 میرا غم کماے گا مہمان میرا  
 عاشق ہوں حسن سادہ بیخظ و خال کا  
 بارے آنسو چھپ گئے میرے کہ دامن رہ گیا  
 کینچنے پر تیر کے دلین جو بیگان رہ گیا  
 مگر کہوں کہ ہلا کر تر ا سبلا ہو گا  
 غم دین بھی اگر سمجھو تو اک دہندہ ہی دنیا کا  
 مگر اک جواب اولٹا کہ ہزار بار آیا  
 کوئی بادشاہ آیا کوئی شہر یا آیا  
 شانہ بھی آئینہ کا مددگار ہو گیا  
 وہ ہی خوش ہوتے اگر او کا اشارہ ہوتا  
 غیر اچھا تھا کہ مہنام تمہارا ہوتا  
 آہ کی اور راز الفت آشکارا ہو گیا  
 اب تو وان رہنے کا کیا اچھا سہارا ہو گیا

بے پردہ آکے کل مجھے صورت دکھا گیا  
 ہوتے ہی درد دل کا بیان اڑھ کر سچو  
 ہے ترقی عشق کو بھی سر و زانو کئے تھے  
 مجھ میں کیا ہے مگر اکدم کہیں اٹکا ہوگا  
 چارہ اگر خستہ غم کو نہیں جینے کی خوشی  
 جب کہا اونسے کہ ہر کچھ مجھے کتنا تو کہا  
 کس سے کمون کیا ہے مری وقت نزع  
 مستعد ہوں کعبہ کا ناظم مگر جاکر وہاں  
 ستم میں شہرہ جو وہ آفت زمانہ ہوا  
 تری محفل میں خوش ہوتا کیا معلوم تھا جھکو  
 یہ غصہ ہے کہ دل مضطرب نشانہ تھا  
 جب شکو میرا غل نہ سنا سرگراں ہوا  
 صحتاً وغیر کو کو نہیں احتیاج دام  
 عشق اور مدعا طلبی واہ رے سمجھو  
 کرتے ہیں ایک عذر دنیا ہر ستم کے بعد  
 جھکو تقصیر کا دہشتانہ لگا یا ہوتا  
 انداز نسیا ہے دل لگی کا  
 بات ایسی کون سی ہے کہ جسکو بڑبائیے  
 کہلندڑے ہیں پر ایسے کہ راہ میں ہر روز  
 مرنے سے اپنے خوش ہوں کہ انجان بیکے وہ  
 عشق کی کیسج ہر گراؤ میں موتے میں مع

اک پردہ تہانہ آئین کا وہ ہی اڑھا گیا  
 یعنی یہ ایسے ہیں کہ نہ ان سے سنا گیا  
 آگے بڑھ کر میرا تیرا امتحان ہو جائیگا  
 وہ عیادت کو ہی آجائینگے تو کیا ہوگا  
 مان تری ناموری ہر اگر اچھا ہوگا  
 سن لیا ہمنے کوئی شکوہ سچا ہوگا  
 او سکا یہ کہنا کہ یہ کیا ہو گیا  
 حیرت آتی ہے کہ کیا تجھانہ ویران ہو گیا  
 فلک کو عذر ستم کے لئے بھانا ہوا  
 کہ مجھ تک آکے پہاؤ لٹا چلے گا ویران ہوگا  
 ہو جو تیر خطا میں گناہ گار ہوا  
 قدرت خدا کی ہن نہوا پاسبان ہوا  
 جس پر پڑی نگاہ وہ نسخہ ہو گیا  
 دہشتا ہوس کا داغ مٹنا ٹھہر گیا  
 گریون ہی ہر تو قاعدہ اچھا ٹھہر گیا  
 تم خفا ہوتے اگر تم کو خفا ہونا تھا  
 سننے میں پتا نہیں ہنسی کا  
 اک مختصر سوال ہے یا بوسہ یا جواب  
 بگاڑ دیتے ہیں دو تین چار کی صورت  
 ہر اک سے پوچھتے ہیں مجھے بار بار آئیں  
 غمناکے جانگذاڑ و مرصھا کے لا علاج

وہی تم ہو وہی خنجر ہے پر انصاف کرو  
 راز میرا ہے او نہیں خیر سے کنا منظور  
 شیخ نے حجرہ کا دروازہ رکھا ہے نیچا  
 کیوں آکے کہو در پہ کہ وہ گھر میں نہیں  
 میں نے کہا کہ دعویٰ الفت مگر غلط  
 کہتے ہیں کہ وہ بھی ہی کہتے ہیں کروں کیا  
 مرنے کی جگہ ہے کہ وہ منکر مری تقریر  
 ہم تکویر کہتے ہیں یا خو کو تمہاری  
 اب لکھیں گشت کوہ بیدا ہم دل کو لکر  
 فنا نہ مستم ہجر ہے سوال نہیں  
 وفا شکاری ناظم یقین نہیں نہ سہی  
 یہی سمجھو کہ نکالے ہوئے ہونگے ورنہ  
 میری وفا کی داد نہ جرم عدو سے بحث  
 سب کے اس عمر میں ہو جاتے ہیں ایسے ہی خوا  
 ہمت نہ خنجر خوا نکا ہوں قائل کہ او سے  
 گل کا نام اک گل گیا تو کیا  
 مل جاتے ہیں تو کہتے ہیں اچھی طرح تو ہو  
 خوش ہو رہے تھے ہم کہ بنایا ہے ہمیں یار  
 چاہتے ہیں کہ سنیں مرجانا  
 رخصتِ عرض حال کیا مانگوں  
 کہتے ہو جائینگے پر کیوں نہیں جاتے جاؤ

ما تہ پر ما تہ دہر بیٹھے ہو کیا میرے بعد  
 اور میں خوش ہوں کہ سن لیتے ہیں تمہا ہو کر  
 لینے یاں آئیگا بیاختہ نہاں جھک کر  
 کیا ہم نہیں پہچانتے سرکار کی آواز  
 کہنے لگے کہ ہاں غلط اور کس قدر غلط  
 کہتے ہو کہ دجھوئی اعدا نہ کرو تم  
 بولے ہی تو یہ بولے کہ غوغا نہ کرو تم  
 لو جو کے ہی اچھے سہی جھگڑا نہ کرو تم  
 نام او کا آسمان ٹھہرایا تحریر میں  
 نہ وجواب سنے جاؤ کچھ ملال نہیں  
 یہ کون شخص ہے اسکا ہی کچھ خیال نہیں  
 کیوں پہلوں بزم سے ہم خانہ خرابا تے ہیں  
 کیا خوبیاں ہیں میرے تغافل شعار میں  
 تجھ سے کچھ شکوہ ہیں اے فلک پر نہیں  
 مالے سے نرم منہ مقصود ہے تاثیر نہیں  
 تم ہی اچھے ہو رنگ میں بو میں  
 گویا ہمارے جی میں کچھ ارمان ہی نہیں  
 دیکھا تو اونکے در پہ وہ دربان ہی نہیں  
 پوچھتے رہتے ہیں اکشر مجھ کو  
 کہ نہ بیٹھیں کہیں کہ رخصت ہو  
 میرے جینے کی مجھے راہ بتاتے جاؤ

واجب القتل نہیں لیست سے نیز تو ہوں  
 میں تو سائل ہوں خریدار نہیں کیوں اور چون  
 مجھے اوٹھاتے ہو کہہ کر کہ یہ غلو ت خاص  
 خط سہی اثر آہ و نالہ پر ناظم  
 اک مڑہ البتہ ملتا ہے سو وہ بھی مشترک  
 اور کیا نالہ و فریاد سے حاصل مجھ کو  
 تکلف کیا ہو اگر صورت میں ہر روز سے بہتر ہو  
 ڈرنے لگا ہے اب مہ و غور سے ہی دل کی یہ  
 اب کچھ نہیں تو باندبتے ہیں خنجر و شمشیر  
 کہتے ہو کہ ہم غیر کو آنے نہیں دیتے  
 وفاق کی ہم نے اور تم نے جفا کی  
 نگاہ شوق نے کیا کچھ نہ دیکھا  
 کروں آج اسکو ناز و غمزہ میں تیز  
 نکالا ہم نے کچھ فاضل اونہیں پر  
 قصہ کو کہیں و قیس کو نہ کر رکھیے  
 جانتے ہم بھی کہ ہر غلہ میں راحت کیسی  
 جو چھینے ہی ہو دل کو تو مول کیوں پوچھو  
 بیان سوز غم عشق سنکے کہتے ہیں  
 ضد سے وہ بزم سے میں نہیں بیٹے جا بھ  
 مرنا تو ہر طرح ہے مسلم پر اسکی تیغ  
 میں نے جو کی حسد کی مذمت تو اپنے

لو اب آئے ہو تو کھکھڑاہی مٹاتے جاؤ  
 قیمت بوسہ لب روز بڑھاتے جاؤ  
 وہ کون لوگ چلے جاتے ہیں اور دہر کھو  
 رہے نہ دل میں ہوس آو یہ بھی کر دیکھو  
 بوسہ کاشے ہے کہ جسکے دینے میں تکرار ہو  
 پھیر دیجے کہیں گھبرا کے مراد مل مجھ کو  
 طریق ظلم میں بھی دو قدم گردنے بڑھ کر ہو  
 پھرتے ہیں رات دن فلک فتنہ راکے ساتھ  
 کیا جانئے کیا باندبتے ہوئی جو کمر کچھ  
 سچ ہو یہی پر مینے سنا اور یہی کچھ ہے  
 تم اچھے ہم بُرے قدرت خدا کی  
 گرہ جب کھل گئی بند قبا کی  
 کوئی کشتی کمون تیغ ادا کی  
 و فاس سے کم رہی گنتی جفا کی  
 اپنی بیتی کے یہ خاک نشین ٹھوڑی  
 ملتی اوس میں سے اگر بھوکو ہیں ٹھوڑی  
 خریدنے میں نہیں اسطرح چل جاتے  
 یہ بات ہوتی اگر سچ تو تم نہ جل جاتے  
 میں جانتا ہوں جانتے ہیں پارسا بھ  
 ملتی اگر گلے سے تو ملتا مزا بھ  
 پیرانے میں ہنسی کے کہا مر حبا بھ

ثبوت جرم کی تاوا و سکو احتیاج نہو  
 حد و کو دیکھوں تو دیکھوں نہیں خدا کرے  
 جنت میں شہد و شیعہ و گل و میوہ ہو تو ہو  
 کلمے کیا دل در و دیوار کے آثار باقی ہیں  
 اوس بات کا کو چہ مسجد جامع نہیں ہر شیخ  
 ڈرتے ہیں محتسب بھلا آئے تو سہی  
 ناظم کہی نہ کوچے میں تیرے قدم رکے  
 بوسے لب تو دیا کیا کہنا  
 نامہ بر ہو کے ذیل آتا ہے  
 کہا شنے کہ بیدل ہوں کہا یہ قول باطل ہے  
 کہے یہ کون کہ تم کیوں و فانیں کرتے  
 میں خفا ہو کے جو محفل سے چلا آیا تھا  
 اک جہان کشہ انداز خود آرائی ہے  
 گزرے گی شعل حلیہ تراشی میں شب مجھے  
 عذرستم فریب و تمنائے صلح جوٹ  
 انبار میں غم کے مے دلین ہر طرف  
 سنتی تم سے توقع یوں حد و کے دم میں کئی  
 جئے گا کون کل تک جو تم اس کے پاس آگے  
 ہو اگر لاسہ و جان قتل ہم کیوں غم کرن ناظم  
 اس سے کیا بحث کہ ہوگی شب وقت کیسی  
 نہ گذر دوست تک اپنا نہ بغیر اس کے قرار

لئے تو نشہ میں بوسے مگر جنت کے لئے  
 کہ مدعی سے ملوں اپنے مہر کے لئے  
 ناظم خوشی تو یہ ہے کہ وہاں سے حلال ہے  
 ہوا ہر چند گہریں ان محراب بھی محراب ہے  
 اوٹھئے اور اپنا ہانے مصلحا اوٹھاتے  
 اچھی کہی کہ ساغر و مینا اوٹھاتے  
 بیچارہ کیا کرے کہ یہی رکھنا رہے  
 کہئے کچھ بڑھ کے بھی بہت ہوگی  
 خیر آگے کو نصیحت ہوگی  
 زبان پر کے منہ میں اور بکے سینہ میں  
 وہ کیا کہینگے مگر یہ کہ جان نہیں کرتے  
 آج کہتے ہیں کہ کل زہر نہ کہا یا تو نے  
 آپ جو چاہیں کہیں آپ کی بن آئی ہے  
 جانا ہے بزم یار میں کل بے طلب مجھ  
 صحبت بگڑ گئی تو بساتے ہیں اب مجھ  
 اک گوشہ میں بڑا ہے غم روزگار ہی  
 کہاں جاتی رہے وہ جو محبت آزمانے کی  
 قسم سچی سہی پر پھر ہی کیا حاجت ہی کیا نکلی  
 چلو یا تہہ آئی اک تقریباً کو چہرہ چائنی  
 موت اوس میں نہیں آتی یہ صحبت کیسی  
 کسپر آئی ہے اور آئی ہے طبیعت کیسی

یہ نہ دیکھا کہ بگڑ جاتی ہے صورت کیسی  
 سچے زمین اور وعدہ بھی ہوٹا نہیں کرتے  
 چکے ہیں ابھی ہم بھی تقاضا نہیں کرتے  
 وان بھی جنجلا کر کے یوسف علیخان چھوڑ  
 ملک الموت ہی آجائے وہ کس کام میں ہے  
 اوسیکو درد دل کہتے ہیں جگفتار میں آئے  
 وان وہ اور اوسکا بستر وی بگڑ میں ہے  
 یلنگے جب جنس میں دوبار تو تمہیں باقی یاد کر گئے

غصہ آئینہ دکھانے سے ہو دونا کیا خوب  
 آتے ہیں جنازہ پہ بانڈ از خجابل  
 دل لیکے ندین تہیت دل ایسے وہ کیا ہیں  
 حشر کو کینچن ترا داسن بہلا دیکھوں کہ تو  
 قاتل آیا نہیں کہتے ہیں کہ آرام میں ہے  
 جو کیئے درد دل سنئے تو کہتے ہیں کہ ہاں کیئے  
 یان صبح دشنام دہیان مرا نامہ بر میں ہے  
 دے میں در تہنہ بگو بوسے ہم ایک جابل یاد کر گئے

**نشا** محمد امان دہلوی فرزند سعادت اللہ معمار از شاگردان شاہ حاتم دیوانے  
 گزشتہ ۷

بولا کہ ہے یہ شکر شکایت بہلا ہوا  
 لیکن یہ ذرا خطبے سوا اصلاح طلب ہے

پوچھا جو اوس نے خوش ہو کہا میں نے شکر ہے  
 خوشی میں ترے حسن کی کچھ حزن تو کب ہے

**نشا** ابو محمد عبدالغفور خالیدی امروز در کلکتہ است و باعزاز تمام بسمری بردند کہ  
 اش دیدہ ام اشعار بسیارے از سخنوران دران گرد آورده سخن شعر انام دار و سلیقہ  
 انتخابش از ان پیداست اور است ۷

گور پر بیٹھ رہی حورو و فامیرے بعد  
 کہنے لگے مرو بھی کہیں جان بلب ہو تم  
 پہر کون سے مرض کی تباؤ دو ابو تم  
 آپ سے آپ لگے کہنے جواب تم جسکو  
 تم بھی خدا کی شان کو بے وفامی  
 بولے وہ آئی نہ آئی تو نہ مرنا کوئی

میرے مرنیکا یہ غم ہے کہ حجاب و رنکر  
 آتے ہی اونکی جان کو بوسے جو پھس گئی  
 تم سے ہوانہ درد دل زار کا علاج  
 تم سے ڈرتا ہوں کہیں تو کی نہ نوبت آئے  
 بیباکیوں سے آتی ہے صاحب جیا مجھے  
 مشکل آسان جو ہوئی دیکھے او کو دمنزع

صفر علی خان دہلوی ابن نواب آغا علی خان از تلامذہ مومن خان  
و مشاہیر سخوران است در لکھنؤ قاضی داشت دیوانے دارد در ۱۲۸۶ھ درگزشت

### از دست ۵

ادنین ہٹ تہی مجھے خواہش رہا جگر نہین ہان کا

و ہان دامن نہین یان مہات تہا مطلع گریبان کا

اشارہ ہو کے رہ جاتا ہے ہمہ مہربانی کا  
کاش اسے آفت جان میں تر آنسو ہوتا  
ہائے منہ دیکھے گا اگر وہ مسلمان ہیر  
کہ بالائے زمین کیا کیا نہوگا  
بھسکو بھنگام سفر یاد آیا  
ہوئی تھی صلح کس شکل سے پہر جھگڑا نکل آیا  
تم نے تو خود آپ کو رسوا کیا  
مانند قول یار میں بے اعتبار تھا  
شکر خدا کہ آج تو کچھ راہ پر ہیں آپ  
یہ سہ ارادے ایک مشت خاک پر  
کیا کیا اڑھائے ہیں شب غم میں قضا کے ناز  
خیر کسی طرح سے سزاؤ بھی

حیا بڑ ہے نہین دیتی ارادہ نوجوانی کا  
کبھی آغوش میں رہتا کبھی رخسار و پیر  
صلح کے بعد جو سوچا تو یہ بولا کافر  
کہے دیتی ہیں یہ نیچی نگاہیں  
بیکسی اپنی وہ رونا تیرا  
گلے میں بخت کے اذکابھی کچھ تصاکر آیا  
نام میرا سنتے ہی شرمائے گئے  
منت بھی کی مگر نہ کسی نے مری سنی  
آنکھوں میں سے لکا طہم فز این لب  
ہاتھ میں خنجر کمر میں تیغ تیز  
کس کس مصیبتوں سے ہوئی ہے نصیب گ  
دیتے ہو بوسہ تو کہیں لاؤ بھی

اصیر شاہ نصیر الدین دہلوی عرف میان کلو فرزند شاہ غریب اللہ سجادہ نشین  
شاہ صدر جان رح تلمیذ میر محمدی ماکل از مشاہیر سخوران است بانزدہم و  
بست و ہم بزم مشاعرہ می آراست و در زمین ہائے سنگ لاخ طرح میکرد در آخر  
عمر بہ حیدر آباد رفت و آنجا درگزشت دیوانے گزاشتمہ ۵



پشت لب پر ہی تر سے یہ خطِ ریحان ایسا سب سے ملاؤ اور وہم سے نفاق کو	سنہ تو دیکھو لکھے یا قوت رقم خان ایسا اس دوستی کو اپنی بالائے طاق رکھو
دیکھ لیتی جو اوٹھا کرے کیا ٹوٹتے ہاتھ دل کا کیا مول بہلا زین چلیا ٹھیرے	لیلیٰ ایسا تو نتا پر درہ محل بہاری کچھ تری گاٹھ گرہ میں ہو تو سودھیرے
دل یہ کہتا ہے کہ تیا و تباں دلو او چھیرنے کام سے پھر آپ مزا دیکھیں گے	

**نطق** مقصود احمد کا کوروی بر حال او آگئی دست ندا داین بیت چند از دست  
دو دیوان دارد

زیر زمین بھی جو رنک سے نہیں بجات قتل منظور ہے تو بسم اللہ	مرنے کے بعد قبر میں چوری کفن گیا ڈھونڈنا کسی روایت کا
بخت میں دو نوٹے یوں تو خیر جلنا ہی گر ہنگامہ ناز سواوس عوروش کی دشمن	شمع تو مجھے پھر انجی جہر کاوس نخل میں ہے جو نکلے آنکھ سے وہ بھی ہمارے ولین ہے

**نظام** نظام شاہ رامپوری جرنیقہ راز و اطلاع ہم نہ رسید

انداز اپنا آئینہ میں دیکھتے ہیں وہ	اور یہ بھی دیکھتے ہیں کوئی دیکھتا ہو
------------------------------------	--------------------------------------

**نواب** بدر عالمی گہرم امیر الملک والاحاہ نواب سید محمد صدیق حسن خان بہادر  
ترجمہ حافلہ ایشان از اسفار علوم مثل اتحات النبلا وغیرہ توان دریافت و اگر از  
فیما سخن فیہ آرزو داری تذکرہ شمع انجمن پیش چشم باید گذاشت این قدر ناگزیر است  
کہ شاعری دون مرتبہ ایشان ست ہر نواسے کہ باصول سخنوری برداشتمہ اندکیست  
در تازی و پارسی ست ہر چند کہ سخنوران بسیار بودہ باشند اما سخن نمی باین منزلت  
شاید کہ چشم روزگار ہم ندیدہ باشد در زبان رخیتمہ بیچ از ایشان مرقوم نیست یک دو  
شعر از افکار عالم شباب کہ از مدتہاے دراز تحویل حافظہ خاک راست بغرض استعارہ  
زرب و زینت درج این صحیفہ و مذرار باب ذوق کردہ میشود

<p>باتوں باتوں میں کچھ اوس نہایت ایسی چھپی غیر پوچھے ہے تو کہتے ہیں مجھے حضرت ناصح دل ارس ہمدرد کو دونوں باندوں سکے دیوانہ مجھے قتل کیا اور بولے عبث رقیب کی تعریف مجھ سے کرتے ہو حاشا ہے اونہیں اے شکوہ پیر حمی یار</p>	<p>کہتے کہتے دل سے حرفِ مدعا جاتا رہا آپ بھی بندہ کے عشاق میں ہیں آپ تو کہیے کہ اس میں آپ کی کیا رائے ہے ایسی رسوائی کے جینے سے یہ نہڑا چھا یہی نہ کھدو کہ اوٹھ جاؤ میری محفل سے تا بلب آ کے خبر دار دعا ہو جانا</p>
--	--

**نواب** تخلص نواب کلب علی خان بہادر والی راجپور ترجمہ ایشان در مکاران  
سخن بہ بطن مذکور است وزیرِ محبت شہرت تمام حاجت بیان ندارد درین فن دستگاہ  
بلند و مہارتے ارجمند نصیب ایشان است استفادہ از منشی امیر احمد امیر دارند  
چہار دیوان از افکار ایشان ترتیب یافتہ بطبع رسیدہ مطبوع گردیدہ بتے چند  
از انہا پیش نظر سخنور است ستایش آنہا نتوان کرد ہر چہ در شعر باید و شاید  
موجود است و بر باب نظر واضح و لائح

<p>مرے ہی سامنے غبار کی ہنسی کے بایں ہوں قابل دید ہوں حشر کا پر اے نواب نہشتے عرش کے بے اختیار رو دینگے کیا یہاں سے وہاں سوا ہوگا بچا ہوا تاج کو کچھ تیری چال سے فتنہ وصال کا ہو جو وعدہ تو موت بھی کھو بے نشانی تجھے مبارک ہو پہلے منہ دیکھو آرسی میں تم دل پڑ مردہ کو بھی رو لین گے</p>	<p>مجھی سے ہو پورا لٹا شکوہ میری بدگمانی کا سیر ہو جائیگی دونی جو کہیں تو آیا تروپ کے ہمنے اگر سوئے آسمان دیکھا حشر میں بھی یہی خدا ہوگا بدل کے رنگ وہی گردشِ زمانہ ہوا کہ آج شکوہ تجھے میں نہیں بھانپتا وہ پتہ پڑ چلتے ہیں تربت کا پھر سبب مجھے پوچھو حیرت کا وقت ہو گا جو کوئی فرصت کا</p>
---	--

ایسے حسرت کی مگاہوں نے بلایا میں نے  
وصل کا وعدہ نکرنا وقت آخر ناز سے  
گالیاں روز تین پر پہننے سنا ہوا اب  
بعد ایک مدت کے اوس نے ہائے یہ بیجا جو  
حضرت نواب زاد پر رحم واہ واہ  
چرخ سے آتی ہوا وسوقت بلا جب سب  
کل جو قتل میں ادا سے وہ شکر آیا  
کس نے نواب پکارا تجھ جو تو گھر سے  
تم برین ہو تو گھر میں پھنکنے ندون کہی  
کتنی ہے جسکو فتنہ محشر تمام خلق  
انتظار نامہ برین ایک مدت ہو گئی  
وہ چیز نہیں دلم میں دوا تو غین میدون  
دل روز نیا بانگو نہیں کچھ یہ بڑی بات  
کیا ہے چشم تر نے خون عالم اپنی گردن پر  
سینہ میں رکھ لیں ذرا دلکی تسلی کے لئے  
قاصد کو بھیجا ہوں تو شوخی کی راہ سے  
پوچھو تو کوئی بات مرے ڈھب کی مجھے تم  
عجب حسرت سے دیکھا ہوں جو جانان ہم آخر  
ترے کو چہرین ہو مدت ہمیں نزع کا عالم  
خواہش کروں وفا کی جفا کا گلا کروں  
سو ظلم ہمہ ابتوین پر کچھ ہی یاد ہے

کہ مرے قتل کو روتا ہوا جلا دیا  
ورنہ جینے کے لئے ایک آسرا ہو جائیگا  
اور کچھ شکوہ ہوا آپکا اعزاز دنیا  
ہم نہ سمجھے کوئی مطلب آپکی تحریر کا  
حکم ہوا اسکے لئے تو حشر تک کشمیر کا  
پوچھ لیتی ہے بتا آئیے شیدائی کا  
میں بھی اٹھا ہے ہوئے اپنا دل مضطرب  
باتہ بانڈ ہے ہوئے رومال سے باہر آیا  
آفت تو کیا ہے آئے اگر آسمان تپ  
ڈرتا ہوں وہ بھی کوئی تمہاری ادا ہوں  
روز پہرا ہا ہونین دو چار منزل دیکھ کر  
مانگو تو ذرا ناز سے پہلو میں چل کر  
دو گھامین اسی دلو تھین پیر بد لکر  
ذرا تم بھی تو رود و حسرتوں سے کیشیوں پر  
کہا نہ جائینگے ترے نشتر کو افساد ہم  
میرا ہی نامہ پہنچتے ہیں وہ جواب میں  
دیکھو تو پھر میں کہتا ہوں کیا کیا جو ہمیں  
ریگی یاد او کو بھی نگاہ واپس نہ سون  
یکٹری ساعت کا نقشہ ہم نے دیکھا ہے میں سون  
تم میرے بسین ہو تو خدا جانے کیا کروں  
کہنا وہ بے بسی میں کہ اللہ کیا کروں

ہوتی ہے رات وصل کی جس گہر میں یاخیلا  
 اتنی دعائیں مانگیں عدو نے کہ چن گیا  
 خواہیں ہی جو طلب کرتے ہیں تو شوخی سے  
 عاشق نہ کو نہ ستا بہر خدا سے ظالم  
 بناؤ شب کے تو سب لوگ دیکھتے ہیں مگر  
 خدا جو چہتا ہے حال حشر میں تو ہم  
 یار آنا ہے تصدق کے لئے ای دعا  
 غیر کے وصل کا اوس دن مجھے آہنگا یقین  
 افسوس اپنے جی سے بہلائے اوسیکو تو  
 شہرت تمہارے جو رستم کی ہو کس طرح  
 واعظ بیان کرتا ہے حور و نکلی گریبان  
 ہر بات میں نکلتے ہیں پہلوئے نئے  
 ہو قصر خلد ہی تو نہیں قابل پسند  
 چھپاؤ شوق سے تم راز الفت کچھ نہیں پروا  
 مجھے دیکھتے ہو عبت چارہ سازو  
 کیا جانے نامہ بر نے مرے مجھے کیا کہا  
 لے بھاگین وشتیں نہ کہیں میری لاش کو  
 بڑ گیا رشتہ دست قاتل میں  
 ہوئے حسین ایسے کیمر قد پر کہ بول اوٹھے  
 ذرا سی بات پر مہر جاتے ہیں دم بہرین حسرت  
 نہیں ہم تابل الفت تو شاید

اوس سرزمین پر کوئی کیا آسمان نہیں  
 تمہارا ساتھ اشر جو میری دلی آہ میں  
 مجھ سے پہلے وہ رفیقو نکو بلا لیتے ہیں  
 ان فقیر و نکلی تو سب لوگ دعا لیتے ہیں  
 ہم او نکلی بگڑی ادا نہیں سحر کو دیکھتے ہیں  
 نگاہ یاس سے اوس فتنہ گر کو دیکھتے ہیں  
 دے ذرا بہر خدا اپنا بھی ایمان جھکو  
 پیار کر لو گے کسی دن جو میری جان جھکو  
 جس دلو تیری یاد میں اپنی خبر نہ ہو  
 تشویر میری لاش اگر در بدر نہ ہو  
 ایسے میں سیر ہو جو وہ گرم خرام ہو  
 سوچو تو کس طرح کوئی پہرہ گمان ہو  
 جس گھر میں درد لے کوئی نوحہ خوان ہو  
 خبر کر دیکھے دو نالے مرے ساری خلد نکو  
 ذرا میری آنکھوں سے قاتل کو دیکھو  
 پہلو میں دل او چلنے لگا کیوں کہ جگہ  
 پھنساؤ پٹیریاں بھی عزیز و کفن کے ساتھ  
 اضطراب دل و جگر کو دیکھو  
 ذرا پوچھو تو یہ کس شہادت کی تربت ہے  
 سمجھ کر کہو تو تم عاشقو نکلی یہ بھی جاوت ہے  
 ملائک آئین کے عرش برین سے

گئے وہ غیبہ کے گھمبہ نشینو  
 غضب حسرت بھری ہے اس میں ظالم  
 ہم ہی کو قتل کرنا سکر اگر  
 اتنے دن بھی گذر ہی جائیگے  
 تم اے خضر لو راستہ اپنے گھر کا  
 یہ آیا کون کہ آتے ہی جسکے محشر میں  
 قتل کے بعد جسم آتا ہے  
 طلب ہے لطف سے تو مالنا تفاعل سے  
 ہاتھ رکھ لیتے ہیں انکو منبر وہ کل نذر سے  
 اداسے بگڑنا لگا وٹ سے ملنا  
 ہوا ہے مدتوں میں وہ مگر مہمان اپنا  
 کو رقیب کی فریاد سے کہ دم بہر کو  
 ہائے ہجرنی قاتل کی شہادت کے لئے  
 ہوا ہے عزم الہی سوے عدم میرا  
 عدو کا خط سمجھ کر نامہ فاصد لیا لیکن  
 سمجھو نگاہیں اے چارہ گرو گر مرے دل سے  
 کہے کام جہا کون لے اجل تیری آواز نہ  
 کعبہ جاتے تو ہو لیکن نواب  
 ہا جمہ کو نہ امید ہوا سو اسطے نواب  
 تم سے غیر کے جھگڑے میں عبت بول اٹھے  
 جیسے جی بات نہ پوچھی کبھی اب میرے بعد

قیامت کو بلا لاؤ کہیں سے  
 ذرا بچنا مگاہ واپسین سے  
 پھر اولٹا اسکا شکوہ ہی میں سے  
 کاش ہو وعدہ روز محشر کا  
 خدا جانے ہے وہاں مجھ کو کدھر کا  
 ہر اک طرف سے اوٹھا شور داد خواہی کا  
 یہ بہتہ ہے ہمارے قاتل کا  
 اداسے لیتے ہیں سب کام وہ مشار کا  
 تذکرہ کرتا ہے جب کوئی کسی بیمار کا  
 یہ انداز بھی ہے نرا لاکسی کا  
 بنائے اور عالم میں مکان لبائل اپنا  
 ہماری آہ کو دیدے ذرا اثر اپنا  
 نام خود پہنے لکھا ہے سر محضر اپنا  
 بتا تو کون سے دلمیں رہیگا غم میرا  
 بہت بگڑے لفافے سے جو خط میرا نکل آیا  
 ارمان کوئی ہمرہ پیکان نکل آیا  
 جو مدتہ دم ہی مجھ کو غمہ قاتل پسند آیا  
 کیا کرو گے جو صنم یاد آیا  
 غیر و فے ہی غفلت میں اتارا نہیں ہوا  
 دیکھ لی موتی ذرا آج شرارت میری  
 پوچھتے پھرتے ہیں ہر ایک سے تربت میری

اے پری دے تو ذرا ناز سواک جام مجھے  
 یہی اندیشہ ہے اب کون مر گیا تجھ پر  
 آتشک سے ترے طعنوں سے نہ پی تھی اعظ  
 کیسے کیسے تری وصلت میں سزا کو ٹھنیں  
 ایسی عورتوں کو بہین سے ہے سلام  
 آتے آتے پھر گسیا مسجد سے وہ  
 پہلے روتے تھے جان کو لیکن  
 بسمل کی ترپ پر نہیں الزام ذرا ہی  
 پوتا نہ حیا پر شب وصل او نکو بھر وسا  
 دیکھنا جنکا گوارا نہیں مجھ کو دم بہر  
 یہ نہ سمجھے تھے کہ اک عمر کے شکوے دے  
 اغیار سے جو لطف تھا ملنے میں وہ تھا  
 قاصد کی کچھ خبر نہیں نواب کیا ہوا  
 امید وصل تو صدقے آج پر شش کو  
 کسی پر دم نکلنے میں تو یہ سختی نہیں جوتی  
 لے تو چل اوس بزم میں اے شوق دید  
 ہجوم شوق میں جب دلی آرزو نکلے  
 تمہیں تو ناز تھے نواب پار ساقی پر  
 کیا کہتے ہو تم ہم سے کہ کیوں سیر گہ آئے  
 کسی یہ شب وصل ہے جو شور مچانے  
 دے عمر دوبارہ تو ہوں قربان الہی

کہ سمجھتے ہیں بہت نیک سے آشام حج  
 مر گئے پر ہی نہیں گور میں آرام مجھے  
 اوس نے منگوائی ہے لے اب تو ہلاتا ہمارے  
 زندہ رہنے دے اگر لذت دشنام مجھے  
 جنکا واعظ بھی تمستانی ہے  
 واعظوں کی آج عروت رہ گئی  
 اب تو آنکھوں کا اپنی رونا ہے  
 طاقت نہیں خود ساعد و بازو میں تھما  
 واقف وہ اگر ہوتے مری بے ادبی سے  
 ہائے وہ بھی نگہ ناز کے بسمل ہونگے  
 دوسری باتو میں ترے پیار کے زائل ہونگے  
 یوں ملنے کو تو مجھ سے ہی وہ بار ہائے  
 چڑھے تو خط کے راستہ میں جا بجا لے  
 وہ آتے ہیں سر بالین ذرا سنبھال مجھے  
 مرے سینہ سے پیکان آپکا شاید نکلتا ہی  
 دیکھ ہی لینگے اوسے دل تھام کے  
 کہ پردہ کعبہ کا اولٹوٹن مان ہی تو مٹکے  
 تمہارے گہر میں تو مے کے کئی سبونکے  
 دیوانوں کا کیا پوچھنا آئے جد ہر آئے  
 سورج نہیں ڈوبا ہے کہ غم سحر آئے  
 مقتل میں ہے اک غل کہ وہ بار و گرا آئے

امد رے تری شرم کی شوخی کہ وقت دے  
 چوری چپے نگاہ کرینگے وہ کیا ادھر  
 وصل کی تجھ سے جن اغیار سی ٹھہری لگی  
 عیش کا نام نہ لیتا کبھی عالم میں کوئی  
 کون اوٹھائیگا لطف ناکا محی  
 غیہ کو تجھ سے ہم دیکھینگے  
 خفا ہو کیوں سر نالوسے تم خوشی کی جگہ  
 ملا ہے یار تو نواب اتنے خوش کیوں ہو  
 تو بھی کچھ تذکرہ کر اسکی کہ ہوا ہے ظالم  
 وصل میں اوس بگڑ جائے تو اچھوٹے صنم  
 ستا ہے ہر دم نئے رنگ سے  
 غیر کے حال سے اوس بزم میں کیا بکھو  
 رات بہر وصل میں کرٹ بھی نہ بدلی تھے  
 شکے فریاد مری جانب خنجر دیکھا  
 اوس جیلہ کرنے کو تہی شب کے شکوہ سے  
 دیا ہے بوسہ اوسے پہر تو ہم جانیں  
 آزار ندین نکو کہ رسوا نہ کریں ہم  
 ہم تو جب جائینگے یہ زہد تمہارا نواب  
 جھکار دنا تھا مجھے وصل میں اونکو تگے  
 دل دیا تھا جسے نواب نے روز اول  
 ابھی تو بولے ہوئے ہو مگر یہ یاد ہے

کیا کیا نگاہ ناز کو چوری لگا گئی  
 تجھ سے تو میری موت ہی آنکھیں بڑا گئی  
 ہائے کیا اونکے یہاں عیش کے سلمان ہونگے  
 ہم سے دو چار بھی ہوتے جو رولانیوالے  
 ہم اگر تجھ سے کامیاب ہوئے  
 کس کی آنکھوں سے یہ ہم دیکھینگے  
 تمہیں تو قتل کر دیتے ہیں  
 خدا ملا کو  
 بعد اک عمر کے ایسا دل مضطرب پیدا  
 تو ادا بنکے مرے حق میں قضا ہو جانا  
 زمانہ بھی تیری ادا ہو گیا  
 اوس سے آگاہ ہیں اپنا جو کچھ اعزاز ہو  
 یہ بھی دل لینے کا شاید کوئی پہلو ہوگا  
 نہ ہوا اس سے بھی خاموش تو ہنس کر کیا  
 رکھا ہے اپنا وصل قیامت کی رات پر  
 یہ دل نہیں ہے کہ لیجاؤ مسکرا کر تم  
 ہم تم سے ہوں تم ہم سے تو کیا کیا مکر میں ہم  
 آئین وہ ناز سے اور تلگوں مر تب دیکھیں  
 اب وہ مالے شب بھر انین مزا دیتے ہیں  
 پھر وہی آتا ہے اب دیکھتے کیا دیتے ہیں  
 نہونگے ہم تو کو کو گے وہ یاد آتے ہیں

جب بینکما ظلم اوٹھائے نہیں جاتے  
 خیر کے آگے نہیں چھوڑتے ہو تم مجھ کو  
 وہوم ہے حشر نے برہم کئے دونوں عالم  
 اداسے ناز سے غمزہ سے مسکرنے سے  
 اگر سادگی پسند ہے تلو تو بھیج دو  
 لیلے وصل کی شب جیل دانے دلیہ  
 جیسہ ہزار ناز تہ نواب کو وہ دل  
 دلو تڑپنے سے تسلی ہوئی  
 ہر خند تھا عتاب عدو پروان مگر  
 ہولے بنے تو ہو مگر اتنا تو سوچ لو  
 عشق آفت ہی سہی ناصح مگر  
 مرنا بہت ہے مشکل کہتے ہو منہ بنا کر  
 جذب دل کینچ تو لایں ترے صد جلاؤں  
 اجل کی سختی کو کون دیکھے چشم حشر سے  
 جتا یا عشق تو انجان بنکے بول اوٹھے  
 تم عبت فریاد سے گہراتے ہو وقت اخیر  
 راز و صلت نہ بتاؤں تو کروں کیا ظالم  
 شب فراق یہ کیا سوچی ہے فرشتہ تلو  
 گو نہیں بھیجتے ہر میرے جلائیکی لئی  
 نواب مہر کہیں کہ یہ قصہ تمام ہو  
 چرچا پروان ہی کچھ ہو یر دم مصیبتوں کا

جھنجھلا کے یہ کہنے لگے ہر سکو نیا ہو  
 انہیں باتوں سے تو ہوتا ہے تو ہم مجھ کو  
 بیسجد و تم ہی ذرا اپنی خود آرائی کو  
 وہ دل کو لیتے ہیں بلجائے جس بہانے سے  
 اپنا بناؤ میرے مقدر کے واسطے  
 جو دیکھ پاؤ تو صدقے ہو اوس ادا کئے  
 دو ہی اداؤں میں تری پامال ہو گیا  
 در در جگر بڑھ کے دوا ہو گیا  
 دو جھڑکیوں کو سنے بیان کام ہو گیا  
 کیا ہو گا اگر کسی کو کبھی پیار آ گیا  
 کیا کریں بیباختہ دل آ گیا  
 صدقے تمہارے منہ کے دیکھو تو مسکر کر  
 حرکت گئے ہیں وہ اداسے سر محفل آ کر  
 بند ہی ہے ٹٹکی اپنی طرف سے روجانان پر  
 یہ باتیں جھوٹ ہیں ہم کو خوب جانتے ہیں  
 ہو چکا جھگڑا یہی دو چار آہیں اور یہیں  
 کہ مجھے غیر ترے سر کی قسم دیتے ہیں  
 کہ آسمان کو گردش سے تمام لیتے ہیں  
 روز غیر و نکو وہ اک نامہ لکھا کرتے ہیں  
 دن رات تیری جیب میں کب تک رو کرین  
 جنت میں ہی آئی ایسا ہی آسمان ہو



وہ شوخ ایسے میں آجائے تو ناشا ہو  
 زندہ جب چوڑا کہ میری کوئی تقصیر نہ ہو  
 کہ وقت زنج بھی بسمل کو اضطراب نہ ہو  
 بات کس کام کی جو چار میں مشہور نہ ہو  
 یہ کسی لاش ہے اسکو اڈھا لو  
 تم دونوں ہاتھوں سے ذرا لٹکا دلو تو تامل  
 منع ہرگز نہ کرو وصل میں شرم آنے دو  
 اب آبرو ہے میری آئنی سحر کے ہاتھ  
 پر کس طرح چھپاؤں میں صورت طلال کی  
 حرمت ہے بہت رند و نین نواب ہوگی

بہت ہی ناز تھیں اپنے صبر پر نواب  
 سو خطا میں تو میں خود اپنی تباہیوں بجے  
 یہ حکم ہے مرے قاتل کا اب تو قتل میں  
 عشق پہچان کا جو دعویٰ ہو تو ہو محشر میں  
 ادا سے بولے مجھ کو قتل کر کے  
 کیا کچھ کرے یہ فتنہ گر نواب اسکو دیکھ کر  
 غیر سے بھی یہی عادت رہی نواب اوکی  
 ہر نیکو کہ چکا ہوں میں صبح شب وصال  
 بنکر شگفتہ غیر کو افسردہ تو کروں  
 لینا سر سجادہ وضو کر کے ادب سے

## الواو

**وحشت** میر غلام علی خان خلف میر زحمت اللہ خان داماد مولوی رشید الدین  
 خان مراد آبادی مولد دربارس و شاہجہان آباد نشو و نما یافتہ اگر اسی شاگردان  
 مومن خان بود و مضامین بلندی یافت چھا خوش گفتہ است ۵

ذکر سن سکے رقبوں کی تھے آشامی کا  
 طوق آہن جسے سمجھنے نے گریبان نکلا  
 گر گیا وحشت جان باز تری جان سے دور  
 کچھ اند نوین پہلے سے لطف و کرشمین  
 او نکلو تو کچھ بھی رشک جفا و ستم نہیں

آیتین حرمت صبا کی سنا تا ہوں او سے  
 منفصل ضعف جنو سے ہوئے ایسے کہ پوچھ  
 میر سے نہ کی خبر غیر کو یوں دیتے ہیں  
 دلیں عدو کے بڑھ گئی کیا الفت آبکی  
 سن سکے مجھے شکوہ لطفِ عدو کیا

کیون نہ باطل سمجھو اقرار و فسا گذرا اس اعتمادِ محبت سے میں خدا کھین ہو رہ جفاے بار کی ہم ہوں بعد آگے بسکہ رنج افزا طبع نازک جانان نہیں	سحر شیکے ہے تری گفتار سے مجھے چھپائیں کاش وہ الفتِ قریب کی مرے مجاہد کا اختیار کو اس واسطے غم ہے آسمان پر ہے دماغ اس آہ بے تاثیر کا
---	--

**وحشت** مولوی حافظ رشید البنی فرزند مولوی حافظ حبیب البنی فوت مختصر  
از اولاد حضرت مجدد الف ثانی بود در حرمۃ اللہ علیہ در شہ ۱۲۸۵ھ در گزشت اوستاد  
مولوی عبدالغفور نساخست

کہانی کی تو مدت سے قسم کھاتی ہر بدم یہ غم ہے کہ کہا تا ہوں کسی شک پری کا	وزیر خواجہ محمد وزیر لکنوی خلیفہ خواجہ محمد فقیر سلسلہ لبش تا خواجہ نقشبند علیہ السلام میر سدر گزیدہ ترین شاگردان ناسخ بود دست دوم ذیقعد ۱۲۸۵ھ راہ عدم پیو در خوش فرمود
---	---

سرمرا کاٹ کے چمٹائیے گا جو کستا ہوں ترا ہمیں ہوں میں چلا ہے او دل راحت طلب کیا شاہانِ بکر اسی خاطر تو فتنہ عاشقانے منع کرتے تھے کیا غیر نکو قتل اس نے موتی ہم رنگ کھائے گذرا فلک کے پار گیا لامکانِ تلک وصل کی رات ہے بگڑو نہ برابر تو رہر قتل ہے شمشیر اوطالم کیا	کسی بچہ جوٹی قسم کھائیے گا تو کیا کستا ہے کچھ اپنی دوا کر زمین کوے جانانِ بچ دیگی آسمان بکر اکیلے بھر رہے ہو یوسف بے کار وان ہو اجل ہی ووستو آئی نصیب شمنان بکر اد تیر آہ بے ادبی اب کہاں تلک پوٹ گیا میرا گریبان تمہارا دامن آئینہ دکھلا دیا دو ہو گئے
---	--

**وقت** رائے کنور کشن گمار قلعہ دار اضلاع مراد آباد و بدایون ست  
دشاگرد منشی انوار حسین تسلیم سہسوانی

مشل ہے آن پھنسے ہیں نہا کرتے ہیں  
حیا کو تم سمجھ لو اور خرد سی ہم بندھے ہیں

وہ ظلم کرتے ہیں ہم واہ واہ کرتے ہیں  
تکلف برطرف اے جان عالم بیدار

## پاؤں ہونے

ہدایت ہدایت اللہ خان دہلوی کتاب باطن از خواجہ میر درد درج نموده  
و نیز از خواجہ اصلاح سخن گرفته در ۱۵۱۵ھ ازین خاکدان رفت دیوانے گزاشتا  
گفتارش صفائے دارد

ہماری گذری کی کیونکر آگئی کیا ہو گا  
بس میری جان دہوی بیالو نہیں چلیا  
کچھ دکھو میں جان کو آرام آگیا

نہ رحم اسکے ہے جی میں نہ دلیں اپنے صبر  
دیکھ لو سکی چشم مست کو دل تو ہلک گیا  
جسم زبان پیدار تر نام آگیا

ہوس میرزا محمد تقی خان خلف نواب مرزا علی خان فیض آبادی در لکھنؤ  
داشت شاگرد مصحفی بود دیوانے دار دغوغا بود

آئی چکی تو کما اوس نے ہمیں یاد کیا  
رونے پیرے دیر ملک وہ ہنس گیا  
مجھے وہ بگڑتے ہیں جب خوب نور تے ہیں

نزع میں بہنے عجب طرحے دشا دکیا  
دی جھکو درد عشق نے غم میں بھی کان خوشی  
رخش کا اونہونے بھی کیا وقت نکلا ہے

## ایسا

پایس حافظ حفیظ الدین دہلوی برعالمش آگئی دست نہادے

مگر یہ کچھ نہیں کہلتا کہ آرزو کیا ہے

جائین پرتے ہیں ہم ہر طرف سرسیمہ

یاس خیر الدین دہلوی از مومن خان و ذوق دہلوی با استفادہ این فن  
پر داخستہ اور راست ۵

اسطون کو دیکھتا بھی ہو تو شرمایا ہوا زانو سے یاس کمان اور سر دلدار کنا ربط غیر دن سے طربا مجھے دنا چاہتے ہو عشوہ و ناز و اداطن سے کہتے ہیں مجھے شر بہ وصل پیئے و نہ سم کہانے دو بے ستم میرا وہ بیتابی سے در پر جانا	اب تلک ہوا ملک میں شب کا سماں چھایا ہمیشہ بات وہ کر جسکا ہو کچھ یہی سراپا دل میں سمجھو تو یہ کیا کرتے ہو کیا چاہتے ہو ایک دل رکھتے ہو کس کس کو دیا چاہتے ہو کیا قیامت ہے نہ جینے دو نہ مرنے دو اور تر ناز سے کہنا اسے مت آنے دو
--	--

یقین انام اللہ خان خلف اظہر الدین خان سرہندی وطن دہلی مولد از  
اولاد حضرت مجدد الف ثانی بود قدس سرہ و از شاگردان میرزا مظہر علیہ الرحمہ  
در عہد بخت و پنج سالگی بہ بخت زنا از دست پدر خویش کشتہ شد دیوانے  
دارد طبع شگفتہ داشت ۵

ہر گھڑی صحرائیں پر نگر جرات یقین ہمارا آخر ہوئی ہے اب تو سینے دگر کیا نکو اگرچہ عشق میں آنتے ہو اور بلا بھی ہے	آگئی تھی راس مہنو کو بیا بانگی ہوا یقین کرتا ہے کوئی اس قدر دیوانہ پن نرا برا نہیں یہ شغل کچھ بہلا بھی ہے
--	---





در ذکر تافیه سخنان هندی جز اهم الله بجا یزده انجیر مشق سخن هندی هر چند  
 اتفاق نیفتاد و فرصت تسخیر سزان این فکر و دست بهم نداد اما سامعه را از  
 نوا سه طوطیان هند خط وافر است و ذایقه را از چاشنی شکر و خوشان این گل زمین  
 نصیبه شکاثر موز و زمان هندی در بگرام پنج کروی تنوج فراوان جلوه نموده اند  
 و دماغ بار بار بر دلج صندل حر شگفتگی مافر و ده لهذا این فصل علیحدہ به سحر بر رسید  
 و شامہ معطری بدست جو شناسان حواله گردید شیخ شاه محمد بن شیخ  
 معروف فرملی بگرامی در روزگار اکبر بادشاه صاحب ثروت و اقتدار بود  
 و حکومت احصا قیام داشت و در هندی اوستاد کامل بود و گوئی حکمت سخن  
 از اقران می بود و در سرزمین ریری چند و حکومت محلی داشت روزی  
 با فوج خود بجزیم شکار برآمد اتفاقاً از فوج جدا افتاد و عبورش بر سر دیهی واقع  
 شد در سو او آن دیه دختر ترے صاحب جمال را دید که سرگین گاورا پای میاز  
 نام دختر چنپا بود در ساعد خود زیورے داشت که آنرا در هندی تائیت گویند  
 و ابریشم سیاه در آن تعبیه کنند شیخ اشاره به آن زیور کرد و گفت که خوب بهنوش  
 بر کنول نشسته است بهنور ز بهنور سیاه و کنول نیلو فر را گویند ابریشم سیاه  
 را به ز بهنور و دست را به نیلو فر سرخ تشبیه داد که در موز و زمان هند مستعمل است

و عشق ز بنور سیاه بر نیلو فرزند نکته سخنان ہند مقرر چنانچہ عشق بلبل بر گل عشق  
 قمری بر سر و نر و اہل فرس چنپا بزبان شکستگی جواب داد کہ ہنور نیست گو بر و نہ  
 است یعنی جمل کہ در سر گین پیدا میشود شیخ ازین جواب مخطوطا شد و لطف طبع را  
 دریافت و او را بر اسب گرفتہ در ر بود و بخانہ آوردہ تربیت کرد و او در نظم  
 ہندی فایق و در لطافت و ظرافت بہ بدیہ گوئی یگانہ برآمد تا بحدی کہ در نظم  
 ہندی از شیخ شاہ محمد سبقت برد و ہا فراوان در سوال و جواب ہر دو میان  
 جمهور مشہور است اکثر سوال از شیخ و جواب از چنپاست و این دلیل از ہونی  
 قدرت از چنپاست کہ سوال را فی البدیہہ جواب ہم می توانا بد و نہ سہ شیخ  
 شاہ محمد و چنپا بر کنار دریا سہ نشستہ بودند شیخ شاہ محمد مصرعے گفت کہ

دوہا

سوال از شیخ دہوم جو آو تہت ترنگ مین یہ اچرج مم آہ

جواب از چنپا آئل روپ گوئی کامنی محن کر گئی سہ

دہوم دغان ترنگ موج دریا اچرج تعجب مم محکو آہ ہے آئل  
 آتش روپ شکل و طرح کامنی زن حین و نو جوان محن غل سہ  
 اے شاہ محمد حاصل دوہا شیخ شاہ محمد نے چنپا سے بمصرعہ اول سوال کیا  
 کہ موج دریا میں دغان کا کھلنا باعث تعجب ہے چنپا نے فی البدیہہ بمصرعہ  
 ثانی جواب دیا کہ کوئی شعلہ رو نو جوان سوختہ آتش فراق اس دریا میں غل  
 کر گئی ہے

ایضاً سوال و جواب سورٹھا

سوال الشیخ سیام رین بن کتند اوڑن چکن کوٹ دس

جوانب چنپا من متہ باری دیشہ بن پیہ تیتہ کموجت پھرے  
سیام سیاہ مین تار یک رین شب چکن کرم شب تاب کوٹ بشار  
دس اطراف من متہ آتش شہوت باری مشتعل و شمع نظر بن پیہ  
بہ مہاجرت شوہر تہم عورت کموجت پھرے جو یان ہے حاصل وہم  
شیخ نے چپا سے سوال کیا کہ اس شب تارین کرم شب تاب بے شمار اطراف  
مین کیوں پرواز کرتے ہیں اوس نے بدیدہ جواب دیا کہ انکی نظر و مین فراق شوہر  
نے آتش شہوت مشتعل کی ہے لہذا اپنے مطلوب کو ہر جا رسو تلاش کرتے ہیں

ایضاً سوال وجواب سورٹھا  
کرم درگ ڈھیری منار حم آیو ہباؤ نین

لینین نین پکھار ملن ہتی تو دڑ بن

کم کیوں درگ چشم ڈھیری پر از اشک ہوئے سنا ز نازنین و  
پایا آپکھار صان کرنا ملن منبر حاصل دو ما شیخ شاہ محمد سفر سے آئے  
چنپا اوکو دیکھ کر جوش محبت سے آبدیدہ ہوئی شیخ نے کہا کہ اے نازنین وپایا  
میرا آنا تمکو خوش نہ آیا چنپا نے فی البدیہہ جواب دیا کہ میری آنکھیں تمہارے  
فراق میں غبار آلودہ ہو رہی تھیں لہذا میں نے آب دیدہ سے اوکو صاف  
کر لیا کہ تا شمار مطلوب بخوبی تمام کریں +

دو ما

سوال شیخ جل تن پیراگر پ ہاری باہن سوئے

چنپا دی پر ہٹائے یہ جورے تہاری ہوئے

جل تن سدا آب مراد از مسک پیراگر پ خواب ہاری دور  
کرنے والی رمی رائے باہن سواری حاصل دو ہاشیخ نے یہ دو ہا  
لکھرا اندر مکان کے چنپا کے پاس بھیجا کہ جو شے مسک دشمن خواب اور میری  
سواری ہے اگر تیری رائے میں مناسب ہو تو بیحد و مراد افیون طلب کی ہے  
روپ گنواؤن جگ ہسن تجھے کام کی کہاؤ

۶۰  
۱۱۰  
۱۲۰  
۱۳۰  
۱۴۰  
۱۵۰  
۱۶۰  
۱۷۰  
۱۸۰  
۱۹۰  
۲۰۰

جواب از چنپا ہون تہ پوچھون ساہ یہ کمان بسا ہے بیاد

روپ گنواؤن خراب کنندہ حسن جگ ہسن باعث خندہ خلق تجی  
کام کی کہاؤ قاطع شہوت بسا ہے خرید کی بیاد وہ بلا و عارضہ حاصل  
دو ہا چنپا نے افیون بیحدی اور لکھا کہ یہ بلا خراب کنندہ حسن باعث خندہ خلایق  
و قاطع شہوت آپ نے کمان سے خرید فرمائی ہے

دو ہا شیخ شاہ محمد

کچھپ درشت اور کینج من سح پر لوانت

بہر کی ہوئی کمت پنخری تب ہنتی بگونت

دو ہا ایضاً

کچھ چوٹی تہ سس سون بچ رزی اتنگ  
مانو کچن کلس تین امرت پیت ہونگ



کچھ موے سرب دونوں کچھ پستان اُتنگ بلند کچھن کلس سبوجہ طلائی  
 امرت آب حیات بہونگ مارسیاہ حاصل دوہا موے سر معشوقہ  
 کھٹے ہوئے دونوں پستان پر اونچے پڑے ہین گویا مارسیاہ سبوجہ طلا سے  
 آب حیات پیتے ہین ۛ

دوہا ایضاً  
 پھپ تر این پھر نس مانگ بنگ گج راہ

بدن چند دن دیکھت ام کر ہو لوساہ  
 پھپ گل تر این ستارہ چھر پار پے چو نری بنگ سیاہ نس شب گج راہ  
 مکشان بدن چہرہ حاصل دوہا شیخ شاہ محمد دن مین رات کو ثابت  
 کرتے ہین کہ معشوقہ پار چہ چو نری سیاہ گلدار سفید جو پھنے ہوئے ہے اوسکے گلہا  
 کو ستارہ اور اوسکی زمین سیاہ کو شب اور مانگ کی خوبی و صفائی کو مکشان  
 اور چہرہ کو ماہتاب قرار دیکر کہتے ہین کہ روز روشن مین رات دیکر شاہ متعجب  
 دغ و فزا موش ہو گیا ۛ

دوہا ایضاً در صفت موے سر  
 ال مالا پین گین اہ کل دُری پتار  
 مرگ مد کرن گوجھوئی برن پاس تو یار

ال مالا زبور ہاے سیاہ پین جمع صحراہ کل اقسام مار ہاے سیاہ  
 درسی پوشیدہ ہوئی پتار زبر زمین مرگ مد شک کرن ہر دو گوش  
 برن پاس مراد کند بے خطا حاصل دوہا اے نازنین تیرے موے

کنند بے خطا ہیں کہ بخون او کے زنبور ہاے سیاہ صحر کو فرار ہوئے اور  
انعام مار بازیر زمین پوشیدہ ہوئیں اور تک کو حلقہ بگوش کر رکھا ہے

دو یا ایضاً

تِلْ نَبْکُ بَہْرُ کُطِیْ لَیْنِ شُوْشُوْ بَہَا جِیَہِ جَبَاکْ

اُدہر دِشَنکْ مَنُوْنِ نَر کِمہ کی پانک پساتِ کاکْ

تل نبکٹ خال کج بھر کٹھی ابرو سو بہا خوبصورتی جیہ جاگ خوش  
آیند دل ہے ادہر لب و دِشَنکْ کمان نر کِمہ دیکر پانک بازو پر پسات  
کہوتا ہے کاکْ زراغ حاصل دو یا نازنین کے ہر دو ابرو کا لطف  
سے باہم ملنا اور بالائے ہر دو ابرو کے خال سیاہ کج کا ہونا دلو نہایت خوش  
آیندہ ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لب کمان کو دیکر زراغ خوش زدہ ہر دو بازو  
اپنے بہارادہ پرواز بار بار کشادہ کرتا ہے خال مراد از زراغ و ہر دو ابرو مراد  
از ہر دو بازو سے زراغ و لب مراد از کمان

دو یا ایضاً

مِیْٹِ مِیْٹِ بَدَہِ بَدَہِ سَچِیْتِ تُو کِمَہِ اَوِیَانِ لَکْ

جَگِ پِتی نَچِیْتِ کَرِیْتِ نَچِیْتِ بَہِیو سُو مَکْ

ن

مِیْٹِ مِیْٹِ مِٹا شاکر بدہ بدہ طرح طرح سچیت اطمینان خاطر او پان  
مثال لکْ لکھا جگ زمانہ دراز نچیت یقین و اطمینان مک گنگ  
حاصل دو یا تیرے چہرہ کی نظیر کو بہتون نے باطمینان خاطر طرح طرح  
سے لکھ کر مِٹا شاکر پر لکھا اور نقل مطابق اصل میں اطمینان کرنا چاہا مگر مدت دراز

گذر گئی اور اطمینان نہوا اور جب کو اطمینان ہوا وہ گنگ ہو گیا بمصدق اینکہ عمر  
آنرا کہ خبرش در خبرش باز نیامد

دو ہا ایضاً

تو مکمل پانپ امیہ ندرہ دیکھت نیت نہ کات

نین پچتر اکمت رب پوت ہون نہ اکمت

پانپ امیہ آبجیات ندرہ دریا نہ کات خارج از بیان پچتر عجیب  
اکمت خارج از بیان رب دونون حاصل دو ہا تیرے چہرہ کی خوبی  
دریا سے آبجیات ہے کہ صفت ادسکی خارج از بیان و متعلق بہ معاینہ ہے  
علیٰ ہذا القیاس دونون آنکہوں عجیب میری کی ہی صفت نین ہو سکتی کہ  
شب و روز اس آبجیات کو نوش کرتی ہن اور سیر نین ہوتین ۛ  
دو ہا ایضاً

پر تیرم نین شرننگ چڈہ چہا نہ ہومیلت آئی

من پارا گمت کوپ تین ابھر دو ہون در جائی

پر تیرم مشوق نین آنکین ترنگ اسپمیلٹ ڈالتا ہے من دل پارا  
سیاہ گمت کوپ چاہ دل حاصل دو ہا ایک چاہ ہے کہ حسین  
سیاہ رہتا ہے وہاں کے باشندہ کسی مارچ معینہ پر ایک نازنین کو اسپ  
پر سوار کر کے اس چاہ پر لیجاتے ہن وہ نازنین اسپ سوارہ اس چاہ میں  
اپنے سایہ کو ڈالتی ہے یعنی جہانگتی ہے بچر داد سکے دیکھنے کے چاہ سے سیاہ  
جوش زن ہو کر نہایت تیزی سے اس کا تعاقب کرتا ہے اور وہ اسپ کو نہایت

خیز کر کے جان برہوتی ہے ورنہ سیلاب او سکومع اسپ چاہ میں لیجا کر غرق  
کر لیتا ہے اور سیلاب دوسکر وہ قد معینہ تک او سکا تعاقب کرتا ہے راہ میں  
مردمان وہاں کے اکثر مٹا کر کہو دیتے ہیں اون مٹا کون میں جا بجا پارہ  
بہر رہتا ہے او سکو وہ لوگ لیکر فروخت کر کے اپنی شکم پروری کرتے ہیں -  
شیخ شاہ محمد کہتے ہیں کہ معشوقہ کی آنکھیں کہ سوار شدہ اسپ شوخی میں جسوت  
میری طرٹ دیکھتے ہیں چاہ جسم سے دل بقیار ہو کر مثل سیلاب دونوں آنکھوں  
معشوقہ کا تعاقب کرتا ہے کہ او لگو کر تھار کرے ۛ

دو ہا ایضا

مرگ نینی مرگ راج کٹ مرگ باہن کہہ جاہ

مرگ انگ مرگ تملک مرگ رحمت سہ راہ

مرگ نینی آہو چشم مرگ راج کت یوزکر مرگ باہن مکہ  
ماہ رو جاہ ہی جکا مرگ انگ نازک اندام مرگ مہ تملک نقشہ شک مرگ  
رحمت آہو فرب سہ راہ تیر ہے جکا حاصل دو ہا آہو چشم یوزکر  
ماہ چہرہ نازک اندام شک کا نقشہ پیشانی پر لگائے ہوئے ہے کہ آہو جکی تیر گاہ  
کا گشتہ و فریفتہ ہوتا ہے اس دوہو میں لطف رعایت لفظی ہے ۛ

دو ہا از چنپا

ساہا اکدن یون ہتے چتون کینچی کاس

بیہو کٹولن کو سہی ایک ایک نہ پاس

اے شاہ محمد ایک دن وہ جوانی کے تلے کہ نظر آسمان پر تھی یا ایک وقت یہ

کہ چار پائی پر پڑے ہوئے یعنی حالت پیری آگئی اور علاوہ اسکے مہاجرت بھی ہے

### دو ماہ چنیا

نَاہِن سَاہِ بَسَارِیَے یَمُو اَدَاہِ جِیَوَت

ہَم کَمَدِنِ تَم سَر دَس کَر پَا کَر ن مَوَت

ادماہ امید جیوت زندہ ہون کمدن نیلو فر سر دس ماہتاب  
موسم سرما حاصل دو ماہ اے شاہ محمد مجھ کو فراموش مت کر دین اس  
امید سے زندہ ہون کہ تم شل ماہتاب موسم سرما کے ہو اور میں شل گل نیلو فر  
کے پس مجھ پر مہربانی واجب ہے ماہتاب موسم سرما نہایت صاف و روشن  
ہوتا ہے اور گل ہاے نیلو فر کو شکفتہ و شاداب کرتا ہے

### دو ماہ ایضا

بِرہ اُو سَاسِ جَرَتِ اب تِیہ کَمَتِ بِن نَا نَہ

مَنوَن سِر اَوَتِ تَن پَتِ پَر تِ جَا یِ دَہ مَانہ

برہ فراق اوساس دم گرم کمت آزاد بن نا نہ غیبت شوہرین  
منون گویا سراوت سرد کرتی ہے تن جسم تپت سوزان وہ  
تالاب حاصل دو ماہ غیبت شوہرین آزاد عورت غلیان مہاجرت سے  
دم بدم دم گرم کہینچ کر جلتی ہے گرہ دم گرم کا کھینچنا اور چلنا اوسکا اوسکو  
ایسا تسکین دہ ہے کہ گویا نیم سوختہ آب سرد تالاب میں غوطہ زن ہو کر  
فی الجملہ تسکین پاوے

سید نظام الدین متخلص بہ مدہنایک بن سید علاء الدین

بن سید حمزہ بلگرامی قدس سرہ شہرہ روزگار و در موسیقی ہندی یگانہ ادوار  
 بود در صحبت نکتہ سخن و لطیفہ گوی میر مجلسی با و مسلم می شد طبع شریفش بعلوم  
 ہندی مائل گشت و در شہر بنارس کتب سنسکرت و بہا کا کتب نمود و چهار  
 عظیم پیدا کرد و در موسیقی ہندی از علم نادر و تال و سنگیت ساز یکتائی نوا  
 و محقق این فن و نایک وقت شد و دو کتاب تصنیف کرد یکے نادر چند رکادوم  
 مدہنایک سنگار نقشہاے او مشہور است خواندن او کیفیت داشت بعض  
 اوقات وحوش با سماع آن در مقام مستی و حیرت فرو میماند تا بہ انسان  
 چہ رسد سید را بابہند و دخترے سند زمان عشق ہم رسید دختر نیز بجناب  
 عشق کامل دل از دست داد سید معشوقہ را گرفتہ بہ شاہ آباد برد و زیور  
 اسلام پوشانیدہ در جالہ نکاح آورد غزہ رمضان سنہ یکہزار و نود و نہ  
 بہ گلگشت روضہ رضوان خرامید چند کبت ازوے رحم بقلم حمی آید :

### کبت سکیا بر نین

سنگ لاگی ڈولت مکر سر سا کرن چتون پان کو چہر ہر کا ہو چٹوہ  
 لالت رسن دت بولت کلت دنت ایکدہ سن ادہرن ہت ہتو  
 اوکت ہوت نہ سر پر کنتی سار چھیر کنت مکہ کمہ کو کس کہو کہ ہتوہ

روس ہون سورس ال سنپت ملن جیسین دیوس کہ دیگہ کساتنی تو

### کبت سکلا اہار کا

چندر او دی چلی چند کھی ٹن گورہ چندن کھورن کورین  
 دو مد جوت بری چت جوتہ مانوٹ پالی مینکھہ کورین

جانی نجاتِ جنتی جلی جات چہی نہ بات سگدہن جو رین \*

ہاتھ لین سرچن گون کیو سرخ پرچہ نورین \*

کبت نین برن یعنی در بیان چشم

کاری کجاری انیاری جگ موہنی کوتن بچ تاری ات ترل تریری ہین  
جیسی مین ساوک جاوک جل پھرین پھرکین سوکیہ مون ریت نگہی

لال مدنا یک جو میر و من موہنی گون پجری پجری ریت نہ میری ہین

ساوکی سد ہار سو بہا ہار ہکا رایی مین کی کھلونان مین پاری ہین

کجاری سرہ آلود انیاری نوک دار تاری مردک چشم ترل تیزد

خوبصورت تریری کج و متحرک مین ساوک بچاہی جاوک رنگ سرخ

ہماور پٹ پٹ نقاب پٹ خرقش ساو دوپٹہ ریشمی مین بمعنی کام بمعنی چشم

حاصل دو ہا چشم سیاہ سرہ آلود نوک دار مردم فریب کی بیاض سرخ

مین مردک چشم اس خوبی سے متحرک ہین کہ گویا بچہ ماہیان آب سرخ مین

بہ شوخی حرکت و تفرج کرتی ہون مدہنا یک شاعر کا یہ بیان ہے کہ نقاب

مین ہی باز نہیں آتی میری طرف دیکھتی اور دلو فریفتہ کرتی ہین مزید بیان

دوپٹہ ریشمی سے نقاب چہرہ کی سنہال مین جو خوبی ہے اسکا بیان نہیں

ہو سکتا بہر حال اسے نازنین تیری آنکھیں جس مجسم کا باز چہ ہین \*

کبت چکھ برن گونگہ مین در بیان چشم اندر نقاب

جو چتر آن چٹ چڈھے نہ بد ہی بدہ بیدن گرنتہ نہ گای ۛ

بہارتی ہوری کری بہرین جب جوگن جوگ انتہی گنای

جو کلمہ جوت جلی نہ تھکی مدہنا یک گونکمت چنچل تائی ۛ

جہین دو کول چہی ہلکی اچھہ براجت اچھہ رہائی

چتر آن مراد جبریل علیہ السلام بدہ ہی ترکیب وصورت بدہ عقلا وفضلا

بیدن کتب سماوی گرنتہ کتب پارینہ تواریخ وغیرہ ہارشی گویائی جب

سجہ گردانی جوگن اقسام ریاضت جوگ متراض مدہنا یک نام صنف

چنچل تائی شوخی جہین باریک دو کول دو پٹہ بشی چہی خوبی اچھہ

بے شل اچھہ چشم حاصل دو ہاتیری آنکھیں جہی اندر نقاب کے

خوشنماہین اونکی خوبی خیال ملا یک میں نہیں آتی اور نہ کتب سماوی میں

انتہاے صفت اونکی پائی جاتی اور گویائی خود درفتہ ہو کر سرگردان ہے

اور متراضون نے سجہ گردانی و ریاضت سے بھی برتر خوبی و صفت اونکی

بیان کی مدہنا یک کہتا ہے کہ وہ آنکھیں چہرہ منور پر ایسی نور نشان ہیں کہ

حرکت نقاب مانع خوبی اونکی نہیں ہو سکتی بلکہ باریک نقاب میں ایسی خوبی و با

وعدیم النظیر ہے کہ چشم جمہور فریفتہ ہوتی ہے ۛ

کبت چند کی سا متا برن یعنی در بیان غیاہ ماتھا

گو کہ چند کی مرکنک ایک دیکھت کو کہی چہا یا چت ہوئل یہ کاس کی

کو کہی اندہکار پیو ہی سود دیکھت کو کہی کالمان کلنک انسا س کی



مدہ کئی سار ہر لینمون کرتا رتب تہائی کی سنواری بہا مان کا بہر کی تلاش کی

تا دن تین چہاتی چہید پری بین چہیا کر کی وار پار یکہیت نلتا اکاس کی  
مرکنک انک صورت آہو ہوتل زین کالمان سیاہی کلنک عیب  
انیکس بلا تکلف مدہ مدہنا یک شاعر سا ر خلاصہ کرتا ر خالق بہا مان  
عورت چہیا کر ہاتاب نیلتا سیاہی حاصل دو ما داغ سیاہ ہاتاب  
کی نسبت کسی نے بیان کیا کہ ارا بہ سواری ہاتاب میں جو آہوے سیاہ بین  
یہہ اونکی سیاہی ہے اور کسی نے کہا کہ سایہ زمین کا جو ہاتاب پر پڑتا ہے  
یہہ اونکی سیاہی ہے کوئی کہتا ہے کہ ہاتاب فاسق و فاجر ہے یہہ اس  
عیب کی سیاہی بلا تکلف ہے مدہنا یک شاعر کہتا ہے کہ خالق نے ہاتاب  
کا خلاصہ نور و خوبی لیکر زن مدہنا کہ جسکو شاعر ہندی ضرب المثل خوبی  
و خوبصورتی بہ کلام خود ہا کرتے بین خلق کیا اور بوجہ نکل جانے خلاصہ نور  
کے ہاتاب کے اندر سوراخ ہو گیا ہے اس واسطے سیاہی آسمان کی کہ جو  
ہاتاب سے بالاتر ہے براہ سولخ نظر آتی ہے ۛ

**دیوان سید رحمت اللہ بن سید خیر الدین بگرامی محاسب قمانا**  
بود و بہ منصب دو صدی و جاگیر از محال سائی پور سرفراز در سلیم پور سیدویم  
ربیع الآخر سنہ یازدہ صد و بیجہدہ بر رحمت حق پیوست در ہندی اوتاد  
عصر بود در ایام حکومت جاجموباد فروشی از تلانڈہ چٹناسن شاعر شہورینگر  
آوازہ کمال سید شنیدہ خود را بہ حاشیہ محفل شریفش رسانید و دو ہاتاب  
از منظومات استاد خود خواند سید دران دخل فرمود و سنے انرا مسلم دشت  
و پیش استاد رفت و دخل مذکور نقل کرد و سہم عمر ان نمود و ہا میں است ۛ

دو ہا  
ہیو بہرت اُر کُرت ات چتاسن چت چین

وامرگ نینی کی لکھی واہی کے سنے نین

یعنی دل بھی لیتے ہیں اور دیتے ہیں چتاسن کے دل کو قرار اس آہو چشم  
کی آنکھیں ماوسی کی مثل میں نے دیکھیں یعنی عدیم النطیر ہیں انبیا النکار  
کے خلاف لفظ مرگ نینی اس دو ہا میں سید صاحب نے پایا لہذا دخل کیا  
کہ اس صفت میں مشبہ و مشبہ بہ ایک ہی ہوتا ہے لفظ مرگ نینی میں مشابہت  
چشم آہو کی آہو سے پائی جاتی ہے لہذا یہ لفظ خلاف ہے چتاسن نے تسلیم  
کیا اور سب سے لفظ مرگ نینی لفظ سندر بنایا سندر کے معنی زن مہ لقا  
ونا زنین کے ہیں مصرعہ یہ ہے

واسندر کی مین لکھی واہی کئی نین  
کبت چتاسن در صفت شجاعت سید رحمت اللہ

گرب گہ سنگمہ جیون سبل گل گاج من پر بل گج تاج دل ساج دلا یوہ  
بجبت اک جگم گمن گمک دند بہن کی ترنگ کمر دہمک ہوتل ہلا یوہ  
بیر تہ کت بہیہ کنب ڈر جو رسن سین نو سور چوون اور چہا یوہ  
کوہ چلیای بیج ناہ ستاہ یہ رحمت اللہ سہ ناہ آہو \*  
گرب غور سنگمہ شیر زبان سبل صاحب طاقت گل گاج  
اظہار جو اغردی وغیرہ پر بل زبردست گج فیل باج اسپ دل فوج

ساج آراستہ اک چمک ایک طور پر گھن گھمک گرد و ننگانہ دندہ بن  
نقارہ ہائے تریگ کٹر سم سمند بہو تمل زمین پیر شہ عورات دشمنان  
جلپای بہ آوار بلند و استبداد ناہ شوہر حاصل دو ہا اے سید  
رحمت اللہ تم جو وقت بغور بہادری اظہار جو اندری خود کر کے فوج گران  
اسپان و فیلان قوی ہیکل سے لیکر شل شیر زبان یورش کرتے ہو آواز عجوبی  
نقارہ ہائے وغیرہ سے گرد و ن اور سم اسپان کی ٹوک سے زمین ہتی دھم  
کر اور ہر چار سو سے غوغا سے فوج مسکرت عورات دشمنان ترسان و لرزان  
باہم کہتی ہیں کہ اے عورات شوہر دار و اپنے اپنے شوہروں سے بہ آواز بلند  
و استبداد کہو کہ یہ سید رحمت اللہ تم سہیوں کا سردار ہے دوسرے یہ کہ  
جلد سید رحمت اللہ کی امان میں آ جاؤ ۛ

دو ہا سید رحمت اللہ

کاری سٹکاری کیری کیری سر سٹکاری

لوٹن ہاری جگت کی لوٹن ہاری بار

سٹکاری دراز کیری زیادہ سرس خوبصورت سکما نازک لوٹن ہاری  
تاراج کرنے والی جگت کی خلق کی لوٹن ہاری غلطان پار  
موے سر حاصل دو ہا اے نازنین تیرے موے سر سیاہ و دراز  
و خوبصورت و نازک زیادہ و غلطیدہ تاراج کنندہ بخلق بین ۛ

دو ہا

سوہت بینی پیٹہ پر جینی پٹ کی بہائی

لوٹن ناگن کنول دل انگ پرانگ لگائی

بینی چوٹی جہنی باریک پٹ پارچہ کنول دل برگ گل نیلو فرسخ پر رگ  
 خاک گل حاصل دو ہا چوٹی پشت پر دراز پڑی ہوئی باریک دوپٹہ  
 کے اندر ایسی خوشنما ہے کہ گویا ناگن خاک گل جسم میں ملکر برگ گل نیلو فرسخ پر  
 لوٹتی ہے ناگن مراد از چوٹی خاک گل مراد از دوپٹہ باریک برگ گل نیلو فرسخ  
 سرخ مراد از پشت +

دو ہا

مانگ سہاگ بہری آلی بپ پاٹنی جب پھا

سیام سنون گنسیام من چیلایک لکھائے

الی صاحب بپ دونو سیام مراد از صورت گمن سیام ابر سیاہ  
 چیلایک خط حاصل دو ہا دونون پٹی موسی سیاہ کی  
 در میان من مانگ کہ حسین ابرق گلال بہرا ہوا ہے ایسی خوشنما معلوم ہوتی  
 ہے کہ گویا اے سکھی ابر سیاہ میں بجلی چمکتی ہو +

بہونہ کمانہ تان کی کت تکیت انگھائے

گڈہ من سوتن ٹور کی تھار و پار و پائے

تکیت دیکھتی ہے انگھائے آزر دہ ہو کر گڈہ قلعہ تھار و تیرا  
 حاصل دو ہا اب کمان ابر و کو کینچ کر کیون آزر دہ ہو کر دیکھتی ہے  
 تو نے زنانہ انباخ کا قلعہ دل توڑ کر اپنے مطلوب کو پالیا + دو ہا

آن بان گو گمت ہین نینن بان سمان

وئی لاگت سالت جو یہہ دیکیت بیرت پران

آن اور سب بان تیر نینن بان تیر نگاہ سمان برابر سالت  
سورخ کندہ بید بہت دوزندہ حاصل دو ہا اور سب کہتے ہیں کہ  
تیر نگاہ تیر کی برابر ہے یہ بات درست نہیں کیونکہ تیر جب دل پر لگتا ہے تب  
سورخ کرتا ہے اور تیر نگاہ بجز دمعائے فکر و دل میں سورخ کر دیتا ہے ۛ

ہوئی تر چھی تر چھی تگنو بہتو بہا منی بہیر

جہ جتو ن چت مون گڈی کا ڈہٹ باوہ پیر

تر چھی کج تر چھی تگنو نظر کج سے دیکھا بہتو مجمع بہا منی عورت کا دست  
نکالتی حاصل دو ہا قول نایک کا سکی سے کہ مطلوبہ نے مجمع عورات  
کے درمیان سے جھک کر ہو کر نظر کج دیکھا اور سکی نظر ایسی میرے دل میں چپی  
ہے کہ جبکہ نکالنے سے میرے دلمیں درد ہوتا ہے ۛ

دو ہا

سند رکھ چوکا چک او پان کو برتی نہ

آنند مندر میں جڑی ہیرا جڑ یا مین

تک کہ چوکا سلک دندان او پان تعریف تھیل آنند مندر خانہ خوشی  
جڑ یا مرصع ساز میں حسن مجسم حاصل دو ہا خوشنما سلک دندان کی چک  
خارج از بیان و مثال ہے گو یا حسن مجسم مرصع ساز نے خانہ خوشی کو الماس سے  
مرصع کیا ہے ۛ

دو ہا

کر اُچائی جہائی تیر دہاری بھج یہ بہائی

منو چیل دوتی چک ہوئی گری ہوم پر آئی

کر ہاتھ اُچائی بلند کر کے جہائی خمیازہ کنان بج ہاتھ یہ بہائی  
اس طرح سے چیل برق ہوم زمین حاصل دو ہا انگڑائی لیتے ہوئے  
جو دونوں ہاتھ اپنے نازنین نے اوپنے کر کے یکا یک نیچے کئے تو ایسا معلوم  
ہوا کہ گویا دو برق چک کر زمین پر گر گئیں ۛ

دو ہا

سو برن رنگ مہدی رچو چلا جڑ اوسا تہ

ہا تہی دیے سانی کیو موہن من اُون ہاتھ

سو برن طلا جڑ او مرصع موہن فریفتہ کنندہ حاصل دو ہا قول  
کسی کا کسی سے کہ دست خا مالیدہ جو مثل رنگ طلا ہے اور چہلہ مرصع زیادہ  
اوسمیں خوشما ہے وہ دست خباستہ اپنا اپنے مطلوب کو دکھلا کر اوس کا دل  
فریفتہ کر کے اس نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ۛ

دو ہا

اوپان سند رنگن کی من آدی نہیں اور

ایسہ ہوا ریند کی کلن بہن سر مور

اوپان نظیر رنگن ناخن ہا ایسہ مد ہو چشم خروس اریند گل نیلوفر  
سرخ کلن غنچہ سر مور تاج سر حاصل دو ہا مثال ناخن ہا نے خواستہ

کی بجز اسکے اور خیال میں نہیں آتی کہ سر غنچہ ہائے گل نیلو فرسرخ پر عروسک  
تاج سر ہوں ؟

دوہا

چھلا چھیلی چہا نگین بچہ بیل اک ساتھ

چلت چیل منگو کرت چھلا کلا کی ہاتھ

چھیلی خوبصورت چہا نگین خضر بیدو چھلت فریفتہ کرتی ہے چھیل  
مرد زنگین طبع و خوش وضع کلا قدرت و شعاع حاصل دو ہا چھلا اور خوش  
انگشت خضر آرن دو نون کی خوبی متفق ہو کر فریفتہ کرتی ہے مرد زنگین طبع کو  
اور اس کے دل کو لیتی ہے ہاتھ میں اپنی قدرت و خوبی سے ؟

دوہا

اودر است روماولی موسن موہن بہانت

ماؤ صبرن پان پر کام مٹر کی پانت

اودر شکم روماولی سیلی موی نرم شکم موہن فریبندہ  
بہانت طرح صبرن طلا کام مٹر عمل حب پانت سطر حاصل دوہا  
نازنین کی شکم پر سیلے موی نرم فریبندہ دل ایسی خوشنما ہے کہ گویا پان  
طلا پر عمل حب کی سطر ہے پان طلا مراد از شکم سیلی موی نرم مراد از سطر عمل  
حب اور یہ عمل اکثر پان پر لکھا جاتا ہے ؟

نابہ کوپ ناگن نکس چلی کنول مکہ چاڈہ  
ٹھٹ کی دیکہ میور گر لی کچ گر کی کر اڈہ

نا بہہ نات کو پچاہ کنول مکہ مگر د چاڈہ چو ہکر ٹھٹ کی ٹہری  
 میور گر گردن ملائی کچ کر کوہ پستان کر اڈہ کنارہ مراد تمام پناہ حاصل دو ہا  
 چاہ نات سے ناگن سیلی موے نے نکھر قصد چڑھنے چہرہ ہچو گل کا کیا کر گردن  
 طاؤسی دیکھ کر ڈری اور گوشہ کوہ پستان میں جاے پناہ سمجھ کر ٹہری ۛ

گوڑی ہوری گوڑی تھوری پیں ٹھمای

ہوری ہوری بات سون پھرت تین گواٹی

گوری زن ملقا ہوری ہولی گورٹی صبیح رنگ تھوری بیس  
 کم عمر سہامی خوبصورت چورت چورانی ہے حاصل دو ہا معشوقہ  
 ہولی گورے بدن والی تھوڑی عمر کی خوبصورت اپنی ہولی ہولی باتوں  
 میرے دلو چورانی ہے اگر ۛ

دو ہا

کست ریت پچھوڑ یا انگ کیسری رنگ

کنک پیل سی جلمی بال چاندنی سنگ

لبست خوشنما سیت سفید پچھوڑ یا ساری انگ جسم کیسری  
 رنگ بزرگ زعفران کنک پیل بیل طلائی جلمی چکتی ہے بال عورت  
 چاندنی سنگ چاندنی کے ساتھ حاصل دو ہا نازنین کے جسم زعفرانی  
 پردو پٹ سفید زرکار ایسا خوشنما ہے کگویا بیل طلائی شب ماہ میں  
 نور انگن ہو ۛ

دو ہا



ریتِ تیرتِ پیریتِ گوپک گہ کہ منہ سار  
 بہت بہت ستہرات درگ لکچاوت جیو  
 رت پیریت جماع برعکس منہار خوشام ستہرات درگ جنبش  
 چشم از شرم رجو اطلب حاصل دوہا طالب وقت وصال مطلوبہ  
 کے قدم بکڑ کر خوشام کرتا ہے کہ تو بطور مرد محبت کر اور وہ انکار کرتی ہے  
 اور ہنستی ہے اور آنکھوں کو شرم سے نیچا اونچا کر طالب کے دل کو زیادہ تر  
 اپنی طرف مائل کرتی ہے

مچھ اچائی انگریزی پن پیم بجائی جہائے  
 چٹ پٹ ہر ہرنی کٹی ٹنگ لاڈ و دلہائے  
 چٹ پٹ بہت جلد ہر ہرنی بوز کی شہزادہ لکچاوت کمر حاصل دوہا  
 دونوں ہاتھ اٹھا کر خمیازہ و نازہ سے اظہار محبت کر کے بہت جلد نازک  
 کمر والی نے ٹنگ لیا لڈ و پستان دکھلا کر قاعدہ ہے کہ غارتگر لڈ و زہر آلود  
 اپنے پاس رکھتے ہیں اور بروقت موقع ماسز کو کھلا کر اس کو مارتے ہیں

ہر مری ہر کی لئے دہری ارج بنین  
 زاگ رنگی پرہین تپہ کری ہی پرہین  
 ہر چین لی مری نئی مروت ارج پستان بنین نو پرہین  
 ہمدان بین مراد از مری حاصل دوہا مطلوبہ نے اپنے طالب

کی مڑلی چین کر سینہ پر چھپائی جو کہ مطلوبہ راگ رنگ میں کامل فن تھی لہذا  
اوسکو اپنے دل میں جگہ دی ۛ

کہیلت بہاگ ہلاس سون بہاگ بہری لکھ مانہ  
موٹھی دڑا گلاں کی من کیو موٹھی مانہ  
ہلاس خوشی بہاگ بھر کی نیک بخت حاصل دو ہا زن  
نیک بخت خوشی سے ہوئی کیل رہی تھی کہ اپنے شوہر کو دیکھ کر ایک مٹھی گل  
کی ادھر ڈال کر اوسکا دل اپنی مٹھی میں لے لیا ۛ

جھک جھک کہیلت ہی للی جھومر سکھن سراج  
جھوم جھوم من جگت کی پرت گین پر آج  
للی زن کم سن جھومر ایک کیل ہے کہ عورت جھک جھک کر گاتی اور باہم  
کہیلتی ہیں پگن پر قدموں پر حاصل دو ہا زن یہ تقاضا عمر جھومر کو  
باتفاق زن مصاحبوں اپنی کے جھک جھک کر کہیلتی ہے بمعائنہ خوبی ایک  
عالم کا دل جھوم جھوم کر اوسکے قدموں پر اگر کرتا ہے ۛ

دو ہا

ہونہ چڈھائے جنائے رس جھونٹہ مان جنائے  
آنہت ہی پیہ من ہتو آٹھن آتہ بنائے  
مان غصہ و اظہار آزدگی آنہت بلا وجہ ہتو مخون آٹھن نیا  
انہیہ آزدگی حاصل دو ہا زن کرشمہ سنج ابرو چڑھا کر آزدگی

غصہ دروغ کا اظہار کر کر بے وجہ دل شوہر کو خون کرتی ہے نئے طور کی  
بے لطفی سے ۛ

گھٹ لئے گھاٹ چلی آئی نہٹ کی سنگمہ موت

گھٹ کی پٹ کی سدرہ گھٹی شکی گھٹ کی موت  
گھٹ سبوجہ پٹ پارچہ دوپٹہ مشکلی بڑھی حاصل دوہا نایکا دریا  
پر سبوجہ لیکر پانی بہنے چلی اور اپنے مطلوب کے مقابل ہوتی ہی سبوجہ اور  
دوپٹہ کی سدرہ جاتی رہی الا فرط خوشی سے روشنی چہرہ کی بڑھ گئی ۛ

لکن چلن کی نام سن گری گھوم کی ہوم

پیاریں پیاری لکھ پیاریں دہی لکھ چوم  
ہوم زمین لکن شوہر پران جان حاصل دوہا مطلوبہ طالب  
کا جانا سفرین سکندر عرش کہا کر زمین پر گری طالب نے بھی جوش محبت سے  
اوسکا منہ چوم کر جان دیدی ۛ

پہاگن ماس نہ آئی ہو پیاری پران اسیں

کھوری ہو ری لپٹ سنگ کہین پران اسیں  
ماس ماہ پران اسیں مالک جان کھوری بدبخت اسیں  
حاصل دوہا مطلوبہ اپنے طالب کو بذریعہ نامہ کہتی ہے کہ اے مالک  
دل و جان اگر تم ماہ پہاگن نہ آؤ گے تو اس بدبخت کی جان شعلہ ہو لی سے  
ملکر تلو بدما سے خیر یاد کریگی خلاصہ یہ کہ اگر تم نہ آؤ گے تو میں بھی ہو لی کے

ساتھ جلون گی :

کہہ کہہ اوٹت جبری جبری گہری گہری وہ بال

چلکے نیک بلوکی انہیں بہت گونا گونا

بال عورت نیک جلد بہت محبت حاصل دو ہا مصاحبہ مطلوبہ  
طالب سے کہتی ہے کہ تیری مطلوبہ جو حکم طالب کار کہتی ہے ہر ساعت جلی  
جلی کہہ کہہ اوٹت ہے اسلئے تم ذرا چلکر اپنی محبت کے حال کو دیکھو :

کہتے ہیں کر دہر شون سیام بام پر انیس :

کنٹھ کنٹھ سانک رہی سو ورت اسیں

سیں سیر کر ماتہ بام عورت پر انیس مالک جان کنٹھ گلو مکٹ  
نزدیک سانک دم کو چکا اسیں نابود حاصل دو ہا مطلوبہ  
اپنے طالب سے بذریعہ تحریر کہتی ہے کہ اے مالک دل و جان میں اپنا سر  
ماتہ پر رکھ کر یعنی آمادہ مرگ ہو کر کہتی ہوں کہ ایک دم واپسین اب گلو میں  
باقی ہے اوسکو بھی آپ پورا کرنا چاہتے ہو یعنی اب ماتہ انتظار نہیں بہت  
جلد آئیے :

دو ہا مصر دو اگرین مصر ہر بند صفت میر عبد الجلیل بلگرامی

ہو آندہ ہے اور ہوئے گا ایسوکین جویل

جسٹو احمد نند جگ ہوئی گیتو میر جلیل

سویل صاحب روت نند نام شاعر جگ دنیا حاصل دو ہا

نزد شاعر کہتا ہے کہ میر عبد الجلیل صاحب مروت اور نیک دنیا میں دوسرا نہوا ہے  
 نہوگا میر عبد الجلیل بکراچی جد مادری میر آزاد رحم است ترجمہ شریف او  
 در کتب میر آزاد و تذکرہ ہائے آن والا نثر اور مرقوم است و شہرت فضائل و کمالات  
 او منفی ست از تحریہ حالات رتبہ عالیشان ازان برتر ست کہ بتریات شاعری سیما  
 منظومات ہندی لب کشاید و زبان محتاط را بگفتگو سے دور از کار آید لکن اجیاناً  
 اگر تفسیدہ جگری التماس معاجہ می کرد بنا بر جامعیت فنون تباشیری از ہندی  
 می برآورد از منظومات عالی کہہ سکہ است و این چند گل ازان چین چیدہ می شود

برواچھند

الہ نام پوتی پر لکی انہ بھائے

چیون جھڑائی گوٹیکو بہال مہائے

اسد کا نام آغاز کتاب میں ایسا زیب دیتا ہے کہ بطرح ٹیکہ طلائی مرصع پیشانی پر  
 خوشنما ہوتا ہے

کیس پاس کی پانس پانسو لوگ

ایک سیام تم او بری لک جھوگ

کیس ہوے پاس کند الک جو لفظ آوے وہم زلف حاصل دوہا  
 کند زلف نے نام مخلوق کو اسیر کیا مگر اے سیام ایک تم بچے اسوجہ سے کہ تمہارا دیکھنا  
 خارج از امکان نظر ہے دوسرے یہ کہ جس زلف نے نام مخلوق کو اسیر کیا وہ تمہیں جو

پہلواری گونگٹ کی یاتین جات

نہن پاس بن چانین نہن سہات

چمن میں نقاب ڈال کر جانیکا سبب یہ ہے کہ پہولون کی خوشبو بے چہانے ہوئے  
 خوش نہیں آتی ہے ۷  
 برقعہ سرخ افگندہ ہر روز از باغش      ناکھت گل بجختہ آید بہ دماغش

واکپول نرمل تین درپن مار  
 پرت انت جھونٹھی کی مکھن چہار  
 کپول رخسار نرمل صاف انت اچھا چھا خاک حاصل دو یا اوس رخسار  
 کے مقابلہ میں آئینہ اپنے دعویٰ صفائی سے مارا ظاہر ہے کہ انجام میں کاذب کے  
 منہ میں خاک پڑتی ہے اور آئینہ جب مکدر ہو جاتا ہے خاک سے جھلے کیا جاتا ہے

دراکل دیکھت نیرن باڈہت جوت  
 پلوت چیکٹون دیکھت کت کوٹ  
 تل سے دھن نکلتا ہے اور روغن سے روشنی ہوتی ہے مگر اس تل کے دیکھنے  
 سے ہی روشنی چشم زیادہ ہوتی ہے اور چمک اور صفائی نظریں لانے سے کمزور  
 خوشی حاصل ہوتی ہیں

لکھ کپوت واکریوان اتہ ابرام  
 ہوتی تبت کر ڈاری سیری سیام  
 لکھ دیکھ کپوت کبوتر کر لیوان گردن اتہ زیادہ ابرام خوبصورت  
 تبت گرمی سے سیری تمام سیام سیاہ حاصل دو یا دیکھ کر  
 اوسکی گردن خوبصورت کو کبوتر نے گرمی حسرت سے اپنی تمام گردن کو سیاہ کر لیا

سَنَکَمَ نَانِہ جیو موری دُہون کیا کھوئی

کرئی اک جہان بچہر بُوِست تہان بھوئی



نَکَن جَلک مہدی سَنگ یُون دُت دین

چُنن لال مین جیسین ڈاک نوین

چنین لال یا قوت سرخ حاصل دو ہا ناخن ہاے خابستہ کی چمکیوں  
خوش نما ہے کہ جیسے نگین یا قوت خوش رنگ مین ڈاک نو خوش نما ہوناخن مراد از یا قوت  
خوش رنگ و خنامراد از ڈاک نو ۛ

بہاؤ نا بہہ کی سر کو کھوِنجبات

گنول کلی لومندی بہلی بہہ بات

بہاؤ کیفیت نا بہہ نات سترالاب مندی سربستہ حاصل دو ہا  
صفت چاہ ناٹ کی خارج از بیان ہے مثل غنچہ کی سربستہ بہتر ہے صفت اسکی ۛ

بینی پیٹھ دودل متوجو کین

لانی چکلی باتن سن ہر لین

بینی چوٹی پیٹھ پشت متوشورہ لاشی طویل چکلی پن حاصل دو ہا  
چوٹی اور پیٹھ نے باہم مشورہ کر کے لمبی چوڑی باتون سے دلو فریقہ کر لیا مراد  
چوٹی کی غولبی درازی اور پشت کی غولبی پنہائی نہایت لمبی چوڑی خارج از بیان ہے

مچکل جنگمہ سُون مومن اٹکو جائے

انت باندہ میت گسنی کستین لائے

جگل دونو جنگمہ ران انت انجام گنہی گنگار کستین ستون ہا  
حاصل دو ہا دونون رانو محبوبہ بین میرادل بتلا ہوا ہے انجام بین  
گنگار ستون سے باندہ ہا جاتا ہے

کنول سانجھہ موندت نہیں کوس سکور

واجہرن کو بندت انجسل چور

کوس برگ گل انجل ہاتھ جوڑنا حاصل دو ہا قاعدہ ہے کہ گل  
نیلو فرسرخ ہمیشہ صبح کو شگفتہ ہوتا ہے اور شام کو سر بستہ میر عبد الجلیل فرماتے  
ہیں کہ یہ گل بوقت شام اوس مشوق کے قدموں کو ہاتھ جوڑ کر بندگی کرنا ہر سہ پہر نہیں ہوتا

دو ہا ولہ لہی باس  
پھلواری جل نین سے پیچت لہی لہی باس

سوکھی روکمہ پلاس کورٹ بسنت کی آس

روکمہ درخت رت بسنت فصل بہار حاصل دو ہا نایکا ہجور

اپنے چمنستان وجود سے جو خشکی و پژمردگی پا کر اس کو سیل اشک سے سیراب کرتی ہے  
اور کیونکر ہے کہ درخت خشک شدہ پلاس کو فصل بہار کی آرزو ہوتی ہے ؟

رجنی سجنی پیہ سنگ پا دن روپ بہات

اب پر تہیم پھری ہی پاؤں کپ کی بہات



رجنی شب سجنی مصاحبہ پاؤں روپ پاک صورت بہات گندی  
 پیرہیم شوہر پھری مفارقت پاک پیہا از قلم طہور حاصل دو ہا اے  
 نایکا کا شوہر سفر کو جانو والا ہے لہذا اپنی مصاحبہ سے کہتی ہے کہ اے سجنی یہ  
 رات جو نہایت پاک صورت ہے بہ مواصلت شوہر گزری جاتی ہے اب مفارقت  
 شوہر میں حالت اپنے دل کی مشق پیہا کے پاؤں کی کہ شب بیدار رہ کر پیو کمان  
 پیو کمان یعنی شوہر کجاست پکارتا ہے :

تو ناسا کی ڈاہ کی کیر لگی جیہ کو پنج  
 رہر کوٹھوت کر کی دیتی چوچ  
 تو تری ناسا ناک ڈاہ حسد کیر طوطا کو پنج زخم۔

پیاری تیری چرن کی گھون کمان لو بہیہ  
 چن بچرت جاکے پری جاواں چاتی چید  
 جاواں خشتی لگی کہ جس سے بانوں کستے ہیں حاصل دو ہا اے  
 پیاری تیرے قدم کے کمان تک بہید بیان کردن یعنی صفت کردن کہ ایک  
 لمحہ کی جدائی میں جاواں کہ جو غیر ذی روح ہے اس کا سینہ متبک ہو گیا  
 سید غلام نبی، ہمشیر زادہ میر عبد الجلیل بلگرامی ست اگرچہ حکمش در  
 قلم و سخن فارسی و ہندی نفاذ دارد اما بہ تسخیر سواد اعظم ہندی نوے پر دست  
 کہ سر کشان پای تخت را یک قلم از اوج غرور انداختہ میرزا مظہر جانجانیان قلم  
 سر و فن شعر ہندی ازو سے اخذ نمود از نتائج فکر اوست نکتہ سکہ صد و ہفت  
 و ہفت دو بات کہ آنرا انگ درین نام گذاشتہ و در ایجاد و اختراع مضامین

دقیق و خیالات نازک عجب قوت فکری صرف کردہ تمام نسخہ از اول تا آخر  
تمیضات تام دارد و در سلین تخلص میگردلین بمعنی محوسست یعنی کسے کہ در رز  
محو باشد در اینجا صد و بست و پنج دو ہا از کلام او انتخاب زدہ و چند  
کبت چیدہ ثبت میشود

منگلا چرن دو ہا

سوپاوت یا جگت مین سرس نہنگو بہائے

جوئن مین سے تلن لون بالن ہاتھ لگائے

سرس زیادہ نیمہ عشق و محبت تن جسم مین دل تلن جمع تل  
بالن عورت حاصل دو ہا دنیا مین عشق کا مزہ زیادہ تر وہ پاتا ہے  
کہ جو جسم و جان سے مثل تلون کے بدست عورت بک جاوے یعنی مناسبت  
تل کی خوبی آرائش عورت مین داخل ہے دوم یہ کہ - بالن خوشہ ہا  
کو بھی کہتے ہیں اور تل ہمہ تن داخل خوشہ ہا رہتے ہیں اس صورت مین ہر  
یہ ہے کہ ہمہ تن عشق عورت مین محو ہو جاوے

دو ہا جوڑا برتن

چندر کمہی جوڑ و جتی چت لیمون بچان

سیس اوٹھائیو ہی ترس گپا پھو جان

چندر کمہی ماہ رو جوڑ و جد جتی دیکھ سیس سر قمر تاریکی  
سیس بابتا حاصل دو ہا اس ماہ رو کا جوڑا مو سے سر دیکھ  
دل نے یقین کیا کہ یہ جوڑا نہیں ہے تاریکی نے سراوٹھایا ہے مانتا کی شبت

سے ماہتاب مراد از چہرہ تاریکی مراد از جوڑا ہے  
 دو ہا ازن مانگ پائی جبت برن  
 تین مانگ نہ ازن کن مدن جگت کو مار

آست پهری پهری دہری رکت بہری تلور  
 تین عورات ارن کن سیندو بدن کامدیو یعنی حسن مجسم جگت خلق  
 است سیاہ پهری سپر رکت بہری خون آلودہ حاصل دو ہا  
 فرق عورات پر مانگ سرخ نہیں ہے حسن مجسم نے خلق کو مار کر سپر سیاہ پتر شیر  
 خون آلودہ رکھی ہے سپر سیاہ مراد از ہر دو ہاٹی و شیر خون آلودہ مراد  
 از مانگ سیندوری ۛ

دو ہا ہونہ ایشہ برن

ایشین ہون او تررت دینک یدہ جگت کی ان

چیون جیون اینڈت بہرود دینک تیون جڈت یدنا

دینک کمان اجکت تعجب تان بات بہرود دینک کمان ابرودندان  
 یقین حاصل دو ہا کمان چڑھی ہوئی ایشنے سے او تر جاتی ہے مگر  
 جاے تعجب ہے کہ کمان ابرود جس قدر ایشنتی ہے اسی اوسیدر چڑھتی ہے

دو ہا کرن مکت برن

مکت بہی گھر گھوئی کی بیٹی کا ن جانے

آب گھر گھوٹ اور کو کیجئے کہا او پائے

مکت مرادیدوارک دنیا کا نن گوش و جگل حاصل دو ہا اے مراد یہ  
 تو اپنا گھر صرف کو کر اب زیب گوش ہوا ہے اور بیان بیٹہ کر اب دوسروں  
 کے گھر کو کہتا ہے یعنی دل ہر ایک کو مایل خوبی گوش کرتا ہے پس کیا تدبیر کجاوے  
 دو ~~کر~~ یہ کہ اے مرد آزاد تو تارک دنیا ہو کر قیام پذیر جگل ہو ہے  
 اور بیان بیٹہ کہ بھی دوسروں کے گھر کو کہتا ہے یعنی جو تجھ سے ملتا ہے اوسکو  
 مارک دنیا کرتا ہے

ترنگ دیشمہ آگین دہرین برنین دل کے ساتھ

تیوری لکھ لکھ کی جگت کیو چیت سب ہاتھ  
 ترنگ اسب دیشمہ نظر برنین ترکان تیوری جتوں جگت دنیا  
 حاصل دو ہا مطلوبہ اسب نظر آگے بڑھائے ہوئے اور شکر ترکان  
 ساتھ لئے ہوئے تیور دکھا کر جاہتی ہے کہ نام دنیا کو اپنے قبضہ میں کرے \*  
 کاجر برنین

ری من ریت بچترہ تیتہ نین کی چیت

بکہ کاجر بچ کمائی کی جیتہ آورن کی لپٹ  
 ریت طور بچترہ گوناگون چیت ہوشیار ہو بہ کہ زہر حاصل دو ہا  
 اے دل چشم مطلوبہ کا طور عجیب ہے تو ہوشیار ہو یہ آنکھیں کامل کا  
 زہر کھا کر دوسروں کی جان لیتی ہیں \*

دو ہا کاجر کورین برنین

تیرے کاجر گورین بڑھی کیلے پورن کب بچہ  
 لکھت کنبجن اچھہ کین پچھہ اچھہ پر تھتہ  
 پچھہ تول کنبجن صعوہ اچھہ چشم پچھہ دم اچھہ جو نظریں نہ آوے  
 پر پچھہ ظاہر حاصل دو ہا مطلوبہ نے دنیا چشم کا جر سے بڑا کر تو لانا  
 کو پورا لینے سچا کیا کیا معنی کہ صعوہ چشم کی دم جو نظر نہیں آتی تھی آج ظاہر  
 معلوم ہوتی ہے شاعران ہندی نے تشبیہ چشم کی صعوہ سے اکثر کی ہے

دو ہا نیترن کی لال دوری بنن  
 انجن کن دورت نہین لوین لال ترنگ  
 کورن تک دورن لگت تویر بال گرنگ

چھاک چھاک تو ناک سون یہ پوچھت سب گانو

کی نو اسن ناس کی لیو ناسکا ناؤ  
 چھاک چھاک آسودہ ہو کر نو اسن قیام ناس عالم بالا ناسکا  
 بینی حاصل دو ہا آسودہ ہو کر تیری بینی سے یہ بات تمام شہر دریا  
 کرتا ہے کہ تو نے عالم بالا میں قیام کر کے اور وہاں کی خوبی کو حاصل کیا ہے ہر  
 واسطے کیا تیرا نام ناسکا مشہور عالم ہوا ہے

تھگ لکن نتہ پائس لی پائے ناسکا ساتھ  
 مار مروری جگت تیوٹنٹ ڈولٹ ہاتھ

ناسکا بینی نٹ نٹ انکار کر کر دولت ہاتھ ہلاتا ہی ہاتھ حاصل  
دو ہا غارتگر لٹکن نے بہ اتفاق حلقہ بینی کہ کندہ گلوگیر ہے اور اعتبار قیام  
جائے مستحکم بینی کہ عالم بالا ہے تمام دنیا کو مارا اور مروڑا تا ہم نمائے دلی  
کے حاصل ہونے سے دست انکار ہلاتا ہے ۛ

پناری برن دوہا

للت پناری کلِت یون لست ادہر نگار

منو اہی بہاست پر یو چنہ انگری بہار

للت خوشنا پناری غلا در میان لب بالا کلِت خوبصورت اہی بہاشت

یہ معلوم ہوتا ہے چنہ نشان انگری انگشت بہار بار حاصل دوہا

یہ غلامی خوشنا خوبصورت کہ جو در میان لب بالا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے

کہ بوجہ نزاکت لب نشان بار انگشت کا ہو گیا ہے ۛ

ادہر برن دوہا

تیرس دوتیا دوتیا سس ایک روپ پنج ٹھان

بہور سا جمہ کہہ آر نی بہی ادہر تو آن

تیرس تا پنج سیر ڈھلم اہ ہندی دوتیا معنی دوج یعنی تا پنج دوم ہندی

دوہن دونوں سس بہتاب بہور صبح سا جمہ شام آر نی سرخی

ادہر لب حاصل دوہا تیرس ناقص النور اور دتیا زاید النور ان دونوں

شب کا بہتاب ہلال ہوتا ہے اور روشنی اور سرخی ہی دونوں ہلال کے مساوی

ہوتی ہے لہذا شاعر کا بیان ہے کہ تیرے دونوں لب نہیں ہیں دونوں تا پنج

مذکورہ صدر کے دو بال ہیں :-

### مہدی برن دوہا

بارہ منگل راس کی مٹوئی سب مل آئی

ابھی پتھیرن دس نکھن مہدی ہی بنائی

بارہ منگل دوازدہ مریخ راس برج ابھی ہر دو ہتھیرن کھدوت  
دس نکھن وہ ناحن حاصل دوہا دسون ناخن اور دو کون  
کھ دست حناستہ نہیں ہیں دوازدہ برج کے مریخ مکر کچا ہو گئے ہیں  
مریخ جلا و فلک ہے اور رنگ اسکا سرخ لہذا نسبت سرخی خاصے ہے :-

### سکارتا برن دوہا

لگت بات تا کو گمان جا کو سچم گات

نیک سانس کی چھو کہیں پاس نہیں ٹھہرت

بات ہوا سچم نہایت باریک مراد از نازک بودن گات جسم سانس  
نفس حاصل دوہا اوس نازنین نازک اندام کو ہوا کی برداشت کسل  
ہو جو سانس کی ہوا سے پاس نہیں ٹھہر سکتی :-

### رومادل برن دوہا

آمل اودر واسکھرین رومادل کی ہیکہ

پرگٹ دیکھی سانس کی آواگون کی ہیکہ

امل صان اودر حکم شکر خوبوڑ رومادل سوئے نرم نرم حکم

بہیکہ صورت پر گمت ظاہر سانس دم اواگون آمدت رکیمہ  
 لکیر حاصل دو ہا اوس شکم صاف و خوبصورت پر موعے نرم نرم  
 نہیں ہیں نفس کی آمدت کا سلسلہ بظاہر معلوم ہوتا ہے یعنی دم کی آمدت  
 کی لکیر ہے ۛ

دو ہا پیٹھ کی نال برن

نہیں پیاری پیٹھ تو دیکھو نہ پیٹھ بچار

دھسک گئی تہ بہار تین پنی کی سکمار ۛ

پناری نشیب در میان پشت و پیٹھ نظر بہ بہار بسیار بستی چوٹی  
 سکمار نازک حاصل دو ہا تیری پشت پر نشیب جو در میان میں مثل  
 لکیر کے ہے وہ پیاری نہیں ہے نظر غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ پشت  
 نازک تیری بار چوٹی سے دھسک گئی ہے ۛ

کٹ برن دو ہا

سُنیت کٹِ سچم نیتِ تکتِ ندرِ کیتِ نین

دیتہ مدہ یون جانمی جیون سنا میں

کٹ کمر سچم نازک باکینیت زیادہ تکت نظر کرنے سے دیتہ مدہ  
 در میان جسم کے رسک نازک زبان میں گویائی حاصل دو ہا سنتے ہیں  
 کمر تیری نہایت نازک و باریک ہے کہ باوجود مسائنہ نظر نہیں آتی پس  
 جسم میں اوسکو ایسا سمجھنا چاہئے کہ جس طرح زبان میں گویائی ہے کہ ہے  
 اور نظر نہیں آتی ۛ



## جنگہا برنن دوہا

سِیس جٹا دہر مَوَن گہ کھڑی رِہیں اکیپائی

ایتی تپ کدلی تیو لہیں نہ جنگہ سبھائی

سِیس سر جٹاوی سرمون خاموش گہ پکڑ کر تپ ریاضت  
کدلی درخت موز جنگہ ران حاصل دوہا درخت کٹنے نے سر پر  
بال کہ برگ ہا سے مراد ہے رکھے اور خاموشی اختیار کی اور ایک پیر سے  
استادہ رہا باوجود اس قدر ریاضت و محنت کے بھی تیری ران بھٹا  
کی برابری نہیں کر سکتا

## پگ تل برنن دوہا

لکھہ پگ تل کی مر و لتا کب بَرِت سگیا نہ

مَن تین آوت جیہہ ٹون بہت چھالی پر جانہ

لکھہ دیکھ پگ تل کف پا مر و لتا نزاکت جیہہ زبان حاصل دوہا  
اوسکے کف پا کی نزاکت اور نرمی کی تعریف میں شاعر غوث زدہ اس امر کے  
ہیں کہ دل سے تا زبان ذکر لانے میں بوجہ ناز کی مبادیہ آبلہ نہوجاؤں  
پس بار تعریف کے متحمل کس طرح ہو سکتے ہیں

## لکھہ برنن دوہا

دُوتِ وَا آوتِ لکھن کی بھنی گون کب الیں

پائی پرت چت جاو گوہیو چند پیہ سِیس

اُوت روشن دوت چک نکھن جھناخن بہنی بیان کرے کہ الیں  
 ایک الشعرا حاصل دو ہا روشن طلوع ہلال ناخن پانایکا کی  
 صفت کوئی ملک الشعرا ہی بیان نہیں کر سکتا کیونکہ پشت پا پر سر رکھنے سے  
 نایک کے خط ناخن سے ہلال پیشانی نایک پر نمود ہوا ہے

سرب انگ برنن دو ہا

نکھ سس زر کہ چکورا ورنن یا نپ لکھین

پگ پنگ دیکت بہوتر ہوت بین تم تین

مکھ چہرہ سس ہاتھ تر کہہ دیکھ تن جسم پاتپ دریا میں  
 ماہی مکہ قدم پنکھ کنول حاصل دو ہا ماہ چہرہ کو دیکھ کر مثل چکورا  
 اور دریائی جسم کو دیکھ کر مثل ماہی اور نیلوفر سرخ پاسے کو دیکھ کر مثل بہنویری  
 تم نکھین تین طرح پر ہو جاتی ہیں

از رس پر بودہ پریت بہا و دو ہا

تو بہت تو شہینہ گو آہنجو ہر ہینہ آئے

سرت سلسل سیخت ریت پہل ہوگی جائے

تو تیری بہت محبت فو تر نیا درخت نیمہ عشق ہیہ دل سرت یاد  
 سلسل آب پہل بار آور چاہے تمنا حاصل دو ہا قول سگنی ایک  
 کانایکا سے کہ تیری محبت میں نیا درخت عشق کا نایک کے دل میں جا اوسکو  
 وہ ہر دم آب یاد سے آ پاشی کرنا رہتا ہے بہ تمنا سے اسکے کہ بار آور ہو جاو  
 سکیا برنن دو ہا

دہرت نہ چو کی نگ جٹی یا تین اُرمین لائے

چہا نہ بیری پر گر کہہ کی جن تہیہ دہرم بسائے

دہرت نہ رکتی نہیں پہ چو کی نگ جٹی دگھنڈ گئی صغ اُرسینہ چہا نہ  
سایہ پر کہ کہہ مرد غیر جن مت تہیہ دہرم غفلت زنان لٹاے  
معدوم ہو حاصل دو ہا قویہ طلائی صغ جواہر عورت پار ساسینہ پر  
اس وجہ سے نہیں پہنتی ہے کہ مبادا سایہ مرد غیر کا اس قویہ پر پڑے اور  
سیری عفت و پار سائی بوجہ پڑنے سایہ مرد غیر کے جاتی رہی ۵  
النکرت جو بنا مگد ہا دو ہا

یون بالاجو بن جہلک ارجن مین در سائے

چیون پر گٹ من کو سچن تہیہ پترن مین آئے

بالا عورت جو بن عنفوان جوانی ارجن پستان پر گٹ ظاہر ہوتی ہیں  
تہیہ عورت حاصل دو ہا زن کم عمر و دوشیزہ کی عنفوان جوانی کی  
چمک کا یون پستان پر نمود ہے کہ جس طرح نثار دل طرز نگاہ عورت سے  
بخولی ظاہر ہو جاتا ہے بقولیکہ مصرع سیائے مردم آئینہ حال باطن است  
نوجو بنا مگد ہا دو ہا

چیون تہیہ تہہ بار بہت کلا جو بن سس آد بہکات

تیون سسٹانس تہر گٹ چہب دوت پہلیت جا

سس اتہاب سستا بچگی نس رات تہر تاریکی حاصل دو ہا

جسطرح ہلال میں روز بروز ترقی نور ہوتی ہے اوسیطرح عورت عفتوان  
جوانی میں روزانہ خوبی حسن پیدا کرتی ہے اور جسطرح ترقی نور ہلال میں  
سیاہی شب کم ہوتی جاتی ہے اوسیطرح ترقی حسن جوانی عورت میں ہمنار  
طفولیت زائل ہوتے جاتے ہیں ۛ

پنہ یعنی ایضاً

اَلَسْتَ هِيَ تَوَارِجِ اَرْكَسَتْ جَهْلَكَ مَهْمَا

اَكْسَ نَكْسَ سَبْتِیْنِ كِی پُری جین میں آئے

الست ہیں نکلتی ہیں تو تیری ارج پستان اُرسینہ اکس نکس  
مراد انتشار حاصل دو ہا تیرے سینہ پر پستان کا جلوہ نمود ہوتی  
ہی دیگر عورات انباغ کے دلون میں دہڑکا بڑگیا کہ اب بنسبت ہمارے  
یہ منظور نظر شوہر زیادہ تر ہوگی ۛ

گیات جو بنا مگر ہا دو ہا

سَكِنَ كَنْتَ لَوْنِ تِيَّةِ نَيْنَ كِچ تِک بَسَ لَجَاتِ

ما نو کنول کلی چبی الین ہلس رہ جات

کنت شوہر کچ پستان الین ہنور ہلس خوش ہو کر حاصل دو ہا  
جسطرح عورات اپنے شوہر کو دیکھ کر شرمین ہو جاتی ہیں اوسیطرح یہ  
زن نوعمر جمع عورات میں اپنی پستان نوخیز کو دیکھ کر تبسم کنان محبوب ہو جاتی  
ہے جیسا کہ زہنور سیاہ شکوہ گل نیلو فر سرخ کو دیکھ کر دلین نہایت خوش  
ہوتا ہے چشم زن نوعمر مراد از زہنور سیاہ پستان زن نوعمر مراد از شکوہ



شاید تدبیرات انواع انواع و مکرو فریب سے تاریکی کو باندھا ہے کہ جبکی یہ گڑ  
سیاہ خوشنما ہے یا جوش سیاہی کی یہ خوبصورت ایک ہیں ہے کہ جسکا اثر  
خوبی زیادہ تر خوشنما و فیاض ہے یا حسن مجسم رسن باز نے چھڑی طلائی رصع  
نیلم کہ مراد قد اور مو سے سزایکا سے ہے حاصل کر کے اب خواستگار جان ہے  
یا چوکی طلائی چہرہ پر محبوب ملیح کہ مراد جدمو سے سر ہے رون بخش ہے یا آئے  
نازنین تیرا جوڑا خوبی و صفائی کا گھر ہے +

### نیتربرن کبیت

کید ہون کیتن کی سر کی ہین اوہی مین کید ہون بچ سرجو کی سر اوہا ہین  
کید ہون بچھلتا رن سرج تاین نیل کنج را کی کر کبیت تا کی سو بہا سرت ہین  
کید ہون جو ری ہو ری کل کنجن کی کنج ہی رسک ملند کید ہون دینت کتا ہین  
نپٹ نو یلی ال بلی ہیم سیلی کید ہون تیری سچہ اچہ میری چھین سہات ہین  
کید ہون شاید میں کبیت حسن مجسم سر تالاب اوہی دونوں میں  
بچھلی بچ نیلوفر سر جو سر دریا سے سر جو پر پہلت شگفتہ رن سرج  
سرخ کنول نیل کنج کنول سیاہ سو بھا خوبی سرتات زیادہ جوڑی  
دو بہوری ہو لی کل اچھی کنجن صوہ رگجن تسکین دہ  
رسک چاشنی گیر ملند زنبور سیاہ دینت زرد مادہ بلکھیات ظاہر  
نپٹ نو یلی نو فیز ال بلی طننا زہیم سیلی جد دل طلائی سچہ صفا

اچھے آنکھ چھین آنکھوں میں سہات خوش آئند حاصل کبت اے نازنین  
 تیری چشم شاہد حسن مجسم کے تالاب کی دو مچھلی ہیں یا دریا سے سر جو کے دو  
 گل نیلوفر نوشگفتہ و خوشنما ہیں یا گل سرخ کنول کے اندر گل کنول سیاہ  
 رکھے ہیں کہ اس سے خوبی کو دو بالا کرتے ہیں یا د و صعوہ خوبصورت ہیں  
 کہ دل کو اپنی حرکت سے محفوظ کرتے ہیں یا در زبور سیاہ جاشنی گیر نر وادہ  
 ہیں یا نوخیز طناز ہیں یا جد ول طلائی ہیں بہر حال یہ تیری آنکھیں خوبصورت  
 و صاف و بہتر میری آنکھوں کو خوش آئند ہیں \*  
 مکہ بر نر ن کبت

بَاسِرَن ہُو اِیو اَدَت اَمَل جُو ت وَا کُو نِس ہِی ہِن اَو لُو کِی لُو ک لُو ک ہِے  
 بَہَا ن بَدَمان یَا کِی مَہَا ن سَمان مَمان مَہِی ن دِن وَا کُو ن دِن پِو دِہ مَک  
 پُور ن پِر کاش سدا سدا کوا نو ا س دیکو رست د و کبت جابت نر و کوا ک  
 یا کون کلنکت کلنکت لکھو ہی واکون تیر و مکہ چند بال چند سم کوک ہئے  
 باسر ن دن اوت روشن امل صان نس رات اولو کی دیکھی  
 لوک ملک بہان آفتاب بدمان موجود شوک سنج پورن  
 پیر کاش طلوع کامل سدا ہمیشہ سدا ہا آجیات نو اس شان  
 کوک سرخاب کلنکت بلا عیب کلنکت با عیب مان عورت سم قابل  
 وبرا بر کوک ہی کون کئے حاصل کبت اے نازنین تیری چہرہ ماہ کی لکھ

کیا لکھوں اول یہ کہ ماہتاب فقط رات ہی کو روشنی دیتا ہے اور تیرا چہرہ ماہ  
بروز روشن ہی منور رہتا ہے کہ آفتاب اپنے مقابلہ میں اسکی روشنی کو اپنی  
روشنی کے مطابق جانتا ہے بلکہ وقت غروب رشک سے لول ہوتا ہے کہ میری  
غیبت میں بھی یہ بدستور روشن رہیگا دوم طلوع ماہ میں جانور سرخاب  
صدورہ ہجرت سے لول ہوتا ہے اور یہ تیرا چہرہ ماہ ہمیشہ راحت رسان  
و شب و روز منور و پر از آب حیات ہے سوم یہ کہ ماہتاب کو عیب ترقی  
و تنزل کا ہر ماہ دانگہ رہتا ہے اور تیرے چہرہ ماہ کا نور لازوال ہے پس تیرے  
چہرہ کے مقابلہ میں شاعر شاہ ماہتاب کو کیونکر موزون کر سکتا ہے ؟

### جان برنل کہت

کری ہوئی ارہین گرسا نکر کری ہی دیکھ نہت اچٹا بہری رہتا گ چہا جی

سدر سرت دنت سوہونہ راجت ہی چنار چرچ کرن برا جی ہے

ات ہین سدرپ ڈھاری وہ ہیکی سا بنجی مانون کاریکرین اچھوٹ تہا جی ہے

سکمان ترلوک کی نکیل سوچ سوچ ات میری جان بدہ جان جان تہہ سا جی

کری نیل مادہ سارین آزاد دشمن کرما تہہ سا نکر زنجیر کری ہی کی ہے

نہت اچٹا بہری سخت تعجب رہما درخت موزگت چال چہا جی خوشما

سرت دنت لالین صحت چنار چرچ نہایت اچھوٹ چرچ کرن خوش آئینڈ ماری

ڈھالی ہوئی ساچھے قالب کاریکرین من مجسم کاریکر سکمان خوبی ترلوک



ہر سہ عالم سکیل فراہم کر کے بدہ جان خالق نے ہمکے جان تیرے ران عورت  
 ساجی بنائی ہے حاصل کبت اے محبوب تیری ران ہاکی تعریف کیا لکھو  
 کہ مادہ فیل گزند دشمن یعنی یوزکر سے آزاد ہو کر اور حلقہ زنجیر اپنی خچر طوم میں  
 لیکر اظہار نیاز کرتی ہے اور یہ بات نہایت تعجب کی ہے کہ نہ موز خزان  
 ہے اور بس خوبصورت و خوشنمالات صحت و خوش آئند ہر وقت میں حسن  
 نے قالب حسن میں ڈھال کر بہت پاک و صاف آراستہ کئے ہیں میرے نزدیک  
 خالق نے حسن ہر سہ عالم کو یاد سے فراہم کر کے رانیں عورت کی بنائی ہیں  
 ناسا برتن کبت

سکھان اکند شکٹنڈن کی کٹنڈن ہی سٹنڈن مکہ منڈل کبلا کئی  
 تل کوٹمن تاوٹول تن پاوی ٹنٹن توین کیتن کی جبین بدہ بیا کئی ہے  
 سکھان اٹل ہما کوٹل نوین ات روپ سر سرج کلی سپ تا کی ہے  
 راجیو سچ پند تین بدہ تا تا تہ مکہ دیپ تا کی دت بہت ناسا باقی سم را کھی ہے  
 سکھان خوبصورتی لاکٹڈ لازوال سکٹنڈن منڈل منڈل حلقہ چہرہ تل کوٹمن گل کجہ  
 اٹل صاف ہما کوٹل نہایت نازک نوین نور سیدہ روپ سر دریا حسن  
 سر سچ کلی ٹگوفہ گل کنول سپ خدنگلزار نیمہ محبت و رغن بدہ تا تا ہما کوٹل  
 تہ مکہ دیپ چراغ جہ عورت تا کی ادسکی دت بہت روشنی کوٹل ناسا باقی  
 باقی نقید سم مثل را کھی ہے بنائی ہے حاصل کبت اے  
 نازنین تیری بہنی کی خوبی لازوال رشک دہندہ منقار طوطیان اور زیور

حلقہ چہرہ ہے گل کنبہ کی اگر مثال دی جاوے تو اسکی خوبی بھی ہم بلہ خوبی  
تیری بینی کی نہیں ہو سکتی کیونکہ صدر با خوبیان بہ مقتضای عقل تیری  
بینی میں پائی جاتی ہیں نہایت خوبصورت و صاف و بس نازک ہے کہ دریا  
حسن کے گل نیلوفر کا شکوفہ نہ خیز جکا خد شکار ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تیرے  
چہرہ کے چراغ کو روغن خوبی و صفائی سے جب خالق نے آراستہ کیا اسکی  
روشنی کیواسطے یہ تیری بینی مثل نقید کے بنا کر روشن کی ہے ۛ

### نوپہ بر زن کبت

روپ کو کیدار سم سندہ راجرتا میں ترل گنگ کیسی لتا در سات ہے

کید ہون چہری کھری کلد ہوت کی نور ہی جا کی چہی چہر ہے

نوپہ نوین نیلمن کی نگن جیٹو تاکو کر دیٹہ اتنہ اوپان سہات ہے

ہونرن کی پانت تامرل کی سمن پر سکھان سموہ لیکہ سون گھات ہے

روپ حسن کیدار تھا لا سم مثل و برابر سندہ خوبصورت اجر من  
ترل جوان و شوٹھا گنگ طلا لتا اتھنہ و بیل در سات معلوم ہوتی ہے  
چھری کھری خوب دستی بہتر کلد ہوت طلائی نور ہی خمیدہ  
چھب خوبی مرتچن شلاع چھتا جمع چھرات جلوہ دہ نور پرنگولہ  
نوپن نو طیار نیلمن نیلم نگن نگ باے جٹو مرع دیٹہ نیلم  
اننہ زیادہ اوپان مثال سہات ہے خوش ہوتی ہے ہونرن کی

صفت زنبور سیاه تا مرس کنول سمن گل سکھان خوبصورتی  
سموہ انبار لہہ پاکر اگمات ہے آسودہ ہوتی ہے حاصل کبت زن  
نازنین خیابان حسن میں خوبصورت مثل بیل طلائی صحن خانہ کے اندر  
معلوم ہوتی ہے یا خمیدہ خوب دستی طلائی ہے کہ جسکی شعلہ جلوہ افروز  
ہے زنگولہ پاسے پہنے ہوئے کہ جسکے دیکھنے سے مثال سرور اور عین عین توفیق  
سرور در سرور حاصل کر کے آسودہ ہوتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ صفت زنبور سیاه  
گل کنول پر آراستہ ہے زنگولہ پاسے نازنین نہیں ہے نشر خاتمہ  
احمد للہ والمثکہ خاتمہ خوش خرام بہ منتہاے این قلم و رسید و سیاحتہ کافا  
کر دہ بود بانجام رسانید و باقتضاے ترتیبی کہ درین تالیف اختیار افتاد  
ختم کتاب بر نظم ہندی دست ہم دادہ چہ مضایقہ بعض الفاظ ہندی جزو  
فرقان عظیم است و جو اہر سلک کلام قدیم شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ تعالیٰ  
در منشوری گوید تحت قولہ تعالیٰ طوبیٰ لہم حسن آب اخرج ابن جریر و  
ابو الشیخ عن سعید بن مسعود قال طوبیٰ اسم الجنة بالمندیتہ و نیز شیخ جلال الدین  
سیوطی در تفسیر آیہ کریمہ سندس خضر از سبدہ صاحب کتاب بر بان نقل  
میکند و اسندس رقیق الدیبا ج بالمندیتہ و می فرماید اخرج ابو الشیخ عن  
جعفر ابن محمد عن ابیر فی قولہ تعالیٰ یا ارض البعی بارک اشتر فی بلغۃ المندعلما  
فصاحت اتفاق دارند کہ این آیہ افصح آیات قرانی است و ابداع بیانات آحاد  
و قوع لفظ ہندی در کلام معجز نظام خصوص درین آیہ بلند پایہ از عجایب است  
این چنین است در سر و آزاد و ختم این کتاب در سند و دوازده صد و نود و  
ہفت ہجری بد قوع پیوست و در بلدہ فرخندہ بہوپال نقش تالیف بست چہلم از  
یاران داورس و عزیزان صبح نفس آنکہ اگر گوشہ چشمی برین سرمایہ ناسرہ اندازند

و با صفت حد مکرر منتظر نظر التفات سازند غامض فرما را بار مغناط و ما سے پاؤں نہ ہفت

## خاتمة الکتاب

از ناثر معیشتی ناظم بے نظیر ظہوری ظہور نظیری نظیر افتخار الشعرا حافظ خان محمد خان  
متخلص بشہید القدر

گا ہے سخن از یار و گئے از سخن یار دیوانہ مشق سر و کار ست دل ما  
امر و ز فکر تو در دست پے سپرداۃ اقبال ست و فضاے کار آگئی جولانگاہ تو بن  
خیال ماضی بحال قرن آمد و حال با استقبال ہمنشین شد گا ہے بر روی میر  
دیدم و گا ہے ہزار فریغ رسیدم روز ہا در انجمن ہاسخ و شبہا ہم بزم آتش  
سوسن بزم آرائے ماست و ذوق بادہ پیمائے ماگر شنگان بجالیان مانند و  
حالیان بآیندگان سخت پیوند آرسے اینہم دیدنیہا کہ دیدہ شد و دریافتنیہا  
کہ دریافتہ آمد پیدا ست کہ غیر از دو چیز سببے دیگر نخواہد ہم قم عیسی را از قفاحی  
دریا بند و ہم آب زندگی را از جائے بہرسانند مژدہ باد کہ نگرانی سر آمد و تلاش  
بر طرٹ شد صریح خامہ معجز نگار ابو اخیر رسید نور احسن خان بہادر متخلص بہ کلیم باوقا  
را رواج قم عیسی دادند و در ظلمات الفاظ تذکرہ خم خم آب زندگی نہادند یا رب  
لطف این قم عیسی بر فتگان روزی و فیض این آب زندگی بر زندگان ارزانی  
با و اندرین میدان پیش کلیم پاگزاشتن ہما ہمیش از کلیم پاگزاشتن ست و دور  
تصور تہ این بار فرسودن کاہ بودن و کوہ برداشتن توسن قلش در و دیدن ست  
و صبا بمنون پاکشیدن عمر بیت کہ زبان رنجتہ را بحال افتادہ و شاید کمال را برہ تہا  
است شغلے آور و کہ طلسم گنج کمال یکشاد و کار سے کہ و کہ انحطاط لفظ و معنی برہ افتاد  
چون نباشد نہال مراد امیر الملکی ست کہ ہر اورنگ جامعیت نشستہ است و گل اسید  
والا جا ہے ست کہ کار جہانی بیک انگشت بستہ پست فطرتی درین نزدیکی بدر گاہ

گل نیلو فر سرخ  
اکیاب جو بنادوہا

وادرین باند ہی سانس میں ہوڑ سگسں سون لگا

سو میری یہ ٹھور ہوئی بہین آسے  
سانس دم ہوڑ شرط ٹھور جگہ سمیہ دل آسے ہیسی حاصل  
دوہا یہ نابالغ اپنی پستان کا ادبہار دیکھ کر اپنی مصاحبہ سے کہتی ہے کہ  
جو بروز فلان میں نے سکمیوں سے شرط باندہ دم کو روکا تھا وہ دم میرے  
سینہ میں پھس کر آج اچکھ پر اوہرا ہے اسکو دیکھو  
بنوڈ ہا مگد ہا دوہا

سکمن کہیں لال آہرن نیک نہ پھرت بام

من بین من شکحت ڈرت بہر لال کی نام  
لال سرخ ابہرن لباس زیور و پارچہ بام عورت بھرم ہیں پیش  
حاصل دوہا یہ نابالغ جوان سکمیوں کے گھسنے سے لباس لال زیب تن  
کرنے میں انکار کرتی ہے وجہ یہ ہے کہ لال سرخ کو کہتے ہیں اور لال شوہر  
کو بھی کہتے ہیں سہا دایہ سب ظرافت سے اقبال پہنے لباس لال میں اقبال  
مواصلت شوہر قرار دین لہذا ڈرتی ہے اور پس و پیش کرتی ہے

بشر بدہ بنوڈ ہا مگد ہا دوہا  
بنت بہنت رت بات کہ یوں روئی کہ تہہ  
دک دک جیون داسنی ناچین برسے مینہ

رت بات کلام مباشرت دامنہ برق حاصل دوہا ہنگام بہتری  
شوہر یہ نایکا کم عمر یوں ہستی روتی غصہ کرتی ہے کہ گویا بجلی چمک چمک کر ناچتی ہو  
اور پانی پرستا ہو خندہ مراد از برق و گریہ مراد از باران ۛ

پہنہ یعنی ایضا

رتیہ اگیان ارگیان مین پریم نہ دیت جنائے

جمن گنگ ہتہ پائی کی رسی ہستی بہائے

اگیان جس گیان علم پریم محبت حاصل دوہا نایکا کم عمر کہ حسین  
بلوغ دانائی اور نقصان نادانی بنوڑ نہیں ہوا لہذا بوجہ اختلاط ہر دو حالت  
حال اور کسی محبت کا نسبت شوہر کے معلوم نہیں ہوتا جیسا کہ مابین دریا سے  
گنگ و جمن کے وجود سستی مفقود ہے ۛ

مکہ ہا کی سرت آنت دوہا

یون محبت گو او للا ابلن انگ ربنائے

نلی پپ کی باس لون سانس پائی جائے

ا بلن عورت انگ جسم ملی پپ گل بالیدہ باس خوشبو  
حاصل دوہا قول نایکا کی مصاحبہ کا نایک سے کہ اے صاحب کوئی  
زنان تو عمر کے جسم کو ایسا ملتا ہے کہ جیسا تم نے ملا یعنی جیسی ملے ہوئے پھول میں  
خوشبو نہیں رہتی ہے ایسا ہی اسکے بدن میں دم معلوم نہیں ہوتا ۛ

مدھیادوہا

پس تیرہ پلن کیاٹ کٹ نہ کہہ لیہہ درگ کور  
 گہات پریم کی جو تین مدت نیم کی جو  
 پلن مرگان و جن کیاٹ کوڑ کٹ سخت نہ کہہ لیہہ ویکہلی درگ کو  
 گوشہ چشم پریم محبت نیم پابندی طلقہ جو زور حاصل دو ہا  
 قول سکھی کا نایک سے کہ شوہر کے لجن در بند سخت بین اٹکو گوشہ چشم سے دیکھ  
 یہ قوت محبت سے واہو تے بین اور خود بینی سے بند ہو جاتی ہیں  
 پنہ دو ہا

رہنی من پاد نہین لاج پریت گوانت  
 دہون اور اینچو پہرے جیون بپتہ گوانت  
 رہنی عورت پریت محبت انت اتھا ب دونون تیرہ استری کن شوہر  
 حاصل دو ہا عورت کا دل شرم و محبت دونون کی انتہا نہین پاتا کا یا  
 حیا مقدم کروں یا محبت لہذا دونون طرف کنجا ہوا پرتا ہے جس طرح سے کہ  
 دو عورتوں کا شوہر  
 مدہیا مانت کا مادو ہا

یون تیرہ نہین لاج میں لست کام کی بہائے  
 لوستل میں نہیہ جیون اوپر بین در سائے  
 کام شہوت سلل آب نہیہ روغن حاصل دو ہا نایک کی آنکھوں شکر میں  
 میں شگام ستی غلبہ شہوت ایسا نمود ہوتا ہے کہ جیسی دہنیت روغن بر رو سے

آب ظاہر ہو جاتی ہے :

## مدہیا کی پرت دونا

کان پرت مرگ لون پری مڑھیلن کی پران

کشتہ بہنگ تو پیر جنک دہن لیتی جب تان

کان پرت بجز دلتاع مرگ لون مثل آہو مر حیمہ غفلت لسن شوہر پران  
جان کشتہ بہنگ آواز خوش گلو نو پیر جنک آواز زنگولہ دہن لیتی تان  
دہن تان تان چڑھا کر تان راگ حاصل دو ما جب مطلوبہ  
آواز خوش گلو سے باتفاق تان زنگولہ تان یعنی راگ لیتی یعنی آغاز کرتی ہے  
اوس وقت سنتے ہی شوہر مطلوبہ کا مثل آہو کے غافل و خود فراموش ہو جاتا  
ہے اور مثال آہو سے یہ مراد ہے کہ آہو عاشق راگ ہے دوسرے  
یہ کہ آواز خوش گلو و تان آواز زنگولہ کا قوس جب نایکا تانتی ہے  
اوس وقت طالب مطلوبہ کا بجز دستے کے مثل آہو پیر خوردہ کے غافل و خود فراموش  
ہو جاتا ہے :

## مدہیا کی پرت دونا

رمت رمن پرت یون لاج مدن میں چھاک

چھون رتہ ہاکت سار تھی دھون لیک گوتاگ

رمت مباشرت کرتی ہے رمن عورت پرت برعکس لاج صیا  
مدن شہوت چھاک پڑ سار تھی رتہ بان دھون دونوں لیک  
راہ پیہ ارا بہ تاک دیکھ کر حاصل دونا ہنگام مباشرت



برعکس یعنی مرد نیچے اور عورت اوپر مطلوبہ شرم و شہوت دونوں میں مبتلا ہو کر  
دونوں امر ایسے ملحوظ رکھتی ہے کہ جس طرح اراپچی ارا بے کے نشان راہ ہر دو  
جانب کو دیکھ کر تھکا ہوا لگتا ہے ۔

### پروڑ ہا دو ہا

جَبِ بَتَا بِرِکَمَ رَاسِ مِیْنِ رِبِّ جَوْنِ چَمَکَاے

مَدَن پَتِنِ پَرِتِ دِیوسِ بڈہ لَاجِ سِیتِ گمٹِ جَاے

بتا عورت برکھہ راس برج نور رب آفتاب جو بن حسن و جوانی مدین  
شہوت پتن گراما پرت دیوس روز بروز بڈہ زیادہ ہوتی ہے لاج  
حیا سیت سے حاصل دو ہا جب آفتاب برج نور میں آتا ہے  
روز بروز گرمی زیادہ ہوتی ہے اور سردی جاتی ہے اس طرح عورت جب  
حسن و جوانی چمکاتی ہے گرمی شہوت برسر ترقی ہوتی ہے اور سردی حیا زائل ہے

### پروڑ ہا کی سترانت دو ہا

ڈُہرِکِ پَرِی اَکھونِ اَرَبِی نَکَمَچِ کُپِ سِی سَمَاے

تَرَمِنِ چُپِیو مَنو گَرِ سِکھ دِوِجِ نِکسِ دَرِ سَاے

ڈُہرِکِ پَرِی علیحدہ ہو گیا اور بے چلی نکلنے ناخن کچ پستان سیں سر  
ترمن آفتاب گر سیکھ چوٹی پہاڑ و وج مراد ہلال حاصل دو ہا انجام  
مباشرت میں چولی پستان نایکا سے جدا ہوگی اور اس نے ہاتھ سے پستان کو  
چھپایا شاعر اسکی مثال بیان کرتا ہے کہ گویا آفتاب پہوٹے پہاڑ میں پوشیدہ  
ہوا اور ماہ نو طلوع ہو کر نظر آیا آفتاب مراد از پستان و چوٹی پہاڑ مراد از دست

دھال مراد از ناخن دست نایکا

مدہیا دھیرا دوما

لکمت ہمتی درگت مکمل لے چور بدن رب اور

آب ان آن چند ہمت کر بونین چسکور

لکمت ہمتی دیکھتی تھی درگت مکمل لے آئیکہ نیلوفری کر کے چور پوشیدہ  
بدن چہرہ رب آفتاب اور طرٹ آن چہرہ ہمت واسطے  
میں آنکھیں چکورتہ درو حاصل دوما قول نایکا کا نایک سے کہ ایک  
میں اپنی آنکھ کو گل نیلوفر سرخ کہ جو ہمیشہ دن میں شگفتہ رہتا ہے اور رات  
کو غنچہ ہو جاتا ہے بنا کر تمہارے چہرہ خورشید شمال کو پوشیدہ از انظار  
حاصل دیکھتی تھی اور اب اس تمہارے چہرہ ماہ شمال کے دیکھنے کو میں  
آنکھ کو چکورتہ جو عاشق ماہ ہے بناؤنگی خلاصہ یہ کہ در پردہ شکایت غیر  
حاضری دن کی کرتی ہے ۶

مدہیا ادھیرا دوما

یہی بڈائی تم رکھی میری ہمت تھرتے

کہاتہ پرت ہو اور کی پائین پرت مواتے

یہی یہ بڈائی بزرگی حاصل دوما قول نایکا کا نایک سے  
از راہ طعن کہ آپ میرے تو پاؤں پڑتے ہو اگر مگر کہاتہ اور ون کے پڑتے  
ہو پس یہی بڈائی میرے واسطے آپ نے تجویز کی ہے ۶

مدہیا ادھیرا دوما

کِت بَنُو لیت نہڑ کی یہ پوچھت گدہ ہاتھ  
 زور دہن انسا گمن بوند لون جہری بات کی ساتھ  
 کت کیون بنو لیت نہیں بولتی ہوشہر کی سرجمی کر کے گمن بوند باران  
 لون طرح حاصل دویا نایکا اپنے شوہر کا ہاتھ پکڑ کر یہ کہتی ہے کہ  
 بے رجمی سے مجھ سے کیون نہیں بولتے ہوا درسیل اشک کا او سکی آنکھوں سے  
 مثل باران کے برستا ہے بات کرنے کے ساتھ

پرور ہا دہیرا

پاک دہری پیری کھری پیہ مکھہ پیری نہار  
 پھول چٹری کرین دہری آنکھہ بہری جھکار  
 پاک دستار پیری کھری زرد چپٹی پیہ مکھہ چہرہ شوہر پیری نہار  
 جھہر کا غصہ ناک حاصل دویا نایکا نے اپنے شوہر کو دستار چپٹی  
 زرد باندھے ہوئے دیکھ چٹری پھولون کی ہاتھ میں لی چشم غصہ ناک کی  
 مراد یہ کہ نایکا کو دستار زرد چپٹی ہرنگ انباغ ناگوار معلوم ہوئی

پرور ہا دہیرا دہیرا

نین لال تک رس ڈری کچھو نہ بولی بال  
 بانہ گت ہی لال اُرہنی ٹوڑ اُر مال  
 نین لال چشم سرخ تک دیکھ بال عورت بانہ دست گت ہے  
 پکڑتی ہے لال شوہر اُرسینہ ہنی اری مال مالا حاصل دویا

نایکا اپنے شوہر کی شیم خضہ ناک دیکھ کر ڈری اور کچھ نہ بولی الا جب شوہر نے  
ہاتھ اوسکا پکڑا نایکا نے مالا اپنی نگلی کی توڑ کر سینہ شوہر پر ماری ۛ  
جیستھا وکیستھا بمعنی بزرگ وغور و

کن پچیر پتہ کیسل بل دینون تمہیں سکمائے  
موٹہ مار واکي درگن موکھ مانڈت دہائے  
کن کئے بچتر عجیب بل قربان مونٹہ مشت گلال وغیرہ درگن آنکھوں  
مانڈت ملتی ہو دہائی دوڑ کر حاصل دو ہا دو عورت چوٹی بروی  
اپنے شوہر سے کہتی ہیں کہ یہ بازی عجیب تلو کس نے سکھائی ہے کہ ایک کئی مکھ  
مین موٹہ گلال وغیرہ کی مار کر دوسرے کو ملتی اور عاجز کرتی ہو ۛ  
پرو ٹر ہا دہیرا دو ہا

ڈری گانٹھہ جو بال بیٹہ لئے نہ کیہون ناتھ  
پرگٹ بال مدہ گانٹھہ کون بہتی گمت ہیں ناتھ  
ڈری پڑی گانٹھہ گرہ بال عورت ہمیں دل لہی نہ دریافت نہوے  
لیہون کسیر سے ناتھ شوہر پر گمت ظاہر بال ہوے مدہ درمیان  
لون طرح گمت پکڑتے ہوئے حاصل دو ہا نایک کیطرت سے  
نایکا کے دل میں جو گرہ لال پڑی تھی وہ نایک کو کسیر سے ظاہر نہوئی گر  
جسوقت نایک نے ہاتھ نایکا کا پکڑا اوسکی کم توجہی وغیرہ سے وہ گرہ لال  
ظاہر ہو گئی جیسا کہ گرہ موئے باریک کی کہ بادی النظر میں چاہے تمیز نہو سکے  
مگر بال کو ہاتھ میں لینے سے ظاہر ہو جاتی ہے ۛ

اوڈیا پر کیا

نیں آیل چل مینج توڈو اودہ من رنج

منج پت لاگت کینج آڑ اپیت لاگت کینج

نیں آکھن اچل غیر متحرک چل متحرک منج خوش وضع تو تیری دو اودہ  
دونوں طرح من رنج تسکین دہلج پت شوہر خود اپ پت مرد غیر کینج گل  
نیلو فر سرخ کینج صوہ حاصل دو ہا اے نازنین تیری چشم خوش وضع  
متحرک و غیر متحرک دونوں طرح سے تسکین بخش دل میں کہ اپنے شوہر کو مثل گل  
نیلو فر سرخ کے غیر متحرک اور مرد غیر کو مثل صوہ کے کہ ہر دم متحرک رہتا ہے  
متحرک معلوم ہوتی ہیں ؟

انوڈیا پر کیا دو ہا

روکھی ہو جن باس لون چوری دیت بھنا

بنا جڈ میں سر نہیہ جو جڈ میو نہیہ سر آئے

روکھی مراد خشک مزاجی ہو جن مت کر باس لون مثل خوشبو کے  
نہیہ محبت و روغن حاصل دو ہا قول سکھی کا نایکا فاحشہ کم عمر سے  
کہ توجہ سے خشک مزاجی مت کر چوری مثل خوشبو کے ظاہر ہو جاتی ہے کہ بلا  
جڈ ہے ہوئے تیل کے سر پر کہ مراد شادی ہونے سے ہے تیرے سر پر محبت  
غیر جڈ ہی ہے اگر ؟

سامانیا

مکت مال لکھ دین کیو یہ اجلت ہے نا نہ

گنگ تھاری آر بی شو میری ارمانہ

مکت مال بارہ وارید لکھ دیکھ کے دین بھی آفرین موت اجلت مثال  
ناموز و ن گنگ دریاے گنگ شو نام مادیو آر سینہ حاصل و مل  
نایکا اپنے شوہر کو ملا سے مراد ارید پسے ہوئے دیکھ کر پٹانہ یہ کہتی ہے  
کہ جیسے آپکے سینہ پر یہ مالاشل لہر دریاے گنگ کے خوشما ہے ویسے ہی  
میرے سینہ پر بھی یہ پستان کہ جو بصورت شیوہن زمیندہ ہین اور یہ  
مثال جوہن نے بیان کی ناموز و ن نہیں ہے کہ مادیو اور گنگا کی مناسبت

ظاہر ہے  
اتھیمہ سنہوگ وکتا دوہا

تیری پاس پر کاس پر پٹہ سباس لبائے

مٹوکارن لائے نہیں آئے آپ لگائے

پر کاس پر ظاہر پٹہ سباس عطر خوشبودار بسائے خوشبودیا ہے  
حاصل و فوہا نایکا اپنی مصاحبہ سے بحالت مستی یہ کہتی ہے کہ اے  
سکھی تیرے لباس میں ظاہر عطر خوشبودار کی نہایت خوشبو آتی ہے تو ہر  
واسطے کیون نہیں لائی آپ ہی لگا آئی مراد میری مطلوب کو کیون نہ لائی  
پریم گر بتا دوہا

پٹہ مورت میری سدا رہیں درگن لبائے

ڈبٹ گوری دیہہ یہ مت سوزی ہوئی جا

پہیہ شوہر صورت صورت سدا ہمیشہ در گن آنکھوں بسای جاگزم  
 ڈرپٹ ڈرتی ہے گوری دیہ صورت صبیح ست مبادا سوزی  
 بیج حاصل دوہا یہ نایکا اپنی محبت کا ہونا شوہر کے دل پر یقین کر کے  
 اپنی مصاحبہ سے کہتی ہے کہ شوہر میرا میری صورت کو ہمیشہ اپنی آنکھوں میں  
 بسائے رکھتا ہے لہذا میں ڈرتی ہوں کہ مبادا بوجہ سوا دچشم شوہر رنگت  
 میرے جسم کی بیج نہو جاوے ؟  
 روپ گرتا دوہا

جو بن کہہ ان روپ ٹھک ادب ت گت یکین  
 آپ جگت کو مار کے ہتیا موسر دین  
 جو بن جوانی ان روپ ٹھک مراد خوبصورتی ادب ت گت حال عجیبہ  
 جگت دنیا ہتیا جرم حاصل دوہا یہ نایکا مغرور حسن اپنی مصاحبہ  
 سے کہتی ہے کہ اس جوانی نے غارتگری خوبصورتی کو اپنا رفیق پا کر کیا غضب کیا  
 کہ تمام دنیا کو مار کر جرم اوسکا میرے سر پر قائم کرایا ؟  
 ماننی دوہا

ڈہرت ماننی در گن یوں آنسو بند کسال  
 منو مانسر کنول تین جہرت ٹکت کی مال  
 ڈہرت ڈہلتا ہے ماننی نایکا ٹکول آنسو بند قطرات ٹھک کسال  
 خوشنما مانسر نام تالاب کہ جسمین مروارید پیدا ہوتے ہیں - ونیز نام  
 سینہ کہ جسمین کنول دکھا رہتا ہے کنول گل نیلوفر سرخ جہرت جہرتی بین

حکمت کی مال ہار ہاے مرورید حاصل دو ہا بجا لٹ نایکا کی آنکھوں  
سے قطرات اشک مسلسل یوں گرتے ہیں کہ گویا تالاب مانسہرے کے جسمین مرورید  
و کنول پیدا ہوتا ہے اور مراد سیئہ و دل سے بھی ہے ہار مرورید برستے ہیں  
سو آدھین تپکا دو ہا

نر کہہ نر کہہ پرت دیوس نس تپہ چکھ پتہ مکھ اور  
کمل جان ال ہوت ہیں سس انان چکور  
نر کہہ نر کہہ دیکھ دیکھ پرت روزانہ دیوس نس دنرت تپہ چکھ  
آنکھیں جوت پیہ مکھ چہرہ شوہر اور طرت ال ہنورا سس بابتاب  
انان تصور کر کے چکور تدر و حاصل دو ہا یہ نایکا خالی از خلل  
بیگانہ شب و روز چہرہ شوہر کو باطمینان تمام دیکھا کرتی ہے دن میں تو  
چہرہ شوہر کو کنول سمجھ کر آنکھیں او سکی زنبور سیاہ کہ جو عاشق گل ہے ہوتی  
ہیں اور رات کو ماہ کامل سمجھ کر وہی آنکھیں چکور کہ جو عاشق ماہ ہے ہو جاتی ہیں  
انکھٹھا دو ہا

سکھی کہا جیہ ساج کی آج نہ آئی نانہ  
گرہہ بولی کنگ لون پری ٹوس سوجن نانہ  
ساج آرایش کنگ پرند حاصل دو ہا قون نایکا محزون کا اپنی  
مصاحبہ سے کہ اے سکھی میں آرایش اپنی کیا کروں آج میرا شوہر نہیں  
آیا افسوس کہ مثل طایر آشیان گم کردہ کے پرتے ہو گئے میرا دل اونہیں  
میں ہے



کنہ تادوہا

پیہ تن مکہ لکھ یون درسی تہ چکھا نسو آئے

منون مدہکر مکہ نڈکون اگل کی پھر کھائے

پیہ شوہر تن طن مکہ چہرہ درسی پوشیدہ ہو چکھا آنکھ مدہکر  
 ہو نرا مکہ ندر عصارہ گل حاصل دوہا پیہ نایکا چشم جہاز اشک ہوئی  
 کہ چہرہ شوہر پر نظر پڑی بجز دمایندہ چہرہ شوہر وہ اشک یون غایب ہو گئے  
 کہ گویا زنبور سیاه عصارہ گل کو اگل کر پھر کھا گیا

پر لبد ہا دوہا

لکھ سنکیت سوئون رہی یون تہ نار نو آئے

منون بنی شیو کی کرئی سبل کام کون پائے

سنکیت مقام مصلحت سو نو خالی نار گردن نوا سے جھکا پلنسی مناجات  
 شیو نام مہادیو کہ جنون نے شہوت کو جلا دیا سبل کام غلبہ شہوت  
 حاصل دوہا پیہ نایکا جب حسب اقرار مقام موعود پر گئی اور اس جگہ  
 کو خالی از مطلب خود دیکھا تب گردن جھکا کر رہ گئی گویا مہادیو کو مناجات  
 کر رہی ہے کہ تم نے کام یعنی شہوت کو جلا دیا ہے میری ہی شہوت جلا دو

کلنتر تادوہا

آلی نان او کی دسی جہا ریو ہر کرینہ

تیو کر وہ بس نان چنتو آب چھوٹ ہر دینہ

الی سکی مان ملال و غصہ آہ سانپ دسی گزیدہ نیمہ محبت کرودہ  
 غصہ حاصل دو ہا توں سکی کا سکی سے کہ اس نایکا کو مار ملال نے  
 کاٹا ہے اکے طالب نے اسکو محبت کر کے جھاڑا مگر اسکا زہر ملال بوجہ غصہ  
 دور نہیں ہوا اب اوسی حالت میں اسکی جان اسکے جسم سے دور ہو چاہتی ہے  
 باسک سجیا دوا

تیتہ شکمہ سیج پہچائے یون رہی باٹ پیہ میر

کیت بنائے کسان جیون بہت مینہ اوسیر  
 تیتہ عورت شکمہ سیج بستر مکلف باٹ راہ کسان کاشتکار مینہ باران  
 اوسیر انتظار حاصل دو ہا نایکا بستر مکلف پہچا کر اپنے شوہر کا اس طرح  
 انتظار کرتی رہی کہ جیسے کاشتکار کشت کو تر بکر کے پانی برسنے کا منتظر رہتا ہے  
 ابھار کا دوا

ایسی کامن لاج میں پیہ پین اٹکت جائے

چمین سلنا کو سلل یون سامہین پائے

کامن زن نازنین پیہ شوہر پین نزدیک اٹکت جائے آہستہ  
 آہستہ جاتی ہے جیسے بطرح سلنا ندی سلل آب یون ہوا  
 سامہین مقابل حاصل دو ہا زن خوبصورت و نازنین بسبب شرم  
 دیا اپنے شوہر کے پاس رکتی ہوئی آہستہ آہستہ جاتی ہے جیسے آب دریا  
 ہو کر مقابل پا کر آہستہ آہستہ بہتا ہے  
 چیتہ یعنی ایضاً

انگ چھپاوت سرب سون جلی جات یون نار

کھولت بیچ چھٹا چھٹی ڈپانیت گھٹا نہار

انگ جسم چھپاوت پوشیدہ کرتی ہوئی سرب سون سے بیچ چھٹا  
برق چھٹی دیکھ ڈپانیت چھپاتی ہے گھٹا ابرسیاہ نہار دیکھ کر  
حاصل دوا یہ نایکا برق نمثال شب تاریک میں لباس سیاہ پہن کر  
سب سے اپنے جسم کو یون چھپاتی ہوئی مطلوب کے پاس جاتی ہے کہ برق خیاں  
دیکھ کر چہرہ کو کھول دیتی ہے کہ ہمزنگ برق ہے اور گھٹا کو دیکھ کر چہرہ پوشیدہ  
کر لیتی ہے کہ لباس سیاہ ہمزنگ گھٹا ہے ۛ

پروکت تپکا دوا

نس چکان پرا تہ چہت پران مجوری مال

انگ نگر میں برہ یہ بہیو نیو کٹو آل ۛ

نس چکان رات جگا کہ پرا تہ صبح کو پران جان مجوری مزدوری  
حال جلد انگ نگر دیا جسم برہ ہجر حاصل دوا اس دیا  
جسم میں ہجرتی طرح کا کٹوال ہوا ہے کہ رات بھر چکانے کی مزدوری میں صبح کو  
بجلیت جان طلب کرتا ہے ۛ

لگت تپکا دوا

پہلین پاکہ نہ آہو جو آساڈہ کی مانس

پر تہمہ جہر چہت باس لون کینی ہوسانس

پہلین پا کہ حصہ اول یعنی نصف ماہ پر تہہ جہڑ بار اول چہت باس  
مرد مردہ سانس دم حاصل دویا نایکا اپنے شوہر کو کہتی ہے  
کہ اگر نصف ماہ ساڑھ تک تم نہ آؤ گے تو اول ہی بارش میں مجھ کو مردہ پاؤ گے  
کچمت پتکا دویا

بیہ کی جلیت بدیس کچھو کہ نہ سکے محو

چڑن آنکو ٹھایتن ہی داب پچھو پچھو

مجھو راجیا پچھو رادو پتہ چھو ر گوشہ حاصل دویا یہ نایکا باجیا  
ہنگام روانگی شوہر خود بسفر کچہ کہ نہ سکی مگر آنکو ٹھے پیر سے گوشہ دویا  
شوہر کا داب کر رہ گئی

کر دی یہ جو چکین ہرنت لائے سینہ

برہ آگن جو چنک میں ہون چہت اب کہہ

چیکنی آراستہ وصال و روغن کردہ سینہ محبت و روغن برہ آگن  
آتش مہاجرت چنک ایک ساعت کیہ خاکستر حاصل دویا قول  
نایکا کا کہی ہے کہ جس جسم کو روغن محبت طالب نے چکنا دآراستہ کیا تھا  
وہ اب بہ آتش مہاجرت ایک ساعت میں خاکستر ہوا چاہتا ہے

اگم کت پتکا دویا

ہر آون سن پتک مکہ آگن ہر کہہ سینہ

مکہ ہی سکے کون بال کی ہی چکین دیہ

یتھک مسافر و قاصد سینہ مجت ناکہ سے سکھ لون سراپا  
بال عورت چکنی آراستہ و تازہ حاصل دوہا اپنے طالب کا آنا زبان  
قاصد سنکر مطلوبہ کا جسم سر سے پاتک تازہ و آراستہ ہو گیا فرط خوشی و  
محبت سے ۛ

### اکچھت پت کا دوہا

آوت لہ گنسیام کی آن دیں تین بات  
چیلّا ہوئے چکن لگیو مہنین ہی کو گات  
آن دیں ملک غیر چیلّا برق نہیں محبت سے ہی دل گات جسم  
حاصل دوہا اس نایکا نے خبر راحت اپنے شوہر کی ملک غیر سے سنی مجرور  
سننے کے محبت دلی سے تمام جسم اسکا مثل برق چلنے لگا ۛ  
آگت پت کا دوہا

سکھی بچھرن سسر کی ہوئی لہلی ترنت  
بیل روپ پر پھلت بھی لہ بست سو گنت  
سسر موسم گن ہیں لہلی سسر ترنت فوراً پر پھلت تر و تازہ  
بست فصل بہار گنت شوہر حاصل دوہا قول سکھی کا سکھی سے  
کہ دیکھ بیہ نایکا بجات سراے ہجر کیسی افسردہ تھی اور اب شوہر کو مثل فصل  
بہار پا کر کیا بیل سسر کی طرح تر و تازہ ہوئی ہے ۛ

### آما دوہا

کیون اوگن انگ کو لکھیں نہ بہت کی چور  
 پیہ مینک مکہ کی بہی رونی نین چکور  
 بہت محبت پیہ شوہر مینک مہتاب رونی عورت حاصل دوا  
 یہ نایکا فطرت محبت سے اپنے شوہر کے عیوب ظاہر و باطن پر نظر نہیں کرتی  
 بروقت اس کے چہرہ ماہ کو ابہنی چشم چکور سے دیکھا کرتی ہے  
 مہر دوا

پیہ سنگمہ سنگمہ بہت بگمہ بگمہ ہوئی جات  
 تہ درین پیرت بنب لون تیری گت دربار  
 سنگمہ بمقابلہ مہربان بگمہ غیبت و نامہربان درین آئینہ پیرت بنب  
 عکس آئینہ گت حالت درسات معلوم ہوتی ہے حاصل دوا نایکا  
 بحالت حضوری شوہر فرمان بردار رہتی ہے اور غیبت شوہر میں نافرمان  
 مثل عکس آئینہ کے کہ مقابل کے مقابل رہتا ہے اور غیبت میں غایب ہے  
 ادہما دوا

جیون جیون آدرسون لسن پانے پیرت بنج  
 تیون تیون بہا من مین لون کمن مینٹ بنج  
 آدر خاطر داری پانپ دریا بہا من عورت مین ابھی لون طرح  
 کمن کمن ساعت بساعت حاصل دوا خاوند عورت کیواسطے جس طرح  
 کہ دریا سے محبت و خاطر داری آراستہ کرتا ہے اسی طرح یہ نایکا

بر روش مثل ہا ہی کے اینٹھتی جاتی ہے ۛ  
پت نایک دوہا

جب تین لائن رَوَن کو گوَن لی آئے سنگ  
تب تین شیو لوَن آیتے کر راکھی اردہنگ  
لائن شوہر رونی عورت گوَن مگلا وہ اردہنگ د نصف جسم  
حاصل دوہا جب سے یہ مرد اسکی عورت کو اپنے گھر مگلا وہ کر کے لایا اوں  
روز سے مثل مہادیو کے عورت کو اپنا نصف جسم قرار دیکر پاس کتا ہے ۛ  
انکول نایک دوہا

نئی بسن جب ہوں سچوں شب پیہ بہرم بجانہ  
بن پر کے دہن بچن کی یہ سکت ہین نا نہ  
نئی بسن پارچہ نو طیار بہرم سنگ دہن آواز یہ سکت دیکھتی  
حاصل دوہا قول نایکا کاسکی سے کہ جب میں پوشاک نہی پہنتی ہوں  
تب شوہر میرا سنگ لا کر عورت غیر سمجھ کر شرماتا ہے اور جب تک میری آواز  
نہ سنے پہچان نہیں سکتا ہے ۛ

دچھن نایک دوہا

دچھن ساگر دہن کی سم بڑت ہین پریت  
وہ ندین یہ تین سون لٹ ایک ہی ریت  
دچھن دچھن نایک ساگر دیا سے شور دہن دونوں کی سم برابر بڑت ہین

بیان کرتی ہیں پریت محبت ندرین ندی ہاتھین عورات حاصل دوا  
 دریا سے شور اور اس دھن نایک یعنی مرد عیاش کا ایک ہی طریقہ ہے کہ  
 جیسا دریا میں جو ندی آوے مل جاتی ہے ایسا ہی اس نایک کے پاس جو  
 عورت آوے اس سے ملتا ہے ۛ

مستہ نایک دوا

ہیر ہیر مکہ پیرکت تانت بہو نہ ندان

بان بدہ کا ہون نہین لکھی چڑھی کمان

ہیر ہیر دیکھ دیکھ ندان نادان بان بدہ تیرے مار کر حاصل دوا  
 قول نایک کا نایک سے کہ بھگو دیکھ دیکھ منہ ہیر ہیر کہ ہو نہ کو کیوں  
 تانتی ہے تیروں سے مار کر یعنی شکار مار کر کمان کو کوئی چڑھا ہوا نہیں  
 رکھتا ہے ۛ

دہر شٹ نایک دوا

کالمہ گیو ہے آہنیں ہو سر سوین کھائے

آج سس جاوک لین پھوٹ ہی پائے

سوہین قسم سس جاوک رنگ مادر حاصل دوا  
 نایک اس نایک بے حیا سے کہتی ہے کہ کل تو میرے سر کی قسم کھا کر گیا ہے کہ  
 دوسری نایک سے تعلق نہ رکھو گا اور آج پھر نشان مہا ورپا سے دوسری  
 عورت کا سر پر لگا کر میرے پیرون پر لٹو تا ہے ۛ

اوپت نایک دوا



آئے وہ پانپ بہری رمنین آج انہاں  
 خہہ بوڈن نکسن لکسین نکست بوڈ بران  
 پانپ بھری چراز آب و تاب رمنین عورت حاصل دوہا  
 قول نایا کاسکی سے کہ یہ نایکا بہ آب و تاب غسل کرنے کو آئی کہ جسکے غوطہ  
 لگانے اور سر باہر نکالنے سے میری جان ڈوبتی او چلتی ہے +  
 بیسک نایک دوہا

لال ادہر ہیرا ر دن جنہ سیرن تن ساتھ  
 دیکھے کہ نہ دین لیاے جو کچھ تہہ دین ہا تہہ  
 لال ادہر یا قوت لب ہیرا ر دن الماس ندان سیرن تن جسم طلائی  
 حاصل دوہا قول نایکا کا نایک سے کہ تمہارے لب یا قوت دندان الماس  
 جسم طلائی اس ماں سے جھکو کون چیز دو گے جو دو اسی کی طرف اپنا ماتہ  
 بڑھاؤن +

روپ ماتی مامک دوہا

بار بار ہیرت کہا درپن مین چت لائے  
 نیک لکھو نچ بدن سون را دہی بدن بلائے  
 ہیرت دیکھتی درپن آئینہ بدن چہہ حاصل دوہا  
 قول سکی کا نایک سے کہ تم بار بار غور سے آئینہ کیا دیکھتی ہو ذرا اپنے چہہ  
 کو چہہ مطلوبہ سے لا کر تو دیکھو +

پروکت نایک دوہا

اگنِ روپ بنِ ری برہ کت جارت ہی موہ

تیہ تن پانپ پائے کی بور مار ہون توہ ۛ

اگنِ روپ شعلہ آتش بن بکر ری برہ اے ہجرت کیون جارت  
جلاتا ہے موہ مجھکو تیہ عورت تن پانپ دریائی جسم بور مار ہون  
غرق کرے مارون گا حاصل دوہا نایک کا قول کہ اے ہجرت تو شعلہ آتش بکر  
مجھکو کیون جلاتا ہے یا در کہہ کہ دریائی جسم عورت کا پا کر مجھکو غرق کرے  
مارڈالون گا ۛ

سرون درشن دوہا

جب تین موہ سنائی تون کئے کا نہہ کی بات

تب تین درگ مرگ لون چلی کانن بین کون جات

درگ آنکہ مرگ آہو کانن جنگل و گوش حاصل دوہا قول  
نایکا کا کہی سے کہ جسوقت سے تونے میرے مطلوب کا پیام مجھے سنایا ہے  
اوسوقت سے میری آنکھیں بھل آہو کے کانن کی گھڑت رجوع ہیں باین تمنا  
کہ گوش مراد دلی اپنے حاصل کر چکے اور ہم محروم ہیں ۛ

سین درشن دوہا

جاگت چور جو پائے دوڑ لاگے ساتھ

سینین کو چیت چور کب آوے اپنین ہاتھ

بہ  
کون  
دیکھ  
۱۲

چت چور دل کا چورانیوالا حاصل دو ہا قول نایکا کا سکھی سے کہ بیداری  
میں جو چور آوے دوڑ کر اوسکے ساتھ جاسکتے ہیں مگر خواب میں جو دکا چور تھے  
والا آوے اوسکو کیونکر پکڑے ؟

### چتر درشن دوہا

چترہ چتوت چتر مٹون رہے ایک ٹک جھوٹے

بتر بلوکت راوری کہو کون گت ہوتے

چترہ تصویر کو چتوت دیکھتی چتر عقیدہ یون اس طرح ایک ٹک ٹکلی سے  
جو سی دیکھ مٹر دست بلوکت دیکھتی راوری آپ کی حاصل دوہا  
قول سکھی کا نایکا سے کہ اے عقیدہ تو تصویر دوست کے دیکھنے میں بہت تنہا  
ہو کر خود فراموش ہو رہی ہے پس جب دوست کو دیکھے گی اوسوقت کیا تری  
حالت ہوگی

### سوتکھہ درشن دوہا

جیون پیہ درگ آل بہنوت تہ بدن کل کی اور

تہون پیہ مکھ سس کی بی تہ کی نین چسکور ؟

درگ آنکھ ال زنبور سیاہ بہنوت بلا گردان بدن چہرہ سس با تباب  
حاصل دوہا ج طرح گل چہرہ مطلوبہ پر چشم طالب مانند زنبور سیاہ  
کے بلا گردان ہوئی ہیں اوس طرح طالب کے ماہ چہرہ کو چشم مطلوبہ مثل چکور  
بہ محبت تمام دیکھتی ہیں ؟

### دوتی برین دوہا

یکجے شکہ گنسیام ہون آج پون کی رنگ  
 آنہ چیلہ چمکائے ہون کیاے تہاری انگ  
 گنسیام نام طالب و اسیاہ پون کی رنگ شل باد چیلہ برق تہاری  
 انگ تہاری جہن حاصل دو ہا دلا کہ کہتی ہے کہ اے گنسیام تو آج  
 خوشی و لطف زندگی حاصل کر میں شل باد اوس برق یعنی تیری مطلوبہ کو  
 اوڑالا کر تیرے جسم ہرنگ ابرسیاہ میں چمکاؤنگی یعنی تجھ سے ملاؤنگی ۛ  
 نایکا کی است

کک کک پونچت کہا جک سک انمان  
 کک جائے گی ٹسک یہ نیک سک سرکان  
 کک کک ازراہ درد جک مجھ سک پش انمان خیال  
 کر کے کک جاسی گی جاتی رہے گی ٹسک خود بینی نیک ذرا  
 سک آواز سکی حاصل دو ہا قول نایکا کی سکی کانایک سے کہ تم  
 نایکا نازنین کے مجھ کو مثل پشہ سمجھ کر غور سے بظاہر ازراہ درد کیا پوچھتی ہو  
 یہ آپکا غور اوسکی ذرا سکی کی آواز سننے میں ہی جاتا رہیگا ۛ  
 برہ نویدن دو ہا

کہا کہوں واکے دساج کک بولت رات  
 پیوستہ بین جیت ہی کہاں سنت مرجات  
 کک پرند مراد پسیا دس حالت حاصل دو ہا قول سکی کانایک سے

کہ اوس نایکا کی حالت ناگفتہ بہ ہے یعنی پیہا جورات کو پیو کمان بولتا ہے جوت  
لفظ پیو کا شنتی ہے زندہ ہو جاتی ہے اور لفظ کمان کے سنتے ہی مر جاتی ہے۔

### بسنت رت برن

کمون کیاوت بکت گم کمون ڈولاوت بائے

کمون بجاوت چاندنی مدہ رت د اسی آئے  
لیاوت لاتی ہے بکت شکفتہ گم گلا ڈولاوت بائے کرتی  
ہے ہواے مرغوب مدہ رت فصل بہار د اسی خادمہ حاصل دوہا  
گاہ ہواے مرغوب اور گاہ گلائے شکفتہ کو لاتی ہے اور گاہ فرش چاندنی  
آراستہ کرتی ہے یہ خادمہ فصل بہار وارد ہو کر

### تریدہ بات برن دوہا

سرور مانہ انہائے ارباگ باگ برمائے

مند مند آوت پون راج ہنس کی بہائے  
سرور تالاب مانہ میں انہا می غسل کر کے اُراور باگ ماگ باغ  
باغ برماے استراحت کر کے مند مند آہستہ آہستہ پون ہوا راج ہنس  
نام جانور پرند کہ خرامش پسندیدہ شل تو تھا حاصل دوہا تالاب میں غسل  
کر کے بس سرو اور باغون میں سیر و استراحت کر کے بس شطرا آہستہ آہستہ  
ہواے سگاہ شل راج ہنس کے خوش خرام چلی آتی ہے :

### باگ برن

کلب پر چہ تین سرس تو باگ درمن کو جان  
 ساگر یکسو لکھن کو جل جنتن مس آن  
 کلب پر چہ درخت طوبی سرس زیادہ باگ درمن درختان باغ  
 ساگر دریا جل جنتن علی آب و نوارہ مس جیلہ حاصل دوہا درخت  
 طوبی سے درختان تیرے باغ کو بہتر تصور کر کے دریا بہ متنار مشاہدہ ازرا  
 فوارہ نکلا ہے

### گریکھم رت برن دوہا

دوہو پچٹک کر چٹک آرم پھانسی پون چلائے  
 مارت دوہو پرنچ تپہ یہ گریکھم ٹھگ آئے  
 دوہو پچٹک دوہو پتیز کر کے چٹک شعبدہ پھانسی کیند  
 پون ہوا چلا سی جلاتی ہے تپہ عورت یہ گریکھم یہ گریکھم  
 غارنگر حاصل دوہا دوہو پتیز کا شعبدہ کر کے اور ہوا سے گرم کی  
 پھانسی چلا کر یہ عورت گریکھم جو غارنگر ہے عین وقت دوہو پھانسی مارتی ہے  
 پنے یعنی ایضاً

چٹت نہ لی نل نیر جل دل سچ چٹت لی آئے  
 نرکمر ندالکھ انیت گون چلو بہان پین دہائے  
 چٹت نہ چو تانین جلی لیکر نل نیر فوارہ جل آب دل سچ  
 فوج آراستہ کر کے چٹت لی اسی زمین سے نکلا نرکمر ندالکھ چٹت

انہیت ظلم و تعدی بہان آفتاب حاصل دوہا فوارہ سے پانی نہیں  
 نکلتا ہے بلکہ بجائے ظلم و تعدی موسم گرما ماہ جیٹھ لشکر آب زمین سے براہ  
 فوارہ عبور کر کے آفتاب پر یورش کرتا ہے کہ ظلم و تعدی گرما کو دور کرے ۛ  
 جل کیل دوہا

ہر چھشت یوں تین کر لہہ جل کیل آئند

منوں مکمل پھوٹوں اور تین بکتن جھورت چند

ہر کنیا جی تین عورت جل کیل آب بازی آئند خوش جھورت  
 ڈالتا ہے حاصل دوہا کنیا اس طرح سے عورت کو دریا میں ہنگام  
 آب بازی چھیٹے دیتے ہیں کہ گویا ملکوں پر ہر چار طرف سے ماہتاب بارش  
 مروارید کرتا ہو گھٹا کے کنول مراد از چہرہ عورت و ماہتاب مراد از چہرہ  
 کنیا و مروارید مراد از قطرات آب ۛ

پاوس رت برش دوہا

پاوس میں سر لوک تین جگت ادبک کیمہ جان

انڈو بد ہو جائیں صد اچھت بہت پین آن

پاوس موسم برسات سر لوک عالم بالا جگت دنیا ادبک زیادہ  
 سنگھ جان آسائش سمجھ انڈو بد ہو عروسک سدائیش چھت زمین  
 بہت خرابان حاصل دوہا قول شاعر کہ اس موسم برسات میں عالم بالا  
 سے زیادہ عیش و آرام اس دنیا میں ہے تصدیق اسکی یہ ہے کہ ہمیشہ اس  
 موسم میں عروسک عالم بالا سے دنیا میں اگر عیش و آرام کرتی ہیں قاعدہ

عروسک موسم بر نکال میں ہمراہ آب آسمان سے برستے ہیں ۛ  
پہنہ یعنی ایضاً

جھول جھول تیرے شکست میں گنگن جھڑپی کی ریت

آج کا لہہ میں آئی ہیں سر نارن کو جیت

تیرے عورت شکست خوش گنگن آسمان ریت طریق سر نارن عورت  
عالم بالا جیت شرمندہ کر کے حاصل دو ما موسم برسات میں عورت  
نہایت ذوق و خوشی خاطر سے ہنڈولا جھولتی ہیں اور خوشی خاطر کیون نہ  
حاصل ہو کہ مرتبہ بلند ہو نیکا طریق ہی یہ ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ عورت  
اپنے حسن و خوبی سے عورت عالم بالا کو آجکل خجل کر کے خوش و غورم زمین  
پر آئی ہیں ۛ

سورس برتن دو ما

چند بدن چمکائے ارکھنچن درگ بھڑکائے

سکل دہر کو چمکتے ہے سروا پسر آئے

چند بدن ماہ چہرہ کنچن درگ صعو چشم سکل سب دہر ازین  
چمکتے فریفتہ کرتی سرو فضل کا نام یعنی آغاز موسم سراپسراپری حاصل  
دو ما یہ سر دپری کہ آغاز موسم سراپسراپری ماہ چہرہ کو روشن کر کے  
اور صعو چشم کو بڑا کر تمام مخلوق کو خود درفتہ و فریفتہ خود کرتی ہے اس موسم  
میں ماہ نہایت صاف و روشن ہوتا ہے اور صعو بھی اسی موسم  
میں بعد بارش اپنے آشیانہ سے نکل کر آبادی میں آتا ہے ۛ



## ہیمنت رت برن

ہیم سیت کی ڈرن تین سکت نہ اوپر جائے  
 رہو اگر کو پائے کی دھوم دھوم میں چائے  
 ہیم برف سیت سرا دھوم دھان دھوم زمین حاصل دو ہا  
 کثرت برف باری اور سرا سے دھان آسمان کو نہیں جاسکتا آگ کو پا کر  
 زمین پر چھایا رہتا ہے \*

## سرت برن دو ہا

پرگٹ کیت یا سرتین روکھ روکھ کی پات  
 بچرن کو چت ہون دھرن شوکھ جات ہی گات  
 پرگٹ ظاہر سرت نام فصل روکھ روکھ ہر دخت پات برگ  
 بچرن مہاجرت گات جسم حاصل دو ہا اس موسم میں درختوں  
 کا ہر برگ علانیہ یہ کہتا ہے کہ جو قوت ہو جو جدا ہونے کا درخت سے خیال  
 گذرتا ہے تمام جسم خشک ہو جاتا ہے \*

## لیلا ہا و دو ہا

سیام بیکہ سچ کی گئی را د ہی درین دہام  
 ہو لو بیکہ چکٹ بیتی جت دیکھی تہ سیام  
 سیام نام کنیا را د ہی نام طلبہ کنیا درین دہام آئینہ خانہ  
 بیکہ موت چکٹ متعجب حاصل دو ہا را د ہے کنیا کی صورت

بنکار آئینہ خاندین گئیں دیان اپنی شکل بدلنا بھول گئیں جھڑن نظر کی اوی  
طرف کنہیا نظر آئے سخت متعجب ہوئیں ۛ

بلاس ہا دو ہا

درگن چور اٹھائے اس بھوین کر ہٹائے

گامن پتہ پیٹہ گو دھین مود بہت سی جائے  
درگن چور آٹکھ ملا کر اٹھلا سی تاز و کرشمے ہٹائے جنبش سے  
گامن عورت مود خوشی حاصل دو ہا آٹکھ ملا کر تاز و کرشمہ  
سے بہ جنبش ابرو و دست نایکا نایک کی آغوش دلو انبار خوشی سے پُر  
کر رہی ہے ۛ

للت ہا و دو ہا

شکل بہو کن کون جد پ تو چہ ربی سنگار

بلی کنہ بد و انہ بہار لی پتہ پین جیہ تار  
شکل سب بہو کن زیور بہار بار حاصل دو ہا تیرے  
خوبی حسن اگر جہ تمام زیور کور و نق دے رہی ہے یعنی تیرا تمام جسم زیور  
سے آراستہ ہے مگر اس قدر بار اوٹھا کر مطلوب کے پاس جانے کی تو کھل  
کب ہو سکتی ہے ۛ

بچھپت ہا و دو ہا

سیام لال ان تلک تو یہ رنگ کنون مال  
سوئن کو رنگ سیام دی رنگیو سیام کو لال

سیام سیاہ لال سرخ تلک تشقہ بہہ رنگ یہ طور بال عورت  
 سوتن زنان انبلیخ سیام نام طالب حاصل دو ہا توں  
 سکھی کا نایک سے کہ تو نے جو بجات بخودی تشقہ سرخ و سیاہ پیشانی پر لگا  
 ہین اونہون تے یہ خوبی پیدا کی کہ زنان انبلیخ کو بمقابلہ خوبی خود سیاہ  
 نام اور طالب کو سرخ کر دیا بقولیکہ ہے بگڑی ادا لکھ بناوٹ کے برابر  
 بیوگ ہا و دو ہا

بات ہوئی سو دور تین دیکھی ہو نہ سنائے

کاری باتن جن گم لال چو نری آئے  
 نایک بجات لال کمال اپنے طالب سے کہ جو سیاہ نام ہے کہتی ہے کہ جو  
 بات تھکو کہنا ہو دور سے کہد و اپنے دست سیاہ میری چو نری سرخ  
 میں مت لگاؤ  
 کلکچت ہا و

شو سیر کی سس میں سو اتک پنج چہا نہ بہرائے

ڈری جھکی رومی بہر و ہسی آپ کو پائے  
 سو ہادیو سس بہتاب سوا پاربتی تلک پنج چہا نہ  
 دیکھ اپنا سایہ بہر اسے متیر ہو میں ڈری ڈرگی جھکی غصہ کیا روی  
 گریہ کیا بہر پھر حاصل دو ہا پیشانی ہادیو پر جو ہلال ہے او میں  
 پاربتی او کی زوجہ نے اپنے عکس کو دیکھ کر شک کیا کہ کوئی دوسری عورت  
 ہے لہذا ڈرین اور غصہ ناک ہو میں اور رو میں اور پر سمجھیں کہ کوئی عورت

غیر نہیں ہے میرا سایہ ہے اس واسطے ہنستی ہوں +  
بہ سترم ہاودوہا

بندی ارن کیول دی لال دھٹھونان بہال

ایہ بدھ کنہ من ہرن پہ چلی نویلی بال  
بندی ارن یگی سرخ کیول رخسار دھٹھونان نشان سیاہ  
کا جل کا جو واسطے دفع نظر بدیشانی پر بناتی ہیں بہال پیشانی نویلی  
نوعمر بال عورت حاصل دوہا بندی سرخ بوض پیشانی رخسار  
پر لگائے اور دھٹھونان سیاہ کے عوض میں سرخ بناے ہوئے اس طرح  
سے یہ نایکا نوعمر سجات خود رنگی کے فریفتہ کرنے کو جاتی ہے +  
بودھک ہاودوہا

مانگ سچ دہر آنکرمی ڈمانپ نیل پٹ بہال

اروہ ناسس چیت پیہ سین بتای بال  
نیل پٹ پارچہ لاجوردی بہال پیشانی اروہ ناسف شب سس  
ماہتاب سین اشارہ بال عورت حاصل دوہا اس نایک نے  
طالب کی طرف دیکھ درمیان مانگ کے استغلی رکھی اور دوپٹہ لاجوردی سے  
اپنی پیشانی کو چھایا یعنی باشارہ وعدہ مواصلت نصف شب وقت غروب  
ماہ کا کیا مانگ پر استغلی رکھنا مراد نصف شب سے ہے اور پیشانی چھپانے  
سے مراد غروب ماہتاب سے +

مدہ ہاودوہا

رُوپِ گرب جو بن گرب مدن گرب کی جوڑ

بال درگن مین مد بھرن آوت چلین بلور

روپ گرب غور حسن جو بن گرب غور جوانی مد گرب غور شہوت  
جو رطقت بال عورت درگن آنکھو مین مد بھرن نشہ وغور بہرنگائی  
بلور موج حاصل دو با غور حسن وغور جوانی وقوت شہوانی کے  
زور سے اس نایکا کی آنکھو مین نشہ کی بلور چلی آتی ہے :

سنو سجا اودا ہرن

ایک سکین کر لی چہرین منت چکورن دہائے

ایک بہنور کی بہر گون مارت چنور ڈولائے

اس نایکا ماہ چہرہ کنول چشم کے گرد جو مچکور و زنبور سیاہ کا دیکھ کر ایک صفائی  
چٹری سے چکوروں کو اور دوسری چنور سے بہنور و نکو مار مار کر بہگاتی ہے  
مرا زیاہ خوبصورتی نایکا سے ہے کہ جسکے چہرہ کو چکوروں نے ماہ کامل اور  
جسکی آنکھ دو بوسے خوش کو بہنوروں نے کنول بہ یقین سمجھا :

کانت اودا ہرن

مکر بلتا لہہ کہتی کنول مرد لٹا باس

تو لو آن کی ملن کی سبرن رکھی آس

مکر آئینہ بلتا صفائی مرد لٹا نزاکت باس خوشبو سبرن طلا آن  
چہرہ حاصل دوا اے نایکا تیری چہرہ مخزن خوبی سے آئینہ نے

صفائی پانی اور گل کنول نرکت وغوشبو کے بیان میں رطب اللسان ہے  
اور طلاء کو آرزو سے ملازمت ہے ۛ

### دیسپت اوداہرن

چند چہان بدہ مکہ رچی تن چپاسوٹسان ۛ  
تاجہ اوپ دہری کھری تو تو پوجے آن  
چند چہان خلاصہ نورہ بدہ خالق تن جسم چپلا برق اوپ آب و تاب  
حاصل ہو یا اے نازنین خالق نے خلاصہ نور ماہ لیکر تیرا چہرہ اور  
خلاصہ برق لیکر تیرا تمام جسم بنایا اور آب و تاب مزید سے بران بخشی طرح  
سے تو آراستہ ہو کر خلق ہوئی ہے ۛ

### دیسپت اوداہرن دوما

دیسپ تھاری نیہ گو برت ربت ہتہ ماہنہ  
بات چھون دس کی سہی سجت کپسٹون ناہنہ  
دیسپ چراغ نیہ محبت ہیمہ دل بات ہوا چھون دس چار سو  
حاصل دوما قول نایکا کا نایک سے کہ چراغ تمہاری محبت کا ہر دم  
میرے خاندان دل میں روشن رہتا ہے اور ہر چار سو کی ہوا کا گزند اگرچہ  
اوسکو پہنچتا ہے مگر وہ کسی طرح سے خاموش نہیں ہوتا ہے ۛ  
اتہ سا توک بہاؤ  
پیہ تک تھک ادہ برن کہہ لک سوید تین چہائے  
ہوئے بیرن کپت گری تہ آٹو اد ہترائے ۛ

پیہ تک شوہر کو دیکھ کر تھک بجات سکتے اودہ برن سخن ناتمام یک  
 فرط خوشی سوید غرق بیرن رنگ فق کینت گری کرزان گری  
 تئہ عورت انسواد بہر اسی اشک روان ہوئے حاصل دو ہانیایا  
 بعد مدت شوہر کو دیکھ کر فرط خوشی سے بجات سکتے ہوئی سخن ناتمام رہا جسم  
 عرق میں غرق ہوا رنگ فق کرزان زمین پر گری اور سیل اشک آنکھوں  
 سے روان ہوا ۛ

### سنگار رس او داہرن

موبن مورت لال کی کامن دیکھ سو بہائے

ریجہر چمکی موبی جکی تھکی رسی ملک لائے

موبن فریبندہ مورت صوٹ لال شوہر کامن نازنین ریجہ  
 عاشق ہوئی چمکی آسودہ ہوئی موبی فریبندہ ہوئی جکی متحیر تھکی دراندہ  
 ہوئی رہی ملک لال ہی محتا شا رہی حاصل دو ہا فریبندہ  
 صورت شوہر کی نایا نظر محبت سے دیکھ کر عاشق ہوئی آسودہ ہوئی فریبندہ  
 ہوئی بجات سکتے دراندہ ہو کر محتا شا رہی ۛ

### سنجوک سگار او داہرن

کی رت سکھہ پیریت جیون رچی پریا اوست

راونو پرن بین ہی ایک رستان کی حیت

لی لیکر رت سکھہ پیریت مباشرت برکس رچی خوش ہوئی پریا مطلقہ  
 میت طالب را و آواز نو پرن رنگولہ بین ہی خوش آواز

رسان زبان حاصل دو ہا طالب و مطلوبہ دونو جیسی مباشرت  
برعکس سے باہم خوش ہوئے اوسے طرح زنگولہ بلا زبان ایسے خوش آواز  
ہوئے کہ خوبی زبان کو جیت لیا یعنی زبان نے خاموشی اختیار کی ؟  
اتہم ہوگئے مددہ ستر بانراگ

جاہ بات سن کی بہی تن کی گت آن  
تا کہ دیکھائیں کائناتی کیوں بدہ ہیں پھر آن  
تن جسم من دل گت حالت کا منی زن چین پران جان  
حاصل دو ہا قول نایک کا سبھی سے کہ جس میں چین کا ذکر سنکر میرے  
جسم و دل کی حالت غیر ہو گئی اوسکی مواصلت میں کیونکر میری جان جسم  
میں رہ سکتی ؟

پور بانراگ میں درشتانراگ

ہیں شکلیا مانہ متہ ڈیٹہ ری کون ڈار  
مومن ماکن نی گئی دیہہ ڈی کون ڈار  
ہیں سینہ شکلیا مانہ بین متہ متہ کر ڈیٹہ نظر ری  
نام آ کہ چوبی ماکن مکتن حاصل دو ہا قول نایک کا نایکا کی  
سبھی سے کہ یہ نایکا نظر کی آری میرے سینہ کی شکلی میں ڈاکر مکتن دلو  
کمال لیکتی اور میری جسم کو چھوڑ گئی ؟

کرمان اوداہر



پتہ درگ ارن چنی بہی تہ تہ مکہ گت آتے

کل ارنیا لکھ منون سس دت گمش بناتے

درگ مکہ ارن سرنج ارن تہا سرنج سس ہاتھاب دت چک  
حاصل دوہا طالب کی آنکھ سرنج دیکھ مطلوبہ کے چہرہ کی حالت خیر ہوگی  
گو یا سرنج کل نیلو فرسرخ کو دیکھ ضیا راہ گمش گئی کل نیلو فرسرخ مراد از چشم  
طالب و ہاتھاب مراد از چہرہ مطلوبہ ظاہر ہے کہ کل نیلو فرسرخ وقت طلوع  
آفتاب شگفتہ ہوتا ہے اور بحالت شگفتگی سرنج کل مذکور نمود ہوتی ہے اور  
طلوع آفتاب میں روشنی ماہ زایل ہو جاتی ہے :

دان اپاسے دوہا

پٹھی بین پنج گون کنہ لال مالتی پھول

جہ لہ تو پتہ مکمل تین کڑی ہی مان ال ٹول

پنج خود گون مکلا وہ مالتی پھول گل چنبیلی ہسید دل مان لال  
وغرور ال اے سکی تول پنہ حاصل دوہا قول سکی کا مایکاسے  
کہ تیرے شوہر نے جو بتقریب مکلا وہ گھماے چنبیلی بھیجے او کو پہن کر تیرے  
دل کنول میں جو پنہ لال تھی وہ کل گئی گل کنول کے اندر خاک مثل چنبہ  
منجھد ہوتی ہے

بہیدرا پاسے دوہا

روس اکین کی انچ سون توں جن جاری نامہ  
تہ تہ ترور و بہت نہن رہیت جا کی چسانہ

روس غصہ اگن آتش ناناہہ شوہر ترور درخت دہیت جلاتی  
 حاصل دوہا قول سکھی کانایکا سے کہ تو آتش غصہ سے اپنے شوہر کو  
 مست جلا کیونکہ جس درخت کے سایہ میں رہتے ہیں اسکو جلاتی نہیں  
 پر سنگ نرس اپا سے دوہا

کنت پر آن جو رین کون تپوت ہین کرمان  
 لی سب چکلی ہو نہ گی اگلے جنم نہ ان  
 پر ان کتب پانچ رین رات تپوت ہین جلاتی ہین کرمان کر کے  
 سنج وغرہ چکلی سرخاب اگلی جنم ولادت آئندہ اندان ضرور حاصل دوہا  
 قول نایک کا سکھی کانایکا سے کہ کتب پانچ رین میں لکھا ہے کہ جو عورات بوقت شب  
 اپنے طالب کو باظہار ملال وغرور آتش فراق و حسرت میں جلاتی ہیں وہ سب  
 باعتبار تناسخ ولادت آئندہ میں سرخاب ہونگے کہ تمام شب سرخاب آتش  
 فراق میں جلتی رہتی ہے  
 پر یاس بیوگ

سو آسادن کو گئی برہن پہپ منگائے  
 پرست پہپ ہشتم بہی تب شیو دی چڑہائے  
 سوا پاربتی منا ون پرستش برہن مجورہ پہپ گل پرست  
 چو نے سے ہسم خاکستر شیو ہادیو حاصل دوہا نہ نایکا  
 مجور نزدیک پاربتی کے مراد مانگنے ہو رہا ہوں چڑہانے کو گئی چنانچہ جبوقت  
 اوس نے پھول پھوسے تو بوجہ سوزش فراق گری ہاتھ سے وہ پھول

خاکستر ہو گئے لہذا وہ خاکستر عہاد ہو کر چلائی کہ عہاد دیو ہر پہن خاک ملتی ہیں  
کرنا بیوگ دویا

سکہ لمی سنگ جنبہ تیج گئی پیہ تم رہا کاج

سور پران دکھ پائے کی جلیو پیت ہی آج  
سکہ آسایش تیج گئی چوڑ گئی رہا حفاظت پران جان حاصل دویا  
قول نایکا کا سکھی سے کہ جلائناٹ آسایش شوہر میرا سفر میں اپنے ہمراہ لے گیا  
نقط جان کو برادر حفاظت قالب میرے پاس چوڑ گیا تہا اب آج وہ بھی صدم  
فران سے نصرت یزنا چاہتی ہے

سندیں دویا

پکڑا ہانہ جن کر دیئے برہ ستر و کے ساتھ

کیووری وانٹھرسون ایسی گنیت ہاتھ  
برہ ہجر ستر و دشمن ٹھہرے رحم حاصل دویا تول نایکا بھوڑا  
سکھی سے کہ شوہر بے رحم سے یہ کہدینا تو نے میرا بازو پکڑ کر حوالہ شجر شومن  
کے کیا ایسا ہی کوئی دستگیری کرتا ہے جیسی تو نے میری کی ۛ

پاتی دویا

بتھا کتھا لکھ انت کی اپنین اپنین پیہ

پاتی دے ہین اور سب ہون پیہ

بتھا کتھا کھینچ وغر انت انجام پاتی خط جیہ جان حاصل دویا

تو ۱۰/۱۰۰۰ ہمارے ہر ایک جھکو شکایت رنج و غم فراق کا خط  
 بان خود دیگی اور میں بعوض خط اپنی جان دوں گی

دیگر نایکا برتن بزبان رختہ

دروزن رباعی بستہ کہ

این دور رباعی ازنا

سکيا

از بک حیا دوست ہو وہ مایہ ناز  
 خامی کی زبان سون جیون نکلتے چرن  
 اس طرح سے ہوا کے سخن کا انداز  
 پر کان تلک نہیں پہنچتی آواز

بشر بدہ بنود ما

آئے ہیں اگرچہ خوب ایام شباب  
 تدبیر کئی رہی ہے یوں نایک پار  
 پر کچھ اسکا چٹا ہے اب خوف و حیا  
 جیون آگ میں زور سے دوڑ کے سنا  
 نعت

نورِ آشتینِ اول نور محمد کو پر گٹھ سبہ آئے

پاچین بئی تہون لوک جہان لک اوسب شبت جو در دکھائے

آدِ دلیلِ سوانت کی کہی رسلین جو بات بئی مَن پائے

تب لک نہ پاؤ می الہ کون کیسے یوں جو لون محمد میں نہ سائے

نور انہی سے اول نور محمد ظاہر ہوا من بعد ہر سہ عالم دہامی محوسات

پیدا ہوئے پس جو دلیل ابتدا ہے وہی انتہا میں یقین ہوتی ہے ریلین  
 کہتے ہیں کہ تا وقتیکہ عشق محمد دلیں نہوگا کوئی شخص اللہ کو پا نہیں سکتا ہے۔  
 کبت در منقبت

کہ بھوکوں نہ جینوں ان میں میری ایک چہن پیدا و پران کو کیونہ چت چاؤ گی  
 تاج و آرائیں کو تو آئیںس مانس کو پیٹ ہی کی کالج صبا جگہ سے باوری  
 آئیو ہی ندان جاہ آج کو نہ آئیو گیاں کہیوں نہ حجبی آجان انہو سہاوری  
 بہر تو آپرادہ بتو ڈرت نہ تل آدہ شاہ مردان جو بہر وی ایک باوری  
 پر ہو قادر نہ جینو نہ پہچانا ان میں میری اس میرے دل نے  
 ایک چہن ایک ساعت بید کتب ساوی پیران کتب تاریخ کیونہ کیا نہیں  
 چت چاؤ دل سے آرزو تچ چوڑ کر دو آرد آریس خدا  
 نو آئیو سیس سجدہ کیا مانس کو انسان کا باو سی دیوانہ ندان  
 نادان بہر تو آپرادہ پر از گناہ تل اوہ بمقدار نیم کجند حاصل کبت  
 اے دل تو نے اللہ کو نہ پہچانا اور کتب ساوی و مذہبی کی طرٹ میلان نہ کیا  
 بلکہ دروازہ خدا کو چوڑ کر دروازہ انسان پر سر جکایا اور بند شکم میں گرفتار  
 ہو کر بے حیا و بے غیرت ہو گیا با این ہمہ حال حال اپنی مادت کو اے نادان  
 نہیں چوڑتا اور باوجود سرزد ہونے بڑے بڑے گناہوں کے بمقدار  
 نیم کجند بھی نہیں ڈرتا اور ہوش میں نہیں آتا بہر حال یا شاہ مردان ایک  
 آپکا بہر و سا ہے

بشر بدہ بنود ہا کبت

اُوچک پین آئی بالِ نینِ نہارِ لال بیٹھ گئی تنہ کال آپ کو چپائے کے  
 چنچل جیون چت چسپین ہر رسلین کون کر کر کی کیل ہون مر جہائی کے  
 تا ہی سے پیہ پاس آڈا ڈسکین کی آون تہ کی رہی ہے جب جہائی کے  
 بادکب جیون چوٹ کی دُورِ پیرا وٹ اوٹ مرگ لوٹ پوٹ بید کہت جاکر  
 اُوچک ناگاہ بال عورت نہار دیکھ لال شوہر کر کر کی سخت کیل  
 سیخ آہنی ہون ابرو سے مر جہائی کے بزمردہ کر کے بادکب مر جہائی  
 دُور پوشیدہ اوٹ اوٹ پس پردہ لوٹ پوٹ مضطربان کہون  
 سراغ حاصل کیت اس نایگانے ناگاہ آکر اپنے تیز نگاہ سے طالب کو  
 مجروح کیا اور فرط حیا سے بزمردہ عورات آپکو چپا کر پوشیدہ بیٹھ گئی اے سلین  
 اول تو تیز نگاہ ہی جگر دوز لگا دوم سختی خار ماے ابرو نے حالت بخودی طالب پر  
 طاری کی مثال اسکی اس طرح پر غوثِ نابے کہ جیسے شکاری شکار پر حربہ کامل کر کے  
 اول پوشیدہ ہو جاتا ہے اور پھر پوشیدہ پوشیدہ جان وہ شکار بسل ہوتا ہے  
 سراغ رسان پہونچتا ہے ایسے ہی یہ مطلوبہ حسبِ خواہ شکار مار کر پس پردہ  
 دیگر عورات پوشیدہ ہو گئی ہے ۛ

### ترنمای اگم ریت برنیو کیت

آوتِ بسنتِ ترنمایِ تر مُشرلی کی پاتِ گاتِ اُترنمایِ دُورِ پینتِ ہی  
 بکستِ سمنِ بہنِ سہل اُروجِ ہوتِ بہنوتِ بہنوتِ راکوہِ سِ پرتِ ہی

گہور و گنٹھ بہاس باس انگ کی سباس پر م پر کاش کریت پران چیت ہی  
 رت بیس کی تین نہ بہا وین رسلین دوا و جو بن کی رت سوئی جو بن کی رت  
 بسنت نام فصل ہار تر نامی جوانی تر درخت تر فی نوجوان عورت پات برگ  
 گات جسم ار نامی سرخی دورت دوان پینیت پاک بکست  
 شگفتہ سمن گل من دل سپہل پربار اروج پستان  
 بہنوت بلا گردان بہنور زنبوریاہ چت دل رس عصارہ  
 پریت محبت گہور و دیکھو گنٹھ گرہ بہاش ظہور باس  
 خوشبو انگ جسم سباس خوشبو پر م پر کاش زیادہ رشور  
 لیت لیتی پران چیت جان و ہوش رت فصل بیس عمر بن  
 خجل جو بن نوجوانی ریت طریق حاصل کبت رسلین کہتے ہیں کہ  
 آمد فصل بہار صحرا اور غنچوان شباب محبوبہ دلربا مقابل ہے یعنی زمانہ بہار  
 میں اشجار پر برگ و بار اور عورت کی جوانی میں ملاحات حسن و خوبی پستان  
 نمودار وہاں صحر میں شگفتگی غنچ گل یہاں عورت کی شگفتگی شگوفہ دل وہاں  
 زنبور سیاہ سر گردان یہاں دلہا سے مردم قربان وہاں جوش مستی یہاں  
 محبت کی چیرہ دستی وہاں عقود شاخاے اشجار میں خوشبو یہاں جوش جوانی  
 سے جسم محبوبہ مشکبو وہاں بہار آرایندہ گلہا یہاں خوبی جوانی فریبندہ دلہا  
 لیکن وہاں خزان آنی اور یہاں جوانی جانی پرد و نون خوشتا تین

مہیادیلادیلرکبت

رات کو بتی جیون پرات آئی سلین تہ کال بولی مال سگیا ت لکھ پیاری کون  
 نین شکمہیل دیو سہو تو دیجے شکمہ کوک سم ہار رین برہ ہمارے کون  
 تب آون کنین گہات نین میری ہین پرات کیسی کر پیرون تو مکھ بیا کون  
 بام کہیو جانی ہم اندرانی ہتین سواب چند ران ہی ہون درگ نون تہا کون  
 پرات صبح کال وقت نین شکمہ چار چشم کوک سرخاب کہ تمام  
 شب زوادیہ میں ہمیشہ جدائی رہتی ہے اور تمام روز وصال رین رات  
 برہ ہجر اندرانی نام زوجہ راجہ اندر حاصل کبت اس نا کا کا  
 طالب شب بجانہ زن انباغ کبر کے علی الصباح اسکے پاس آیا یہ اوسکو شکر  
 اور آنکھ نیچے کئے ہوئے دیکھ کر کہتی ہے کہ اگرچہ رات بیکو مثل سرخاب بحالت  
 فراق گذری گراب دنین تو لطف چار چشمی کا حاصل ہوا افسوس کہ رات کو  
 زنان انباغ نے میرے ساتھ گہات کی اور اب صبح کو آپکی آنکھیں زیادہ  
 آمادہ گہات ہین کہ سامنے نین ہوتین کس طرح سے آپکے چہرہ کو دیکھوں ہین  
 معلوم ہوا کہ نا حال چہرہ میرا مثل اندرانی کے تھا کہ تمہاری آنکھیں مثل اندر  
 کے ہر وقت اوسکو بہ تمنا دیکھا کرتی تھین اور اب شاید مثل ماہ ہو گیا کہ آپ  
 کی چشم کنول جکے مقابلہ میں مثل غنچہ ربستہ کے ہوئی جاتی ہین ۛ  
 رت دوئی سنایو ماننی کو تا کو کبت

بدن ہی چند تہان راہ بار دیکھت نین مرگ پلواد ہر تہان آہی  
 ہما سا کیر ڈباک سلین دانت دارمی ہین مور گر یو روم راجی ہنگی سرائی

یعنی دونوں  
 کہ در تہا کون  
 باشند ہر یک  
 اور دیگر  
 انباغ  
 ہندی سوت  
 گویند ۱۲  
 کدانی لکھ رہا



کٹ سنگ گچ گت ہین تین پنکی بائین یہ بات آن ہین او گا ہی  
 ایتی سب ستر تو تن آئی مٹر بھی تو کون پنج مٹر سنگ ستر نانہ چاہی  
 بدن چہرہ چندا ہتاب راہ راس بار موئے مرگ آہو پلو برگ  
 اوہرب فاسا بینی کیڑ طوطا دیگ نزدیک داڑھی انار گر لوی  
 گردن روم راجی سیلے موی زخم پنکی مادہ مار کٹ کمر سنگہ  
 شیر دیوز گچ نیل گت چال ستر دشمن مٹر دوست حاصل کیت  
 اس نایکا لول کو مصاحبہ دلاکہ سجھاتی ہے کہ تیرے چہرہ ماہ کے نزدیک  
 موئے سر شل ستارہ راس کے کہ جو دشمن ماہ ہے موجود ہین اور چشم آہو  
 کے نزدیک برگ لب کہ جو غور رش آہو ہے موجود ہین اور بینی طوطی صفت  
 کے مقابلہ میں دندان جو شل انار و غور رش طوطے ہین موجود ہین اور کو نہ زہر  
 شکم کہ جو شل مار ہین او کے مقابلہ میں گلوٹاوس صفت کہ جو دشمن مار ہے  
 موجود ہے اور روش ستانہ شل نیل کے قریب کمر یوز کہ جو دشمن نیل ہے  
 موجود ہے پس جس حالت میں کہ یہ تمام دشمن یکدگر تیرے جسم میں فراہم ہو کر  
 باہم دوست ہو گئے تھکو تیری دوست سے دشمنی کرنا نا مناسب ہے یہ  
 خشک مزاجی اپنے دیگر زنان انباغ کے دلیین ڈال دے ۵

بھنی ہوت

### سانت رس کبت

تیری منور تہ کو ہوت ہی سین لوک تو نہیں ہوئی اکاش گرت نہت ادوت ہے  
 تو نہیں جاو تو تھو سیل تھو پس منجھی ہوت تو نہیں مٹی سکیم پوچی کوت اور کوت ہے

تو نہیں بن ناری بہتر اکی رس سکیں ہوت تو نہیں ہوئی کی شریک تین تلوں سے  
 جاگ پرین جھوٹو حیوان میں لوگ ہوت تو نہیں آتا بچاری لوگ جتا کو ہوت  
 منور تہہ طلب وارادہ سین اشارہ لوگ دنیا اکاش آسمان نکلت  
 ستارہ اودت روشنی چار و متواربعہ عناصر سیل کدہ تر  
 درخت پس چند پنچھی پرند میکہمہ ابرسیاہ یوجی دیتا ہے کوت  
 بعد حساب اکوت بے حساب بن ناری عورت ہو کر بہتر تا شوہر سلین  
 محو ستر دشمن آتا جوہ حق لوگ دنیا حاصل کہت اس کت میر  
 رسلین توحید بیان کرتے ہیں کہ تیرے ارادہ کے اشارہ سے دنیا ہوتی ہے  
 اور تو ہی آسمان ہو کر ستارگان کو روشن کرتا ہے اور تو ہی اربعہ عناصر  
 و کوہ و درخت و چرند و پرند ہوتا ہے اور تو ہی ابرسیاہ ہو کر باران جسد  
 حساب و بے حساب دیتا ہے اور تو ہی پیرایہ عورت میں مرد کا راحت رسان  
 ہے اور تو ہی انجام میں بقال فنا دشمن جان پس حالت بیداری میں جیسی  
 حالت خواب نزدیک عوام نامعتبر ہے ویسے ہی او کی شان جاننے والوں  
 کے نزدیک یہ دنیا خواب و خیال ہے ہر

نرت برن کت

بسن بنائی لٹ آنن پئی لٹکائی کا جگر لکائی چکامہ پان مکہ کمائی کی  
 تال جہنگائی بین مردنگ ملائی نترکار گون بلای سب سنگت آچائی کی  
 ماتن اوٹھائی کٹ گریو لچکائی دواو ہونہیں نچائی اب میں ہٹکائی کی  
 نیور بجائی جب بہائی سون دہرت پائی لاگت ہی گت آئی تیری پک دہائی کی

لسن بارچہ آرن چکہ آنکہ بین و مردنگ نام سازتکار  
 سازندہ آچای آرمستکٹ کمر گریو گردن لچکای خم کر کے نیلین  
 آنکہ نیور زنگولہ پک قدم حاصل کبت اس کبت میں رسلین  
 رقص کا بیان کرتے ہیں کہ وہ نازنین جب بارچہ رقص زرب بدن کر کے  
 اور لٹ بالون کو چہرہ پر لٹکا کر کابل لگا کر پان کہا کرتاں جنکا گریہ مردنگ  
 ملا کر سازندگان کو بلا کر رقص کرتی ہے اور ہاتھوں کو اوٹھا کر کمر اور گردن  
 کو لچکا کر عشوہ وغرہ سے زنگولہ بجا کر قدم کو بانداز زمین پر رکھتی ہے  
 اوسوقت گت خود دوڑ کر اوسکے قدموں پر آکر گرتی ہے ۛ

سید برکت اللہ قدس سرہ و سے از کلام فقہاء ہست گاہے پیل  
 بہ شعر ہندی می نمود و معنی عرفان را بزبان ہند ادا می فرمود پیہم پر کاس  
 نام رسالہ دار و شمل بردوہا و کبت و بے شید و ڈہرید و بغرہ کہ در مردم  
 دایرست چہی تخلص می کرد قدرے از اشعارش ثبت می شود ۛ

دوہا

چکہ جوگی کنٹھا گرین آرن سیام اوریت

آنسو بوند سمرن لپین درس پچھا بیت

چکہ جوگی چشم جوگی کنٹھا گرین کنٹھ درگوارن شرخ سیام سیاہ  
 سیت سفید آنسو بوند قطرات اشک سمرن چہ چارم تبیع درس پچھا  
 خیرات دیدار بیت واسطے حاصل دوہا چشم تراش کنٹھ دانہ باکے  
 مسکخ و سیاہ و سفید کا گلے میں پسنے ہوئے اور قطرات اشک کی تبیع  
 لئے ہوئے خیرات دیدار کے خواستگار ہیں ۛ

انہی نام کے  
 دوہا کے  
 پچھا بیت

## دوہا

پہی ہندو ترک میں ہر رنگ رہو سمائے

دیول اور سیت پون دیپ ایک بین بہائی  
پہی نام شاعر ہندو ہندو ترک اہل اسلام ہر رنگ جلوہ حق دیول  
تجنہ مسیت مسجد حاصل دوہا اسے پی ہندو سلمان دونوں  
میں جلوہ حق موجود ہے جیسا کہ چراغ ہائے بت خانہ و مسجد دونوں جگہ میں  
ایک ہی جلوہ ہے

## دوہا

انٹیا تن کی اٹپٹی من پٹو اہیو مور

سور جاوی گر گیان سون بنی پیہم کی ڈور  
انٹیا کلاہ تن جسم اٹپٹی اولجھا ہوا پٹو اپٹوہ گیان معرفت  
پیہم محبت حاصل دوہا کلاہ اس جسم اتر داو بجھے ہوئے کے سلجھانے  
کو دل میرا پٹوہ ہوا ہے پس سلجھاتا ہے دست معرفت سے اور بناتا ہے  
ڈور محبت کو

## دوہا

من پنچی تن پنچر اپانپ بہرو امول

پیار و پور و کر دیو تو بین تو بین بول  
من دل پنچی برند تن جسم پنچر اتفس پانپ بہرو پراز خوبی

امول بلا قیمت حاصل دو ہا اے پرند دل اس نفس جسم بیش قیمت پر از خوبی  
 مین تیرے پیارے یعنی اک نے جملہ سامان آسائش میکا کر دیا ہے پس تو بھی بہ صنعت  
 دل ہر وقت ہمہ دست ہمہ اوست کی آواز کرے

## دو ہا

ہم دیکھ تم ہو تنگ اچلت کئی سنائے  
 بن دیکھی نہیں رہ سگھون و کھین نہ ہو نجا  
 دیکھ چراغ تنگ پر دانہ اچلت مثال موزون حاصل دو ہا  
 تم چراغ ہواور مین پر دانہ اگرچہ یہ مثال ناموزون ہے مگر حاصل مدعا میرا یہ  
 ہے کہ مین مثل پر دانہ بلا دیدار ضبط نہیں کر سکتا اور ہر وقت دیدار جدا نہیں  
 رہ سکتا

## دو ہا

ہوں چکی و اسندہ کی جہان نہ سورج چند  
 رات دیوس نہیں ہوت ہی ناؤ گناہ نہ آئند  
 چکی مادہ سرخاب سندہ دریا ہے شور سورج چند آفتاب تہذرات دیوس  
 شب دروزد کھ رنج آئند خوشی حاصل دو ہا سرخاب دریا کے  
 کنارہ پر رہتا ہے اور شب کو درمیان نرو مادہ رنج جدائی ہوتا ہے اور دن کو  
 خوشی وصال سید برکت اللہ فرماتے ہیں کہ ہم چکی یعنی سرخاب اوس دریا ہے  
 قدم کے ہیں کہ جہان چاند سورج رات دن رنج و خوشی کچھ نہیں ہے

## دو ہا

مَن پَارَاتَن کی گھڑی گِیاں دِیاں سَ مَوے  
 برِ مہمہ اگنِ سُون ہونکے ی زلِ کندن ہوئے  
 مَن دل پارا سیاب تن جسم گھڑی گھڑیا گِیاں معرفت دِیاں  
 مراقبہ رس شیر موی ملا کر بر مہمہ اگنِ حق بینی نرمل  
 خالص حاصل دو ہا گیمیا گر نقرہ و طلا بناتے ہیں اور نسخہ کو نہایت پوشیدہ  
 رکھ کر جان سے زیادہ عزیز جانتے ہیں سید پرکت اللہ نسخہ طیارِی کندن کو  
 کہ جو طلا سے بیش قیمت ہے علانیہ نہ نظر فیض عام بیان کرتے ہیں کہ دل سیاب کو  
 بوئے جسم میں بے عصارہ معرفت و مراقبہ تڑ کر کے آتشِ ہمہ اوست سے آئینہ دو  
 خالص کندن بن جائیگا

جہانِ پریت تہاں پرہ ہی جہانِ سکھہ دکھہ کر دیکھہ  
 جہانِ پھول تہاں کانٹ ہی جہانِ درِ تہاں سیکھہ  
 پریت محبت پرہ مفارقت درِ دولت سیکھہ مارسیاہ حاصل دو ہا  
 جہانِ محبت ہے وہاں مفارقت ہے اور جہانِ خوشی ہے وہاں رنج ہے جہانِ  
 گل ہے وہاں خار ہے جہانِ دولت ہے وہاں مار ہے

دو ہا

جَم جَن بُورَا ہُوئی تُون دُورِت گہیرِت اِن  
 ہم توتبہن دی چکی پرانِ ناتھہ کو پَر اَن  
 جَم ملک لوت جن مت بُورا دیوانہ پرانِ ناتھہ جان تا فرین

حاصل دوا ہا اے ملک الموت تو دیوانہ مت ہو کہ دودھ دودھ کر چھوٹا کر گھیرا نہ  
ہم تو اول ہی جان آفرین کو جان دے چکے ہیں ۛ

دوا

ہم گیان بہت کمیت کی بووین دیہیان کی دہان  
نونی گیان کی ہاتھ سون ہوئی درس کلمان  
کسان کاشتکار بہت کمیت کشت محبت دیہیان مراقبہ نونین  
دروکرین گیان معرفت درس دیدار کلمان خرمن حاصل دوا  
ہم کشت محبت کے کاشتکارین اور شالی مراقبہ کی تخم ریزی کرتے ہیں اور  
دست معرفت سے درو کشت کرتے ہیں اور خرمن دیدار فراہم کرتے ہیں ۛ

دوا

نئی ریت یاپیت کی پھلین سب شکمہ دیہ  
پاچھین دکھ کی جیل میں داڑ کرئی تن کیہ  
نئی ریت نیا طور پیت محبت شکمہ خوشی دکھ رنج جیل قیہ  
تن جسم کیہ خاکستر حاصل دوا اس محبت کا طریق نیا ہے کہ اول  
سب طرح کی خوشی دیتی ہے اور پھر قید خانہ رنج میں ڈال کر جسم کو خاکستر کر دیتی ہے ۛ

دوا

من بیند ہو واکیس سون ڈھونڈ ہو کیو بار  
ہو کو کاری رین کو تاکو کسا بچار

من دل بید ہوا بھاکیس موے سرکاری رین شبتا یک صل  
دو ہا دل اوسکے بالون میں اوجھ کر غایب ہو گیا ہر چند کہ چند مرتبہ ڈھونڈنا  
مگر نہ ملا پس جو شبتا ایک میں بھولا ہوا اوسکا کیا ٹھکانا ہے ؟

دو ہا

ہست کینٹون شکستہ جان کی پڑی دکن کی بہیر  
کیا کچی سن ہوئی گی کڈ واکڈ متین پھیر

دو ہا

یومنون بالغیب گون آنکھہ موڈ من پیل  
سیکو گرسون یہ جگت آنکھہ مچو آکیل  
یومنو بالغیب یقین لاتے ہیں ساتھ غیب کے گر پیر مرشد حاصل دو ہا  
یقین لاتے ہیں ساتھ غیب کے اور آنکھہ کو بند کر کے دل اوس میں لگاتے ہیں  
مرشد سے اس طرح کا کیل آنکھہ مچیا سیکو ؟

دو ہا

سیما ہم ہو سانچ سو سر نہر آؤئی گوئی  
پر م جوت وابدن پر جگت جگت ہوئی  
پر م جوت نور آئی بدن چہرہ جگت متجلی حاصل دو ہا  
جو صدق دل سے سر و پیشانی کو اوسکی جناب میں جھکاتے ہیں نور آئی اوسکے



چہرہ پر چمکتا ہے  
دوہا

تو نہیں تو نہیں جو چھوٹے ہو نہیں ہو نہیں ہوئے  
جہاں بچاوی کامری رسی اکیلا سوتے  
تو نہیں تو نہیں انت الحق ہو نہیں ہو نہیں انا الحق کامری  
کمل حاصل دوہا جو وقت مرتبہ انت الحق سے گذر کر مرتبہ انا الحق حاصل  
ہو اوس وقت کمل جٹک کر بچا دے اور نہا سور ہے یعنی فنا فی اللہ ہو جا دے

دوہا

رکت پان پکو آن تن بیور سوین سار  
بیٹی برہا راوری سدا کرت جیو نار  
رکت خون پان آب پکو ان تمام طعام تن جسم ہیو دل رسوین  
مطبخ برہا ہجر راوری راجہ سدا ہیو نار تادق  
حاصل دوہا ہمارا جہ ہجر مطبخ دل میں بیٹھ کر ہمیشہ بعوض پانی کے خون  
اور بعوض تمام طعام کے جسم کو تناول فرماتے ہیں  
دوہا

میاموہ من میں بہری پیچہ پنتہ کو جٹائے  
چلی بلائے حج کوں تو سی چو ہی کسائے  
میاموہ امی دینی طبع دنیا پیچہ نیتہ راہ محبت حاصل دوہا

محبت دنیا و دولت کی دلیمن بہری ہوئی ہے اور راہ خدا پر چلنا چاہتا ہے  
گو یا ایسا ہے کہ ہمتی نو تھے چو ہے کما کر حج کو جاتی ہے :

## دوہا

آو و گئی آئی نہ ہر کر یوں نہ ہر چہ ت چا و :

برہا توہ آئند ہی موسل دہول بجا و :

او وہ وعدہ وصل ہم تھا دہر ہر مطلوب نام خدا کر یوں نہ کیا نہیں ہر چہ ت چا  
برامخواستہ دل برہا فراق آئند خوشی حاصل دوہا عمر گذر گئی اور  
مطلوب نہ ملا کہ اس کے ساتھ عیش و آرام کرتے اسے بھر تھکوا خردہ ہے کہ خوشی  
موسل یعنی چوب کلان و دبیز سے خوب دہول کو اب بجا و : میر عبد الوحد  
ذوقی بگرامی صاحب شکرستان خیال در وصف انواع شیرین درین سالہ  
طوطی ناطقہ اش شکر ریزی کردہ و اشعار ہندی را بزبان شیرین ادا نمودہ  
از انجاست :

## دوہا

برنوں واحد کون بدہ کٹن کی دت جوت

رین آماوس جاہ لکھ پورن ماشی ہوت

برنوں بیان کردن واحد نام شاعر یعنی ایدھا کون بدہ کٹن  
عجرات دت چک جوت روشنی رین آماوس شب تاریک  
جاہ لکھ پورن کہ پورن ماشی شب مہتاب ہوت ہوتی ہے  
حاصل دوہا واحد شاعر بیان کرتا ہے کہ مین درت کی چک اور روشنی

کا کیا بیان کروں کہ جسکو دیکھ کر شب تاریک شب روشن ہو جاتی ہے :

دو بار

کئی بار پہر پہر کی رَسَنان پہر پہر کھات

پہر پہر نیکی لگت ہی پہر پہر نے کی بات

کئی بار چند مرتبہ پہر پہر کہی بار بار کھات رَسَنان زبان پہر پہر کھات  
پہر پہر اسی کو کہتی ہے پہر پہر نیکی لگت ہی بار بار اچھی معلوم ہوتی ہے  
پہر پہر نے کے بات سفر سے واپس آنیکی بات حاصل دو بار مزد و محنت  
طالب کو چند مرتبہ بار بار بیان کیا مگر زبان پہر پہر اسی کو کہے جاتی ہے سچ ہے  
کہ مواصلت طالب کا سخن بار بار اچھا معلوم ہوتا ہے :

کبت

میٹھی ہی نہت ہی سُبھائی بھائی نین کی چاک کی رنج گلی گوسپی لکچات ہین

پھینکی اور چھپی سب کھائی کی کھا کھون پیرا کی سی جوت دھچی پھوٹے کھائین

کھانڈ کی کپلی مددات ہین پیوت سہنس رَسَنان کی پیاری ہی اوٹن بڑائین

ایسی ٹکڑا ہین ہی اولی بارون کالپی کی دیشہ کی لکھین دیکھو ٹوٹی نہو جائین

محمد عارف بلگرامی جو ان قابل صاحب فضائل بود شعر ہندی خوب

حی گوید و مضامین دلنشین می آر د برخی ازان درین جریدہ ثبت میشود :

از نکهہ سکہہ دوہا منگل چرن

بالِ بال کی بال کو پوری بہید نیاتے

سکہہ نکلے تین بال کن بین کنگی کون نہ سکے

بال عورت دوسے سر بیوری جدا کرے بہید راز سکہہ مکہہ سراپا  
کنگی شانہ حاصل دوہا اے سکی اس نازنین گے موے سر کو جو تو  
جدا کرتی ہے واقف راز نین ہو سکتی جب تک کہ مثل شام کے سینہ ہر موڑ  
نہ در آوے گی حاصل مدعا یہ کہ جب تک شاعر محبت عورتیں دل باختہ

نہو جاوے بیان سراپا نامکن ہے

بینی برن دوہا

سمہ ہیو متہ بین من لی جگ کرت انیت

بینی تیری سیس مدہ کرت کو بینی ریت

سمہ دریا ہیو دل متہ بلو کر میں من مابی دل چک دنیا انیت  
علم بینی چوٹی سیس سر مدہ در میان کو بینی خلاف ریت  
طریق حاصل دوہا دریاے سینہ سے مابی دل کو پکڑ کر دنیا میں علم  
کرتی ہے یہ چوٹی تیری سر نے کیا نیا طریق اختیار کیا ہے :

مانگ برن

بچو ہٹو کی نان بچو اند ابد چہ سوائے

مانگ ہیکہہ جملکت سیو ہیہ اکہی کلا جو گوتے

لالِ میندلی جت آکک لکھہ آوت اپان ۛ  
 پن ست آنک نیک کی سن دھوکین لپٹان  
 لال سرخ میندلی تشقہ دور آکک زلف جت کے ساتھ لکھہ دیکھہ  
 اپان شال نین پن کفجہ رست آنک صد نیک ماریا ہن  
 مہرہ مار دھوکین شک لپٹان لیتے ہن حاصل دوہا  
 پیشانی یز تشقہ دور سرخ لگا ہوا اور گرد چہرہ زلف آدیزان کی شال سجز اسکے  
 دوسری خیال ہن نین گندرقی کہ صد کفجہ ہاے ماریا بہ شک و طع مہرہ مار  
 ہر جانب سے لپٹے ہوئے ہن ۛ

### نتر برنن دوہا

لکھہ چکھہ پن بہر وہا دام مانوں لکھگ مین  
 چکھہ پد دیر کہ کرت ست لک دینی ہی این  
 ایضاً

کنخ تھکی لکھہ چیلتا کو رنگ چکی لکھہ رنگ  
 مین چکی درگ پن لکھہ چپ لکھہ چکی ترنگ  
 کنخ صوہ چیلتا شوخی کو رنگ آہو مین مہی درگ آنک پن  
 دراز ترنگ اسپ حاصل دوہا صوہ شوخی چشم اور آہو رنگ  
 چشم اور مہی درازی چشم اور اسپ غوبی چشم کو دیکھ کر حیران و حجل  
 دشتد مین ۛ

## ایضاً

بِسْ پَیْلَتِ اَنکِی لَکِیْتِ مَن پَاوِتِ نَہِیْنِ حَیْنِ

کرن پیر کاش رنج گن کرین برچھک راس توین گس کرین  
بس زہر پھیلت پھینا چکن کیون نہ پیر کاش ظاہر رنج گن کرین  
صفت خود کرین برچھک راس برج عقرب توین تیری چشم حاصل  
دوہا اُنکی یعنی تیری چشم کے دیکھنے سے زہر سرایت کرتا ہے اور دل کا چین  
جاتا ہے تیری چشم کا طالع برج عقرب ہے پیر کیون نہ اپنا ہنر ظاہر کرین ۛ

کرن برن

گَنیا کِیُون کہہ سَکَتِ تِہرِ سَمَتِ سَیْتِ پِر کَاشِ

جا کا ن پت کی کرٹ مکت ناک پین باس  
گنیا اہل نہر سمتا مثال سیت سفید پیر کاش روشنی کا ن چنگل کوثر  
مکت مرداریدہ مرد آزاد ناک عالم بالا یعنی باس جاے سکوت حاصل دوہا  
اہل نہر تیرے گوش کی آب و تاب اور مثال کو بیان نہیں کر سکتے کہ جن کا نون  
مین میٹھ کر ریاضت کرتے ہیں مرداریدہ تنہا قیام بینی دو سر گریہ کہ  
جس جنگل میں مرد آزاد عاقبت بخیر ہو نیچے واسطے ریاضت کرتے ہیں ۛ

ناسا برن دوہا

اُبَہِیْتِ ہِی اِکِی کَمَلِ اِکِی نالِ مِیْنِ آئے

اَو ہُتِ ناسا نالِ چِت چکھ ب کمل لکھائے

ناسا بیٹی چکھہ آنکھ بہ دونوں حاصل دوہا قاعدہ ہے کہ کینٹال  
مین ایک ہی کنول پیدا ہوتا ہے یہ عجیب تیری نال بیٹی ہے کہ جبین دو کنول  
یعنی دو آنکھ ہیں ۛ

نتہ برن دوہا

نتہ برن کی جھولن نہ کہہ لینی من یون پائے

مکتن ڈار کو ناک میں رنگ ہنڈورا آئے

مکتن مروارید و مراض ناک عالم بالا بیٹی حاصل دوہا عورت کے حلقہ  
بیٹی کے جھولن دیکھ کر دکنویون مثال ہاتھ آئی کہ گویا مروارید خواہ مردان  
مراض نے بیٹی خواہ عالم بالا میں جولا ڈالا ہے اگر ۛ

کرن مکت برن دوہا

مکت بھی جڈپ تو ڈوناک باس تو آس ۛ

کانن کانن میں آجوں تب بہت کرت نو اس

مکت مروارید و مراض جڈپ ہر چند کہ ناک عالم بالا بیٹی باس بجا  
سکوت تو آس بہ آرزوے تو کانن جنگل کانن گوش تب بہت  
تیرے واسطے نو اس ممکن حاصل دوہا ہر چند کہ مروارید یا  
مراض ہوے الایتری بیٹی اور عالم بالا کی تمنا رکھتے ہیں اور صحرا گوش میں  
تیرے حاصل کرنے کو قیام پذیر ہیں یعنی مروارید بہ تمنا سے قیام بیٹی گوش  
میں اور مراض بہ تمنا سے عالم بالا صحرا میں جا کر بن ہیں ۛ

لالری برن دوہا

نہتہ موتن بچ لاکری رابست ہی اپنےہ مود

مکت رمت منون ناک پکرا ند بد ہو گہ گود

راجست ہی خوشنا ہے مو وغوشی مکت مرورید و مراض ناک عالم بالا دینی  
اند ہر ہو عروسک حاصل دو ہا حلقہ بینی کے موتیوں کے درمیان بین  
یا قوت سرخ نہایت خوشنا ہے گو یا مرورید عروسک کو گود میں لئے ہوئے ہیں  
دوسرے یہ کہ گو یا مرورید مراض حورون عالم بالا کے ساتھ سیر کرتے ہیں ۛ

ادہر برن دوہا

ادہر امی دہر بیت کنتہ بال سد ہا دہر بہال

سیچو اوٹن ناس مکت ادہر گا ڈ مرنا

مرنا نال کنوں ادہر لب ہاے سد ہا دہر ماتہاب بال عورت ہ  
حاصل دوہا اے نازنین تیرے لبوں میں آب حیات ہونے کی یہ وجہ  
معلوم ہوتی ہے کہ تیرا پیشانی ماہ لبوں کو راہ نال بینی آب حیات پہونچاتا ہے -

سابر بن دوہا

لَسَاآتِ رَسِ مَسَابِكُ لَوْنِ سُوْبَہ

رست الی ال کل میں ہنس سوبہ کی لوبہ

بازیا ساٹول ات رس مساباب بسا شگن ہے کیوں لب زبہ  
سوبہ خوشنا رست الی رہتا ہر کی ال ہونرا سور بہہ خوشبو  
لوچھہ طع حاصل دوہا ٹولول یعنی شذیا پر تاب و تاب رخا زانیا



خوشنا ہے اے سخی زبور سیاہ طبع خوشبو گل کنول میں اکثر پسکر رہا تا ہے ۛ

## وسن برتن دوہا

لکھیت کچھہ اُتپات سَوَالی دَسَن مین نہانہ ۛ

بہان اودھی جُون دیکھی نکمت بال بدہ مانہ

اتپات فتنہ بہان اودھی طلوع آفتاب نکمت ستارہ بال بدہ  
ہلال حاصل دوہا اے سخی نایکا کے سلک دندان تین پین کچھہ آثار

فتنہ مین کہ بروز روشن ستارہ ہلال مین نظر آتے ہیں ۛ دین ستارگان کا  
متصل چاند نظر آتا آثار بہ مین بروز روشن مراد از چہرہ ستارہ مراد از دندان  
ہلال مراد از ہر دو لب ۛ

## دس برتن دوہا

وَسَن نکمت کی جھوت ہی بہن جہان دَرائے

ریج گہری دُپ جات ہی پھول جہری مجھہ جائے

وسن دندان نکمت مراد از ریج برق گہری زیادہ پھول جہری  
پہلجڑی نام اتباری حاصل دوہا جو وقت وہ خندہ کرتی ہے چک مراد از دندان  
سے برق شرمندہ ہوتی ہے اور پہلجڑی مجھہ جاتی ہے ۛ

## مکہ جوت برتن دوہا

آنک نہ آنک مینگ کی اور مرگ آنک نہ مانہ

تو مکہ دُت لکھ رَسَن جَر دیو داگ ہیہ مانہ

انک نشان انگ جسم مینک مہتاب مرگ انگ نشان آہو حاصل  
 دو ہا قرص ماہ میں نشان سیاہ ہے اور نہ نشان آہو تیرے چہرہ کی چمک  
 دیکھ کر ماہ سوختہ ہو کر اوس نے غصہ سے خود اپنے سینہ میں داغ سیاہ دیا ہے ۛ  
 مکہ جوت برنن دو ہا

مکہ دیت واد بدن کی ایمان ہیں سب بین  
 جا مکہ جوتن ہوت ہی رجنی پت دت چہین  
 دیت روشنی بدن چہرہ رجنی پت مہتاب دت چہین ناقص النور  
 حاصل دو ہا روشنی چہرہ اوس ماہ پیکر کی بے مثال ہے کہ جسکے دیکھنے  
 سے مہتاب ناقص النور ہوتا ہے ۛ

مکہ باس برنن دو ہا

ڈوگر ڈوگر تو گبر کی گنجت مدہ کبر سنج ۛ  
 کینہو تو مکہ باس نی بہون کنج بن کنج  
 ڈوگر ڈوگر راہ راہ بگر خانہ گنجت خوش آواز مدہ کبر زنبور سیاہ بنج جوق جوق  
 بہون کنج خانہ باغ بن کنج چمنستان حاصل دو ہا تیرے گہر کی  
 راہون پر جوق جوق زنبور سیاہ گنجان یعنی آواز خوش کر رہے ہیں اے گلشن  
 غوبی تیری خوشبودمان نے تیرے گہر کو باغ و چمنستان بنا دیا ہے ۛ

تو دہی برنن دو ہا  
 تو ٹوڈ ہی سو بہا جتی کیون نہ لال لپچا نہ  
 بہہ لکھ ٹوڈ ہی نہاتہ دی کبری بان پھٹا نہ

تو ڈی زرخدان سو بہا خوبی چتی دیکھ کر بال عورات حاصل ہو گیا  
 تیری زرخدان کی خوبی کو دیکھ کر کیوں نہ طالب تیرا تیری متنا و آرزو کرے کہ  
 جسکو دیکھ کر عورات حسرت سے شرمندہ ہوتی ہیں یہ  
 کنٹھہ برنن دوہا

ہا ر یو کوٹ کی پورت کو دیکھ کر کنٹھہ ابراہم  
 گنہین لون ان سچ گرین ڈار یو پٹکا سیام  
 کوٹ کرور کی پورت کی پورت کنٹھہ گردن ابراہم خوبصورت گنہین گنگار  
 پٹکا سیام کر بندیاہ حاصل دوہا گردن خوبصورت کو دیکھ کر گردن  
 کی پورت شرمندہ ہوئے بلکہ کثرت انفعال سے مثل گنگاروں کے طوق سیاہ  
 اپنے گلوین ڈالے ہوئے ہیں کی پورت کی گردن طناز و یلح ہوتی ہے شاعران  
 ہندی نے تشبیہ اسکی گردن محبوبہ سے کی ہے :

پیکہ ریکہ تو کنٹھہ کی جیہ کی پورت دہر تیکہ

پہانسی پہانسی سچ گرین پیٹ داکہ بیکہ  
 پیکہ دیکہ ریکہ خط تو تیری کنٹھہ گردن جیہ دل کی پورت کی پورت  
 دہر رکہ کر تیکہ غور پہانسی کند پہانسی ڈالی سچ گرین  
 اپنی گردن میں حاصل دوہا دیکھ کر خط تیری گردن کے کی پورت  
 اپنے دلمین بس نخل ہوا اور کثرت خجالت سے کند کو اپنے گلے میں پہانسی  
 کہ دیکھ کر گلو کی پورت سے ثابت ہے  
 کنٹھہ سر برنن دوہا

سنی چنک سرلیٹ ہین سم سوکٹھہ کی کوک  
چا تاک ہیہ دو ٹوک ہوئی جہ کوک ہی کوک

سنی چنک سنکر آواز سرلیٹ ہین سرلینہ من سوکٹھہ خوش گلو  
کی کی کوک آواز چا تاک پیہا ہیہ جگر دو ٹوک دو ٹوک  
کہو کوک کوک خاموش حاصل دو ہا آواز خوش گلوے نایکا کی  
سنکر پیہا کا جگر دو ٹوک سے ہوا اور کوک کثرت خجالت سے خاموش ہو گئی ۛ  
نار برن دو ہا

نار نار لکھہ کی رہین نارین ناز نوازے

نارین سارین ہر کی نارین نار کی لکھا

نار عورت نار گردن نارین عورت ناز نوازے سرفرو ہر کی  
پشمان ہو کر حاصل دو ہا گردن نایکا کی خوبصورتی دیکھ کر جلد عورت  
سرفرو ہوئیں اور ہار گئیں تمام پشیمان ہو کر اور نارین نار کر ۛ

بانہ برن دو ہا

پاس تلت تو بانہ کی بیت اچلت ہیٹ

جیو لیت بدہ کر پرین ہیہ پیتم جیہ دیت

پاس پھانسی پرین عزیز دن حاصل دو ہا اے محبوبہ پھانسی کے  
مانند تیرے حلقہ برد و دست کا بیان کرنا سخن ناموزون ہے کیونکہ وہ پھانسی  
جان لیتی ہے اور یہ پھانسی حلقہ آغوش کے طالب کو جان دیتی ہے ۛ

کاکمہ برنن دوہا

کنکیمیان لکھہ ان بائہ تر سکیمان ہر چیت

سدہا سندہ جہ ب لہر تین پری سندہ کنتہ ہیت

کنکیمیان ہر دونوں لکھہ دیکھ کر اچھیت غافل سدہا سندہ دریا  
آبجیات ب دو لہر موج پر مہی بڑی سندہ خلا کھہ ہیت  
کیون حاصل دوہا تیرے دونوں بانہوں کے نیچے دونوں بلوں کی  
خوبصورتی کو دیکھ کر سکیمان خود فراموش ہوئیں کہ دونوں دریاے آبجیات  
میں کہ مراد ہر دو بازو سے ہے انکی موج میں فصل و خلا کو واسطے ہے ۛ

پہنچا برنن دوہا

کوٹ او پائین سون الی بلی کرین بدہ ساتھ

پلی پنچن واکلی نہیں پنچت اپسان ہاتھ

کوٹ کرور او پاس تدیرون سے الی ایسکی ملی بائہ ایمان  
شال حاصل دوہا کرور ہاتھ دیرون سے اسکی خوبی ہاتھوں کی  
بیان ہوئی مگر اسکے ساعد یعنی پہنچا تک ساعد شال پہنچ نہیں سکتا  
کہ اسکی خوبصورتی کا بیان کر سکتے ۛ

پلورین برنن دوہا

بہاوت چت آوت بین لکھا لکھن جہلین

پورن پورن رس کیونہوں گانتہ دی ہین

بہاوت چت خوش آتا ہے دلو ات ہیں آتا ہے دین لکھ لکھ کر  
 دیکھ لکھت چمب این مخزن خوبی پورن پورن جوڑ جوڑ  
 رس کیو شیرہ خوبی ہر اے گانٹھہ دنی گرہ دیکر میں حسن مجسم نے  
 حاصل دوہا اسکے جوڑ ہاے انگشت مخزن خوبی دلو خوش آئندہ یز  
 اور مثال اسکی دل میں یون معلوم ہوتی ہے کہ گویا حسن مجسم نے جوڑ جوڑ میں  
 عصا رہ خوبی بہر گرہ لگائی ہے ۛ

### روما دل برن دوہا

مانگ انک جو سیاستا میالی تون دیکھ

اودر آن سو پر گھٹی روماول کی ہیکہ

مانگ انک مانگین جو نشان غیظ جو سیاستا اوکی سیاہی اودر  
 شکم پر گھٹی ظاہر ہوے روماول موے نرم نرم شکم بہیکہ صورت  
 حاصل دوہا موے سیاہ کے درمیان میں جو نشان مانگ سفید کا اے  
 کسی تھکونظر آتا ہے اوکی سیاہی معدوم ہونکی یہ صورت ہے کہ وہی سیاہی  
 بہ شکل موے نرم نرم کی بنکر اس نایکا کے شکم پر ظاہر ہوئی ہے تو دیکھ لی  
 مراد یہ کہ نایکا کے شکم صاف پر سیلے بسیار باریک و راست موے نرم نرم  
 کی بمقدار سفیدی مانگ بس خوشنما ہے ۛ

### ایضاً دوہا

روما دل نہ جان تون لکھ لکھ کر سکی رنگ

کچ سوچ منو تک چلیو ناہی بہر ہونگ

روماول موے نرم نرم شکم بلیسر رنگ حلقہ بینی اور اٹاوس گچ شوپستان  
تج چوڑ کر نابہی بھر سورخ نات بہونگ مار حاصل دوہا  
یہ خط موے نرم نرم کا شکم نایکا برہنیں ہے گویا بخوف طاوس حلقہ بینی اریاہ  
پستان یعنی مقام جائے سکنا اپنے کو چوڑ کر رجوع بطرف سورخ ناف ہے ۛ

چچ اگر سیامتا برن

لست بام کچ سنبہ پر نہیں سیامتا رنگ

رہیو منو بہو کون دہی سر چڑہ رہیو کلنک

لست زیبا ہے بام عورت کچ سنبہ پستان سیامتا سیاہی  
منو بہو شہوت کلنک عذاب حاصل دوہا اے سکی سر پستان  
نایکا پر کہ جو مدور بہ شکل مہادیو بین سیاہی نہیں ہے مہادیو نے جو شہوت  
کو جلا یا ہے وہی عذاب بصورت سیاہی تکیہ پستان پر نمودار ہے ۛ

ارج سندہ برن دوہا

الی بہلی بدہ جان توں ارجن بندہ لوپ

ادہر امی کی چرن بہت راہ نا بہہ کی کوپ

ارجن سندہ فصل دریاں ہر دوپستان لوپ عدیم النظیر ادہر لب  
امی آبجیات چرن بہت جت خورش نا نہہ نات کوپ چاہ  
حاصل دوہا اے سکی تو یہ یقین تصور کہ درمیان ہر دوپستان  
کے جو راہ ہے وہ عدیم النظیر ہے لیکن واسطے خورش آبجیات لب ہاے  
محبوبہ کی راہ راست چاہ ناف کی تصور کر

## نابہہ برزن دوہا

نابہہ بہنوئون دیکھسی روپ سندرہ توگات

سکمان کچی کون بدو اوپان بوڈی جات

نابہہ نات بہنوگر داب لون طرح روپ سندرہ دریا حسن  
توگات تیراجم سکمان تریف اوپان مثال بوڈی جات  
غرق ہوئی جاتی ہے حاصل دوہا اے نازنین تیرے جسم کے دریا سے  
حسن میں نات گرداب ہے تریف او سکی کیونکر بیان کروں جو مثال لاتا ہوں  
غرق ہوئی جاتی ہے

کٹ برزن دوہا

ای ری تیری لنگ تین الکھ روپ سرات

جائیں سب پرکاش ہی وہی نہیں سرات

لنگ کمر الکھ روپ جو نظر آویں سرات زیادہ ہوتا درسات  
دیکھتا ہے پرکاش ظہور حاصل دوہا اے نازنین تیری کمر  
سے اللہ کی صفت نایت ظاہر ہوتی ہے یعنی یہ کہ جس ذات سے تمام مخلوق  
کا ظہور ہوا ہے وہ نظر نہیں آتا ہے

ایضاً

کٹ ادیٹھ کون ایٹھ لون بہیوٹھ بدھ سنگ

پرکٹ بہیو ہی جھیکٹہ دہر جگ اسنک کو انک



کٹ کر اڈیٹھ غایب اینٹھہ بل نینہہ مشکل سے بدہ سنگہ  
 اتفاق پر کٹ ظاہر ہوا ہے بھیکہ دہر صورت پذیر ہو کر جنگ دنیا  
 امنگ جوش نشاط انگ وجود حاصل دو ہا کر ناپیدا کا بیج قباب  
 سے بمشکل تمام اتصال ہو کر ظاہر ہوا ہے بہ تغیر صورت دنیا میں جوش نشاط

کا وجود

کام بھون برنن دوہا  
 تیری نابہہ ترکو اُلی برنن کرت سکات  
 بدہ سج ہیہ سچت جہان اوپان جات لجات

نابہہ ترہ زیر ناث برنن کرت بیان کرتی سکات ڈرتا ہے بدہ  
 عقل بیج ہیہ اپنے دلبین سچت پس ویش کرتی ہوا وپان مثال  
 لجات شرمندہ حاصل دوہا اے نازنین تیرے زیر ناث یعنی  
 اندام نہانی کی تعریف کرنے میں شاعر ڈرتا ہے کیونکہ عقل کو جس جگہ کی  
 رسائی میں پس ویش ہے اور مثال خود شرمندہ ہوتی ہے او سکوشاعر  
 کیونکہ بیان کر سکتا ہے

چرن برنن دوہا

اَلْکَلِّ وَاجْطُنْ کِی لَہِی نہ سہتا اَین  
 جاپر بہنورن سون سدا بہت بہن سنین

اصل صاف سمٹا این خانہ مثال بہرست بلاگردان جگ نشین  
چشم مخلوق حاصل دوہا اے نازنین تیرے پائے صاف گل نیلوفر  
سرخ کی مثال خانہ مثال ہیں نہیں ہے کہ جن پر دل مخلوق مثل زنبور سیاہ  
کے بلاگردان جھپٹتے ہیں

ایڈی برن دوہا

تو ایڈن سکھان کی ہیں اپان سب ہیں

موڈہ بوڈہ جابرین لہ اندر بد ہو بد لین

ایڈن پاشنا سکھان تعریف اپان مثال موڈہ بے عقل

بودہ عروسک جابرین لہ جکے ہمرنگ ہو کر اندر بد ہو

عروسک و منکوحہ راجہ اندر پد مرتبہ حاصل دوہا اے نازنین

تیری پاشنا پائی کی اگر تعریف کروں تو مثال او سکی نا پیدا ہے بے عقل بوڈہ

یعنی عروسک کا نام جس پاشنا کی ہمرنگی اختیار کرنے سے ایڈ بد ہو کہ

نام منکوحہ راجہ اندر کا یہی ہے مشہور عوام ہو یعنی بجائے نام بوڈہ خطا

اندر بد ہو کا پایا اور بوڈہ و ایڈ بد ہو یہ دونوں نام عروسک کی زبان

ہندی ہیں۔

گات برن دوہا

رہان کو اول گت نہیں ماتن ادپ انوپ

جات روپ سی گات لکھ جات روپ گور روپ

اپناں مثال اوپ روشنی جات روپ طلا حاصل دویا  
اوس ماہ پیکر کی خوبی و روشنی جسم کی کوئی مثال خیال میں نہیں آتی اوسکا  
جسم طلائی دیکھ کر حسن کا بھی حسن شرمندہ ہوتا ہے۔

چھب برنن دویا

چھب جہلکت منہ جہلکت تین من لاگت اپان

ہوت اودے سس کی منوں سمہ سلل اولتھان

چھب خوب اودے طلوع سس مانتاب سمہ دریا شور  
سلل آب اولتھان بر سر طغیانی حاصل دویا روشنی چہرہ  
اوس ماہ طلعت سے تمام جسم اوسکے میں اس قسم کی خوبی و روشنی عیان  
ہے کہ مثال اوسکی ناپید ہے گویا ماہ کامل کو دیکھ کر آب دریا سے شور بر سر  
طغیانی ہے قاعدہ ہے کہ ہمیشہ ماہ کامل کو دیکھ کر آب دریا سے شور بر سر طغیانی  
ہوتا ہے یہاں ماہ کامل مراد چہرہ نایکا سے اور طغیانی آب دریا مراد  
از دیا د خوبی جسم نایکا سے

سکمار تا برنن دویا

کیون وہ ہو کمن گنگ کی سچی انگ سکمار

نیٹہ نیٹہ مگ ڈگ دہرت نارِ مہاور بہار

بھوکھن زیور کنگ طلا انگ جسم سکمار نازک نیٹھہ نیٹھہ  
شکل شکل مگ راہ ڈگ دہرت قدم رکھتی ہے نار عورت مہاور رنگ عباہی  
بہار بار حاصل دویا زیور طلائی وہ نازنین کیونکر زرب بدن کر

کہ رنگ ماور کا جو اس کے پیرون پر لگا ہے اس کے ہی بار کو با گر ان سمجھ کر شکر  
تمام قدم راہ پر رکھتی ہے۔

### سو بجا برہن دوہا

تیرے چہرے پر بری تائین بدو بچا

متواری ہتیا رتوں راکھی بھوکن ٹار  
تیرے عورت چہر نام زیور جیسے پر ہری دلوں کو بیل کیا تائین اسو  
بدو بچا از راہ فہم رسا متواری شرب خوار مخور ہتیار اسلحہ لون  
طرح راکھی رکھی بھوکن ٹار زیور و آکر حاصل دوہا  
اس ناپاک کے زیور پاسے نے دلوں کو بزر و مطیع خود کیا لہذا بخیال کے  
کہ مخور کے پاس اسلحہ کا رہنا خالی از مفسدہ و نقصان جان نہیں تمام  
زیور و آکر رکھا گیا۔

نکمہ سکھ یور تیا دوہا

پر ہم چھو سکھ نکمہ برن عارف نپٹ اجان

بدو جن جان سد مار کو چھو بدو ندہان

یہ تہم اول ہی تیرے چھو تصنیف کیا سکھ نکمہ سراپا برن بیان نپٹ  
اجان سراپای علم مدہ جن کما و فضل چھو معاف کرن بدو ندہان  
مخزن علوم و عقل حاصل دوہا عارف سراپاے نہر نے اول ہی تیرے بدو سراپا  
تصنیف کر کے بیان کیا لہذا کا ملان فن مخزن فراست سے آرزو ہے کہ میری

دیده باشی شنیدم که نشانمند اوج برآمد و پائین پرستی بکچند بر آستانش شنیده  
باشی دیدم که بلند می نام دارد ۵

خوش هند که که جان نوشتم در صدف بیان نوشتم بر صفحه آسمان نوشتم بانگ جبرئیل فغان نوشتم شاه فلک آستان نوشتم بر بهمن بحر و کان نوشتم نیز نگ سخنوران نوشتم	نور احسن کلیم نوشت لعلی ست ز معدن معانی اوصاف معانی بلندش آواز در اے ناکه دول در عهد رئیس که آن را آن شاه جهان که در خایش تاریخ گراز شهیر خواهی
---	---

قطعه تاریخ چکیده خامه بلاغت جابر نواب مرزا داغ بلوچی سلمه

آنکه بانطق کلیمت و بطبع است سلیم نور ابهام جدید و بدیعضا ۱۲ هجری	سیدی نور حسن خان بهادر دیحاه منتخب کرد چو اشعار بگفتسم تاریخ
---	---

قطعه تاریخ از جمیل احمد سهوانی

که مقبولی دل و مطبوع هر طبع سلیم تا شاگاه و معنی جلوه طور کلیم ۱۲ هجری	جمیل این تذکره آن رونق رنگ سخن در کرد ز دل بربابی تاریخ این گلده رنگین
---	---

قطعه تاریخ از معدن شیواییانی سید قدرت علی شمیم سهوانی

داخل تذکره چو شدنی الحلال انتخاب پسند اهل کمال ۱۲ هجری	چیده مضمون و منتخب اشعار سال تاریخ او شمیم نوشت
---	--

# قطعه تاریخ از منشی سیاحفا علی سہوانی

مجمع ساخته بفکر رفیع  
چیدہ و منتخب کلام بدیع  
۹۷ ۱۲ھ

چون کلیم این کلام اہل کمال  
گفت احفا د سال تاریخش

## قطعه تاریخ از منشی محمد شا کر حسین شا کر ابن منشی صابر حسین صبا

کہ دل فریفتہ او شد است و جان پاک  
بہار طور کلیم است نور دیدہ دل  
۱۲ھ

کلیم سحر بیان طرفہ تذکرہ بنوشت  
نوشت مصرعہ تاریخ خوش ادنا کر

## قطعه تاریخ از سخنور بے ہمتا رشک صائب و کلیم

ابوالنصر علی حسن خان صاحب دایلم

روکش جلوہ بہار چمن  
شمع بزم سخنوران روشن  
گلشن دلپند اہل سخن  
۹۷ ۱۲ھ

بوالعجب تذکرہ مرتب شد  
جلوہ فکر کلیم نمود  
از سران بساط گفت سلیم

منہ سلمہ رہ

جسکا تانی نہیں ہر عجیب  
اسکا طالب ہر دور ہو کر قریب  
دیکھو کیا کیا لکے ہیں شمع عجیب  
اسکی تاریخ ہے عجیب غریب  
۹۷ ۱۲ھ

ہے یہ پیمائش تذکرہ ایسا  
فیض ہے حضرت کلیم کا یہ  
کون ہے جسکو یہ پسند نہیں  
جلد آمد و سلیم فکر ہے کیوں

# قطعہ تاریخ اور نحو لائٹانی موجد لفظ معانی منشی محمد صابر حسین سوانی

عجب دلاویز تذکرہ ہے کہ دل لہجاتا ہے اک جہان کا

بتاؤ حُب کا عمل ہے اس میں کہ نقش تسخیر اسکو سمجھوں

بلا ہے انداز دلبری میں یہ حسن و جلوہ کہاں پری میں

زبانہ اسکی ادا یہ شیدا جہان شوخی پر اسکی مفتون

کہیں ہے یہ دلنیزاب عاشق کہیں یہ معشوق دلربا ہے

کہیں ہے کیلی کا اسمین جلوہ کہیں دکھانا ہر رنگ مجنون

لکے وہ چن چن کے شعر اسمین کہ اتھا بونکی جان ٹھیرا

ند کیوی آنگھوں نے ایسی بندش سنا کہ انونچ ایسا مضمون

ہر ایک صفحہ ہر سخن گلشن کہلے ہیں کیا کیا گل مضامین

جو لفظ رنگین ہوئے گل تر تو میں معافی بہار گلگون

بیان وصل مفراق سے یہ کہیں ہر تر یاق سم کہیں یہ

کسیکے دلمیں ہے اس سے شادی کیا ہے اسنے کسیکا دل

نہ کیوں ہو یہ نور کا کرشمہ کلیم کی فکر کا ہے جلوہ

جو نام طور کلیم پایا یہ کچھ اسی کے لئے تہا موزون

سین سچی رسال ہجری تصبا جو پوچھے کوئی تو کہہ دے

قیامت آشوب نظم ہے یہ یہ شہر اک حصار افون

۹۷ ۱۲ ۱۸ ۱۹

## قطعہ تاریخ طبع از معدن نکتہ دانی سید حلیل احمد سوانی

جلوہ ہے شعر شعر میں مضمون ہیں لاف و

سایخ بھی چمکتی ہوئی کھدوائے حلیل

ہے تذکرہ کہ منظر نور کریم ہے روشن عجیب نور سے طور کلیم ہے

۹۷ ۱۲ ۱۸ ۱۹

# قطعه تاریخ طبع از مولوی عبیدالباقی سہوانی

سیدی نور الحسن خان تذکرہ فادری  
مصرعہ تاریخ از باقی چنان شد دلفروز  
جلوہ اشعار شد روشنگر نور کلیم  
ہست زیبا سے تجلی جلوہ طور کلیم

تاریخ تالیف تذکرہ طور کلیم خستہ خاموشی فد علی صبا تخلص فارغ

## عنوانهای تاریخی

ہے طور کلیم کوہ ۹۴  
چکایا نور شاعر کا طور کلیم نے ۹۴

## قطعه

جلوہ گری معانی کی لفظوں میں کیا کہوں  
بہمہ جاے کیوں نہ آتش جاودہ سامری  
خانوس میں ہے شمع کہ بادل میں ہر ہے  
طور کلیم نور تجلی سحر ہے

## ایضاً تاریخ طبع

## عنوانهای تاریخی

طور کلیم گشت محلی بلس طبع  
آیت طبع یافت طور کلیم

## قطعه

میر نور الحسن حلیم و سلیم  
جو ہر فرد معدن تقوی  
بر سر طور نشر و نظم کلیم  
دریم عز و جاہ و دریتیم  
شاعران زبان آردورا  
کرد منت پذیر لطف عیم



<p>یعنی از بهر یادگاری نشان جمله اشعار انتخاب زده نثر صاف و روان او آمد کلام فارغ نوشت مصحح طبع</p>	<p>که در نایاب تذکره برقم دلگشا مثل بوستان نعیم غیرت آب گوهر و تسنیم جلوه پر دوازگشته طوکلیم ۱۱۲ هـ</p>
<p>قطعه تاریخ</p>	
<p>تالیف طوکلیم از تئیم طبع سلیم محمد ابراهیم مختصن بخلیل که ربان فارغ</p>	
<p>گشت مفتوح ازین تذکره باب معنی ساعت ششم برین گری سیر اندازی روشن از شمع قلم کن سده تالیف خلیل</p>	<p>نور خورشید و قمر یافته تاب معنی ست طافخ شوی از کیف شرب معنی جلوه طوکلیم ست شهاب معنی ۱۲ هـ یعنی شماره رون</p>
<p>ایضا تاریخ طبع</p>	
<p>بیشک کلیم تذکره طرفه نگاشته می تابدا حروف معانی لغز تاریخ طبع یافت بچرخ دل کلیم</p>	<p>پیوج نیست بر لب بنینده واه واه چمن در سواد چشم تیان هر دم سیاه طوکلیم کرده تجلی چو نور ماه ۱۲ هـ</p>
<p>نثر خاتمه بطرز تقریظ از احمد خان جنوبی ممتنع مطبع مفید ام آگره</p>	
<p>همگی میک طوکلیم زبان را نور و موسی صفتان را سرور بخش محمد رشک آینه دل است که کوه طور با عشقش خاکستر - و آن خاکستر سمره دیده اهل نظر گردیده دیده و رانی که بنورش ماه برده اند قدم برایش سپرده چراغ هستی برافروختند و نقد حیات ابدی اندوختند بایک الله تعالی و السلام</p>	

خود میفرماید تا کو چشمان را نظر خدایین باید تا بر سوه نظاره تجلیات او کنند و اینها که مکتوم فتم  
و حید الله را تعویذ باز و مثنوی منه

ذاتش بصفات هست پیدا	چون نور که شد در مه پودیا
اصل نه نور نور ذات است	چشم تو منور از صفات است
در ذات پیچ و سر لا هوت	بکش انظری بنور ناسوت

و سخن که از طور دلم بکبر سی ظهور نشیند گفت حضرت خواجه کائنات علیه الصلوات و التحیات  
که موسی عرآن مرد و مضربان اوست و عیسی مریم یکم از دربان او و کلیم طور نشین را سوال ببارانی  
بر زبان بود و بجوابش لن ترانی می شنود و آن محمود و بدو در عرش برین  
باز از غایت باطنی سر و چشم خود کشید بر بست و بلند مرتب دیده بکشاکش کلیم کجا  
و عرش عظیم کجا به برین تفاوت ره از کجا است تا بکجا منه

موسی بطور رفت و بین است اوج او | بر لا مکان و عرش معلیست جای تو

اما بعد از طور دیده عای غیش جدا صوفی بے ریا چون طنبو خالی پصد است که خلاق  
را نموده او وی سازگار است و من بینوار افکار اشعار سزاوار بقول حافظ شیرازی

درین زمانه رفیقی که خالی از خلل است | اصراحی می داب و عقیده غزل است

در بزم سخن به خان بزرگ تافیه تنگ می نشینم و دلم می کشاید و براه بخت کلامی خود را به درین آستان  
آبایی برسد کار می آید یکسره خالی من از گوهر سخن پر است و معانی آبدار بهرین اصل و در تنه که طویر  
که باشا که ناگون بزرگ گهای بوفیلون است و سوانه قالد المقلد الموی سحر من پیرایه اقتسام  
در بزرگشید و از سنگ طبع چشید آب بقار و ان کردید تشنگان را نوید تازه و حجم پر و رلان راست به زبان  
از زانی با جگر این کتابی است مایه سرور و شادمانی و در حشر آب زندگانی گذر شد دست نیکین خیالان  
دستجو که آشفته حالان بهیکل کردن فرهاد نشان روزگار و تعویذ باز وی شعر شیرین گفتار  
هر و تش حینک دیده فراق دیده و هر نقطه اش سوزید از دل غم کشیده نظم منه

مگر کیم که طور کلیم است این	مرا داسے جان قیسمت این	ورق باجو اور اوراق گل در شمار
دل غلیل از دینش بیقرار	بهر صفحه نورشید در اضطراب	بهر سطر نظاره دیر چ و تاب
ز بین السطورش عیان کن کشان	منور از دیده مهوشان	سپید است کاغذ چون ورق
کشیده است سطر از نظر مضامین رنگین	اگر بنگری	دو صد باغ زیر نظر بنگری

آزارم بز فکر کلیم و بیان که از دست و زبان دید بضمایم آورده بزم سخن و در آن منور  
 و سحر سامری را در پیش خندانخت نگاه بیارم بمعانی این طور که حکم صفا موی در دست  
 و دل آشیارم بضمایم دل نشین سحرست چراغ دیده بانو از طور کلیم روشن و صدف  
 نظاره را در قصد و حجب و دامن اگر معانی بلند بچوکی بطور است و اگر کلام دلپسین بخواهی بر زبان  
 کلیم نقش خدایست بر لبش معانی و دواتش ایجابی است بزرنگانی کتاب کلیم  
 به تجلی مضامین عالی نور بخش قلب کلیم است و چاره گرجان قیسمت اگر از اول تا آخر بینی دامن  
 گل مراد بگویی هر ورقش گماری است همیشه بهار و بهر صفحه اش نو بهاری است بهر عین انظار نظاره  
 به پیش سیراب و داما بمعانی اش سیاب جانیکه کلام آتش آتش زن خرم صبر و تکلیف است  
 در انجاسخن با سحر گیم گنجینه بخش دامن حجب گاه به سر دکان از کلام میزنده یسازد دو گاه سحر  
 سلن را از سخن سودا بسودا می اندازد و سخنورانی که درین مذکره دوش بردوش اند بزم گویا  
 و هم خاموش اند درین زمانه باز از سخن گیم است و بر لب سخن سخنان آه سر دقت است که اگر  
 گویند سخن اکثر از سنگ یزه شمارند بجاست و سخن سخنان روشن گمراشتک تر از و پندارند و هم  
 مرا الهی نظم است و شاه را گوهر و لے ز گوهر بر من فرق است تا گوهر جو گوهر است قناعت مر لقطه آب  
 پیش سخن چنانم که در بها گوهر گشت گوهر یک دانه بهر دامن بر سخت از صدف دیده بار بگوهر  
 که در دامن دامن می بینم که گیر از من بخت بے بها گوهر درین زمانه بیاسے که گوهر نشان  
 که کس نماند که بریزد و فرق را گوهر همان به است که از دینج نطق و علم بیاسے آل نبی ریزم از شاوگر  
 محمد عربی کولب بجایو لشن بجیب خلق فروخت بے بها گوهر احمد رضا آهانه که اکنون از

شهر بهوبال صیت جوهر شاسی بلند است و تاقیه بنجان آرد و دفاری را طالع ارجند که در طبع  
 کلام شان از خطی حرف کرده شهور میکنند و تذکره ای فارسی و آرد و رانزدیک و دور می مانند  
 اگر است پرسی به مردگان درودی و بهر زندگان سرودی است نسیم جان بخش از طرف بهوبال  
 می آید و غنچه مهر او سخن بنجان میکشاید علم و فضل در آن خطه پاک چون نافه در شش و لعل در زین  
 است و درین هم سخن نیست که در اینجا قدر دانی سخن است رکیه نامدار گانه روزگار نواب  
 شاه جهان بگیم صاحب دلاور اعظم طبقه اعلا سواره بهر دامن اقبالها و ملکهها پیخیده اما ملکه  
 و از خاکبوسی استانش مرعادل حاصل اهل جوهر را چون شمشیر دست میدارد و اهل علم را چون  
 حرف و دانش عزیز سخن از بارگاهش سیرایه قبول در بر و لفظ و معنی از دست و قلمش بهین می آید  
 بشیر حق گفتارش شیرین خوانی بجاست و اگر شیرین را ملک پیش خوان بودش دانی سزا است عدلش  
 باز و بخشش را یک آشیانه داده و نصفتش را در گل را یکجا نموده سرباست به سیاستش چون گل  
 به بهار آن و چین بوقت باران است این همه تازگی که در چین بهوبال می بینم آبیاری رسیده عالم را  
 است و از غیر گالی نواب نامدار و الاجاه امیر الملک نواب سید محمد صیدین حسن فاضل صاحب دار  
 دامن قبا که زبان و قلمش تفسیر و امر و نوای است و پناه ملک و دولت بدین پناهی دانش توفیق  
 ملک و دولت اکل و خود را در جباه و ثروت دنیا بر داشته دل طباس خسروی چون ابراهیم ادهم  
 در دیش پاک طینت و بر جاده نقش عبادت بسته که کنای نامنیت بسینه اش علوم حق پرستی چون  
 جوهر آینه آشکار و بجا صدایش آثار بزرگی صورت بدین نمودار تعداد تالیفاتش از نجوم و اخلاص و  
 همه تصانیفش سخن زخمون ستایش او بگلک و زبان نمودن آفتاب را بگنجد میودن است نایاب  
 که بهر جا میکشایم و برین یک و دو بیت ختم سخن می نمایم **قطع**

مستوفی آن بیکه بر آن مخرج کور و گوی دولت از غیر	گشتای لب و ما اکنون که دعا و در دست تمام و
تا بگریه و طالع خورشید تا که بکشتان به نه خج	تا بود دوی گل بدین صبا از سبزه فرد و یکد گوهر
تا گل و غنچه را بقای هست با بفر و دلیل است اثر	تا بکون بر یک تو با نام تو زیب سکندر و